اسیروں کا چھڑانا اک معین فرض ہے تم پر
کہ فکوا العانی ہے حکمِ نبی، جو قرض ہے تم پر
نوائے
افغان جہاد
ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ
مارچ2012ء

خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مسلمانانِ یمن کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلیفۃ الرسولؐ کی طرف سے یمن کے ان تمام مومنوں اور مسلمانوں کے نام جن کے سامنے یہ خط پڑھا جائے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

"میں تمہارے سامنے اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ امابعد! اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاد کو فرض فرمایا اور انہیں ہر حال میں نکلنے کا حکم دیا، چاہے ہلکے ہوں یا بھاری۔ اپنے راستے میں مال و جان لے کر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ جہاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ایک زبردست فریضہ ہے، جس کا ثواب اللہ کے ہاں بہت زیادہ ہے۔ ہم نے مسلمانوں سے کہا ہے کہ وہ ملک شام میں جا کر رومیوں سے جہاد کریں۔ وہ اس کے لیے فوراً تیار ہو گئے اور اس میں ان کی نیت بہت اچھی ہے (کہ وہ اللہ کو راضی کرنے کے لیے جا رہے ہیں) لہٰذا تم بھی (اس سفر جہاد کی) تیاری جلدی سے کر لو لیکن اس سفر میں آپ لوگوں کی نیت ٹھیک ہونی چاہیے۔ تمہیں دو خوبیوں میں سے ایک خوبی تو ضرور ملے گی۔ شہادت یا فتح اور مال غنیمت...... کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ وہ صرف باتیں کریں اور عمل نہ کریں۔ اللہ کے دشمنوں سے جہاد کیا جاتا رہے گا۔ وہ اپنے دین کی حفاظت فرمائے گا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تمہارے دلوں کو ہدایت عطا فرمائے اور تمہارے اعمال کو پاکیزہ فرمائے اور تمہیں جم کر مقابلہ کرنے والے مہاجرین کا ثواب عطا فرمائے"۔

(حیاۃ الصحابہؓ جلد اول، صفحہ ۴۷۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر۵، شمارہ نمبر۳

ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ | مارچ 2012ء

''اللہ کے راستے میں ایک شام یا ایک صبح چلنا، دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں ایک کمان یا ایک چابک کے برابر جگہ دنیا و مافیہا سے بہت رہے اور اگر جنت کی عورتوں میں سے کوئی اہل دنیا کی جانب جھانک ہی لے تو ان کے درمیان کی ہر شے روشن اور اس کی مہک سے معطر ہو جائے اور اس کے سر کی تو اوڑھنی بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے''۔(صحیح بخاری)

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۲۰ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع 'نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا موقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

اداریہ

......قرآن کی صدا ہے...... یہ جہاد کی فضائیں تجھے یاد کر رہی ہیں!!!

قرآنِ مجید، فرقانِ حمید، اللہ کی آخری کتاب......جس پر ایمان رکھنے والے مسلمان روئے زمین پر ڈیڑھ ارب کی تعداد میں موجود ہیں' کے ایک سو نسخوں کو افغانستان کے باگرام ایئربیس پر صلیبی کتوں نے نذرِ آتش کر دیا......انا للّٰہ و انا الیه راجعون......تادمِ تحریر اس دل خراش واقعے کو منظرِ عام پر آئے ایک ہفتہ ہونے کو ہے،'او آئی سی' نے واقعے کی مذمت کرتے ہوئے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ (کس سے؟ معلوم نہیں!) کیا ہے، ایٹمی قوت ہونے کے دعوے دار پاکستان نے بھی اس سانحے کے چار دن بعد ایک مذمتی بیان جاری کیا ہے، جب کہ افغانستان کے غیور مسلمانوں نے ۳۰ سے زائد جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے افغانستان کے طول وعرض میں صلیبی افواج کے مراکز کا محاصرہ کر لیا ہے اور وہ اُن پر پتھر اور پٹرول بم کے علاوہ میزائل بھی برسا رہے ہیں۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق خوست میں مظاہرین نے صلیبیوں کے لیے تیل لے جانے والے ۱۸ ٹینکر نذرِ آتش کر دیے ہیں، جب کہ ننگر ہار میں غیور افغان مسلمانوں نے امریکی فوجی مرکز پر قبضہ کر کے ۱۰ صلیبی فوجیوں کو جہنم رسید اور سو سے زائد افغان فوجیوں کو زخمی کر دیا ہے۔ اسی طرح ایک اور کارروائی میں کابل میں افغان وزارتِ داخلہ کے دفتر میں امارت اسلامیہ کے دو فدائین نے جو کہ کچھ عرصہ قبل منصوبے کے تحت افغان پولیس میں شمولیت اختیار کی تھی، فائرنگ کر کے ایک کرنل اور ایک میجر سمیت ۴ اعلیٰ سطحی امریکی فوجی مشیروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ان ہلاکتوں کے بعد نیٹو نے کٹھ پتلی افغان حکومت کی تمام وزارتوں سے اپنے تمام اہل کار واپس بلا لیے ہیں۔ ایک طرف افغان قوم ہے جس کی قیادت نے کتاب اللہ کی بے حرمتی کو اپنے دین اور ایمان کا مسئلہ جانتے ہوئے عین وہی طرزِ عمل اختیار کیا ہے جس کا قرآن درس دیتا ہے۔ امارت اسلامیہ افغانستان نے اس حوالے سے اپنے بیان میں کہا ہے کہ ''اپنی مقدس کتاب کی خاطر صرف مظاہروں اور خالی نعروں پر اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ ان کے ساتھ ساتھ قابضین کے فوجی مراکز، ان کے فوجی قافلوں کو بھی اپنے حملوں کا ہدف بنایا جائے، انہیں قتل کرو، مارو اور قیدی بناؤ اور انہیں ایسا درس دو کہ وہ پھر کبھی قرآن کریم کی توہین کی جرأت نہ کر سکیں''۔ دوسری جانب اہل پاکستان کی قیادت ہے جس نے عوام سے اپیل کی ہے وہ 'جلسوں' اور 'مظاہروں' میں شریک ہو کر 'غیرتِ ایمانی' کا ثبوت دیں۔ لیکن عوام نے اس اپیل کو بھی درخورِ اعتنا نہیں سمجھا، الا ماشاء اللہ۔ سوال یہ ہے کہ کیا قرآن صرف افغانوں کا ہے؟ یا توہینِ قرآن کے مجرم صلیبیوں کے مراکز، سفارت خانے اور قونصلیٹ پاکستان اور دیگر ممالک کے مسلمانوں کو نظر نہیں آتے؟ کیا سورہ توبہ کی آیت فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ صرف افغانستان کے مسلمانوں کے لیے اتری ہے؟

ایسے عالم میں کہ جب عامۃ المسلمین کے دل کفار کی اس جسارت پر مضطرب ہیں، پاکستان پر مسلط طواغیت' افغانستان میں غاصب صلیبی افواج کو ہوائی راستے سے رسد کی فراہمی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اور اب نئے نرخ طے ہو چکنے پر زمینی راستے سے بھی نیٹو کی سپلائی بحال ہونے والی ہے۔ ذرائع ابلاغ میں شائع شدہ اطلاعات کے مطابق پاکستان سٹیٹ آئل (پی ایس او) نیٹو کو ماہانہ ۲۵ ہزار ٹن جیٹ فیول سپلائی کرنے کے لیے عالمی مارکیٹ سے جیٹ فیول کی خریداری کی کوشش کر رہا ہے جو اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ پاکستان عنقریب افغانستان میں نیٹو افواج کو سپلائی بحال کرنے والا ہے۔ جب کہ ڈرون حملوں کا دوبارہ 'افتتاح' تو پہلے ہی ہو چکا ہے جس کے بارے میں ایک دفعہ پھر یہ بات بھی واشگاف ہو چکی ہے کہ یہ پاکستانی حکومت اور فوج کی مرضی سے ہوتے ہیں۔ حالیہ حملوں میں مجاہدین کے اہم ذمہ داران بدر منصورؒ اور عبداللہ خراسانیؒ بھی تمغہ ہائے شہادت سجائے اپنے رب کے ہاں سرخرو ہو گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ قائدین جہاد شیخ اسامہؒ، امیر بیت اللہ محسودؒ، شیخ ابومصعب الزرقاویؒ، شیخ مصطفیٰ ابو یزیدؒ، شیخ عطیۃ اللہؒ، الیاس کشمیریؒ اور دیگر ہزاروں شہدا کی مانند ان شہدا کا خون بھی مجاہدین فی سبیل اللہ کے ایمان اور شوقِ شہادت میں اضافے کا سبب بنے گا۔

رزم گاہِ حق وباطل میں جہاں ایک طرف رحمٰن کے بندے اپنا تن، من، دھن غرض سب کچھ رضائے رب کے حصول کے لیے لٹانے پر کمر بستہ ہیں، وہیں طاغوت کے پجاری اور حرص وہوس اور ڈالر کے غلام بھی اپنے نامہ اعمال کو سیاہ سے سیاہ تر کرنے پر تلے ہیں۔ راہ حق پر استقامت کے 'جرم' میں اہل وفا نے طواغیت کے عقوبت خانوں میں سنت یوسفی کو یوں تو ہر دور میں زندہ رکھا ہے، لیکن جور وسیاہی پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کے حصّے میں آئی ہے اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اڈیالہ جیل سے اٹھائے گئے گیارہ قیدیوں میں سے چار کی مظلومانہ شہادت، باقی سات کی زندہ لاشیں اور اسلام آباد میں دو ہفتوں سے موجود ملک بھر سے لاپتہ ہونے والے سیکڑوں افراد کے لواحقین کی دلخراش داستانوں نے ابوغریب اور گوانتاموبے کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ گوانتاموبے اور دیگر صلیبی قید خانوں سے رہائی پانے والے کئی ایسے اسیران جو پاکستان سے گرفتار ہوئے، اپنے انٹرویوز اور آپ بیتیوں میں یہ انکشاف کر چکے ہیں کہ ان کی قید کا سب سے سخت وقت وہ تھا جو انہوں نے پاکستانی عقوبت خانوں میں گزارا۔ امارت اسلامیہ افغانستان کے نائب ملا عبید اللہ اخوند کی دو سال قبل پاکستانی قید میں شہادت کی خبر نے بھی اس حقیقت کو مزید واضح کیا ہے کہ دین دشمنی اور جہاد دشمنی پاکستانی فوج اور خفیہ اداروں کی سرشت میں ہے، اور اس دشمنی میں وہ 'پاکستانی طالبان' یا 'افغان طالبان' جیسی کسی تفریق (جس کا ڈھنڈورا وہ خود اور ان کے تنخواہ دار پیٹتے ہیں) کا کوئی لحاظ نہیں رکھتے۔ لمحۂ موجود میں بھی امارت اسلامیہ افغانستان کے کئی راہنما پاکستان میں قید ہیں جن میں سب سے نمایاں استاد یاسر، ملا عبد السلام، ملا منصور داد اللہ ہیں۔ آخر الذکر کو زخمی حالت میں گرفتار کرنے کے بعد نہ صرف علاج سے محروم رکھا گیا ہے بلکہ ملا عبید اللہ کی طرح ان کو چوبیس گھنٹے بیڑیوں میں بھی جکڑ کر رکھا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں طواغیت کے اذیت کدوں میں مقید تمام مسلمان قیدی، آج امت مسلمہ کو اس کا بھولا ہوا فرض یاد دلا رہے ہیں کہ ......فکوا العانی (قیدی کو چھڑاؤ)

اپنے امریکی آقاؤں کی پیروی میں پاکستان نے ایبٹ آباد میں شیخ اسامہ بن لادنؒ کی جائے شہادت مکان کو گرا دیا ہے۔ شیخ کے جسد کو سمندر میں بہانے کے دعویٰ کرنے والے ہوں، یا ان کی جائے شہادت کو مسمار کرنے والے، یہ سب دراصل وہ شتر مرغ ہیں جو ریت میں سر چھپا کر اس حقیقت سے فرار چاہتے ہیں کہ اسامہ بن لادنؒ محض ایک فرد کا نہیں بلکہ ابد تک گونجنے والی ایک ایسی صدا کا تسلسل ہے جس پر لبیک کہتے ہوئے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے جوان، ہمیشہ لیلائے شہادت کے شوق میں جہاد وقتال کے معرکوں کی جانب کھنچے چلے آئے۔ اور یہ صدا آج بھی گونج رہی ہے کہ

اے دین کے مجاہد تو کہاں چلا گیا ہے
یہ جہاد کی فضائیں تجھے یاد کر رہی ہیں

ترکِ گناہ

فقیہ العصر مفتی رشید احمد رحمہ اللہ

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

''سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سائے میں جگہ دیں گے جس دن اللہ تعالیٰ کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ عادل بادشاہ، وہ جوان جس کی نشو و نما اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہوئی ہو، وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو، وہ دو اشخاص جنہوں نے آپس میں اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی ہو، اسی پر جمع ہوئے ہوں اور اسی پر جدا ہوئے ہوں۔ وہ شخص جسے منصب اور جمال والی کسی عورت نے گناہ کی دعوت دی ہو اور اس نے جواب میں کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، وہ شخص جس نے کوئی صدقہ دیا اور اسے ایسے چھپایا کہ بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہو جو دائیں ہاتھ نے خرچ کیا، وہ شخص جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے''۔

اس حدیث میں جن سات قسم کے لوگوں کا ذکر ہے اُن میں وہ نوجوان بھی ہے جس کی اٹھان ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہوئی ہو، اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں جگہ ملنے کا بلند مقام اس لیے ملے گا کہ اس کے عمل میں مشقت بہت زیادہ ہے۔

العطایا علی قدر البلایا

''انعامات مشقتوں کے برابر ہوتے ہیں''۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت: ۶۹)

عبادت کرنے اور گناہوں کے چھوڑنے میں جو لوگ مجاہدہ کریں اور چند روز تک صبر کرلیں ہم ان کی دست گیری کرتے ہیں، پھر ان کو گناہوں سے نفرت ہو جاتی ہے، یہ مشقت عمر بھر نہیں رہتی، چند روزہ مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔

چند روزہ جہد کن باقی بخند

''چند روزہ مشقت برداشت کرلیں پھر خوشی سے ہنستے رہیں''

نوجوانی ہی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ جانے پر اتنی بڑی بشارت ہے۔

عبادت کا صحیح مطلب:

عبادت کا یہ مطلب نہیں کہ تلاوت اور ذکر و نوافل میں مشغول رہے اور بس۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اتق المحارم تکن اعبدالناس (احمد و ترمذی)

''گناہوں سے بچنا سب سے بڑی عبادت ہے''۔

نوافل، تہجد، تسبیحات، ذکر، تلاوت سب کچھ کرلیں مگر صرف ان سے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات نہ ہوگی اور اگر گناہوں سے بچتے رہے اور معافی مانگتے رہے، توبہ کرتے رہے اور صرف فرائض ادا کرتے رہے، نفل عبادات نہیں کیں تو بھی نجات ہو جائے گی۔ گناہوں سے بچنا دوا ہے اور نفل عبادت مقوی غذا، اگر مرض کا علاج نہ کیا جائے تو صرف مقوی غذا فائدہ نہیں کرتی بلکہ کبھی الٹا نقصان کرتی ہے۔ ترکِ گناہ مضبوط بنیاد اور مضبوط تعمیر ہے اور نفل عبادت اس عمارت پر رنگ و روغن ہے۔ اگر بنیادیں مضبوط نہیں تو صرف رنگ و روغن کسی مصیبت سے نہیں بچا سکتا۔ گناہوں سے توبہ کرنا، قلب کی صفائی اور ریگمال ہے اور نفل عبادت اس پر پالش ہے۔ میلا کپڑا اور زنگ آلود لوہا رنگ و روغن کو قبول نہیں کرتا۔ اس رنگ میں نہ چمک آئے گی اور نہ ہی پائیدار ہوگا۔ اس پر رنگ و روغن کرنا رنگ کی بے قدری ہے۔ پہلے گناہوں سے توبہ کرکے قلب کو زنگ سے پاک وصاف کیجیے اس کے بعد نفل عبادت کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کیجیے۔ حضرت رومیؒ فرماتے ہیں

آئنت دانی چرا غمازنیست
زانکہ زنگارازرخش ممتازنیست
رو توزنگارازرخ اوپاک کن
بعدزیں این نوررااادراک کن

''تیرے دل کے آئینہ میں اس لیے محبت الٰہیہ کا عکس نظر نہیں آتا کہ اس پر گناہوں کا زنگ چڑھا ہوا ہے تو اس پر سے زنگار صاف کر تو نور معرفت کا ادراک ہوگا''۔

نوجوانوں کو بشارت:

جو نوجوان ابتدائے جوانی ہی سے گناہوں سے بچتا رہا ہو، اس کا اتنا بڑا درجہ اس لیے ہے کہ ایسے وقت میں گناہوں سے بچنا بہت مشکل ہے، اس وقت ذمہ داریاں نہیں ہوتیں، نفسانی خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے، ہر قسم کے گناہ کرنے کا موقع میسر ہوتا ہے، اپنی عزت کا خیال نہیں ہوتا، زیب و زینت کا خیال رہتا ہے، اس کو حاصل کرنے کے لیے حرام طریقوں سے مال کمائے گا، بدنظری اور دوسرے گناہوں سے بچنا مشکل ہوگا۔ ایسے میں اگر وہ نوجوان اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر گناہوں سے بچتا ہے اور سوچتا ہے:

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ (الغافر: ۱۹)

اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت اور سینوں میں مخفی باتوں کو بھی جانتے ہیں۔

آنکھوں کی خیانت پھر بھی نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ تو دل کے خیالات بھی جانتے ہیں۔ یہ سوچ کر وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ جوانی میں گناہوں سے بچنا بہت مشکل ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا بڑا قرب عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا۔

عصرِ حاضر کی کرامت:

خصوصاً ایسے وقت میں جب کہ گناہ آسان ہو، فحاشی عام ہو، سنیما اور تصویروں کی نمائش بلا روک ٹوک ہو، اگر کوئی گناہ نہ کرے تو اس کو معاشرہ میں کم ترین شخص شمار کیا جاتا ہو، ایسے وقت میں اگر کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے؟

بدنظری کے مواقع پر اللہ تعالیٰ کے خوف سے نظر جھکا لینا بہت بڑی کرامت ہے۔ پانی پر چلنے اور پاؤں گیلا نہ ہونے سے لاکھوں درجہ بڑھ کر یہ کرامت ہے کہ گناہوں کے مواقع اور تقاضا موجود ہونے کے باوجود بچتا رہے، اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت حسن بصریؒ کے پاس حضرت رابعہ بصریہؒ کوئی مسئلہ پوچھنے آئیں تو معلوم ہوا کہ بستی سے دور دریا کے کنارے پر عبادت کے لیے تشریف لے گئے ہیں۔ شہر کی ہوا لوگوں کے گناہوں سے مکدر اور زمین ملوث ہوتی ہے اس لیے اہل اللہ عبادت کے لیے جنگل کو منتخب کرتے ہیں۔ حضرت رابعہ بصریہؒ وہاں پہنچیں تو دیکھا کہ یہ دریا میں پانی کی سطح پر مصلیٰ بچھائے نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت رابعہؒ نے یہ بتانے کے لیے کہ یہ کوئی کمال نہیں ہوا پر مصلیٰ بچھا کر نماز شروع کر دی، وہ سمجھ گئے، دریا سے باہر آ گئے تو انہوں نے ہوا سے نیچے آ کر کہا:

''اگر بر ہوا پری مگسی باشی، وگر بر آب روی خسی باشی
دل بدست آر تا کسی باشی''

پانی یا ہوا پر مصلیٰ بچھا کر تنکے یا مکھی کی نقل اتار لینا کوئی کمال نہیں، کمال تو یہ ہے کہ اپنے قلب کی خواہشات کو اپنے مالک کی رضا کے سامنے فنا کر دیں۔ جہاں بے حیائی کے طوفان ہوں، گناہوں کی مجالس اور دعوتوں کی ہر طرف سے بھرمار ہو ایسے وقت میں اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے خوف کو اپنے دل میں بٹھائے گا تو یہ ہے اصل کرامت۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے قریب بے حیائی اتنی عام ہو جائے گی کہ مجلس بیٹھی ہوگی ان لوگوں کے سامنے ایک عورت آئے گی مجلس میں سے ایک شخص اٹھ کر اس سے زنا کرے گا، ان میں سے ایک شخص کہے گا کہ تو ذرا دیوار کے پردے میں اس سے یہ کام کرتا، اس کا اتنا درجہ ہوگا جیسا کہ صحابہ کرامؓ میں ابوبکرؓ کا''۔ (مستدرک حاکم)

سوچنا چاہیے کہ یہ درجہ اس کو کیوں ملا؟ اس لیے کہ اس وقت میں دین کی بات کہنا ایک جرم ہوگا اور جرم بھی ایسا کہ معاشرے میں ناقابل معافی۔ سارا گھر ٹی وی دیکھتا ہے، اس کے مناظر سے دل بہلاتا ہے اور ایک شخص ایک کونے میں بیٹھ کر اس سے بچتا ہے تو یہ کرامت ہے۔

ایک شخص حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں دس سال رہا، چونکہ کرامات و تصرفات کو مدار ولایت سمجھے ہوئے تھا اس لیے مایوس ہو کر واپس جانے لگا۔ حضرت جنید رحمہ اللہ نے وجہ دریافت فرمائی تو اس نے کہا ''دس سال میں آپ کی کوئی کرامت ہی نہیں دیکھی''۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا ''کیا اس عرصہ میں میرا کوئی فعل خلاف شرع بھی دیکھا''۔ اس نے کہا ''نہیں'' فرمایا ''دین پر استقامت ایسی کرامت ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی کرامت ہو ہی نہیں سکتی''۔ اس سے بڑھ کر کیا کرامت ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو بروز قیامت اپنی رحمت کے سائے میں جگہ عطا فرمائیں گے۔

گناہوں سے بچنے کا نسخہ:

ایسے موقع پر جہاں چاروں طرف سے گناہوں کی دعوتیں ہوں، گناہوں سے بچنے کے نسخے کے دو اجزا ہیں: ہمت اور دعا۔

ہمت بلند کرنے کے نسخے:

گناہوں سے بچنے کے لیے ہمت بلند کرنے کے چند نسخے قرآن و حدیث سے بتاتا ہوں، اللہ تعالیٰ استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اپنی رحمت سے نافع بنائیں۔

عبادت گزار نوجوان:

جس حدیث پر بیان چل رہا ہے اس کے مضمون کو سوچا کریں کہ نفس کے تقاضوں کو روکنے پر کتنی بڑی بشارت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اپنی رحمت کے سائے میں جگہ دیں گے جب کہ کوئی سایہ نہیں ہوگا اور لوگ پسینوں میں غرق ہو رہے ہوں گے۔

گناہوں کے سمندر:

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللّهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلاَّ مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُواْ مِنْهُ إِلاَّ قَلِيلاً مِّنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُواْ مَعَهُ قَالُواْ لاَ طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنودِهِ (البقرة: ۲۴۹)

حضرت طالوت مسلمانوں کے بادشاہ تھے، اس وقت کے نبی حضرت شموئیل علیہ السلام نے ان کو بادشاہ بنایا تھا انہوں نے اپنے لوگوں سے کہا کہ دیکھنا ہوشیار رہنا، اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لیں گے۔ کیسا امتحان ہے؟ لب خشک ہیں، پیاس لگی ہوئی ہے، دریا پر سے گزر رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ جس نے اس دریا سے پانی پیا وہ ہم میں سے نہیں۔ پہلے ہی بتا دیا کہ یہ امتحان ہے اور امتحان صرف تھوڑے وقت کے لیے ہوا کرتا ہے اگر امتحان میں کامیاب ہو گئے تو پھر انعام ہی انعام ہے۔ ان کو بتا دیا گیا کہ تھوڑی سی دیر صبر کر لو مگر پھر بھی اکثر ناکام ہوئے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جنہوں نے پانی پی لیا ان کی پیاس نہ بجھی بلکہ خشکی اور پیاس میں اور اضافہ ہو گیا۔

(بقیہ صفحہ ۷ پر)

تقویٰ اور ورع

شیخ ڈاکٹر عبداللہ عزام شہیدؒ

اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی ماننے والو! یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا.....فرمایا:

إِن تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُواْ بِهَا وَإِن تَصْبِرُواْ وَتَتَّقُواْ لاَ يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئاً إِنَّ اللّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ(ال عمران: ۱۲۰)

''اگر تمہیں خوشی کے چند لمحات میسر آجائیں تو وہ انہیں ناگوار گزرتے ہیں اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو وہ بڑے خوش ہوتے ہیں۔ اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو اُن کی چالیں تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی۔ جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اُس کو (خوب) محیط ہے''۔

اللہ تعالیٰ یوسف علیہ السلام کی زبانی کہلواتا ہے:

مَن يَتَّقِ وَيِصْبِرْ فَإِنَّ اللّهَ لاَ يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (یوسف: ۹۰)

''جو اللہ سے ڈرے گا اور صبر کرے گا تو اللہ (ایسے) اچھے لوگوں کا اجر ضائع نہ کرے گا''۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

بَلَى إِن تَصْبِرُواْ وَتَتَّقُواْ وَيَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ هَـذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلافٍ مِّنَ الْمَلآئِكَةِ مُسَوِّمِينَ(ال عمران: ۱۲۵)

''ہاں اگر تم دل کو مضبوط رکھو اور (اللہ سے) ڈرتے رہو اور کافر تم پر جوش کے ساتھ دفعتاً حملہ کر دیں تو پروردگار پانچ ہزار فرشتے جن پر نشان ہوں گے تمہاری مدد کو بھیجے گا''۔

صبر کو قرآن کریم میں اکثر تقویٰ کے ساتھ ہی ذکر کیا گیا ہے۔ یہ مسلمان کو دشمن کے نقصان سے بچانے کے لیے دولازمی ستون ہیں۔ دشمن کی چالوں سے بچتے ہوئے اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ تقویٰ کی چادر اوڑھی جائے اور صبر کی کملی لپیٹی جائے۔ اسی تقویٰ کے بارے میں آئندہ سطور میں بات ہوگی جس کا تازہ اور پکا ہوا پھل 'ورع' کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

سربراہی اور عہدے کی خواہش:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر اعلان فرمایا:

''حلال واضح ہے اور حرام واضح......ان کے درمیان کچھ متشابہہ امور ہیں، جو ان متشابہہ امور سے بچتا رہا اُس نے اپنا دین اور اپنی عزت بچالی اور جو شبہات میں پڑ گیا، وہ حرام میں پڑ گیا''۔

ورع کی بات شبہات کی بات ہے۔ انسان کا تقویٰ اور ورع کسی متشابہہ مسئلے کے سامنے آنے پر پہچانے جاتے ہیں۔ تقویٰ جتنا زیادہ ہوگا، احتیاط کا دامن جتنا زیادہ تھاما جائے گا، خود اپنی نگرانی جتنی زیادہ کی جائے گی، ورع اتنا ہی ارفع واعلیٰ پیمانے کا ہوگا۔

سب سے پہلے ورع دو چیزوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ ایک سربراہی کا مسئلہ اور دوسرا مال کا مسئلہ۔ صحیح حدیث میں ہے کہ

''جس طرح بکریوں کے گلے میں بھیڑیے کا پہنچنا خطرے سے خالی نہیں اسی طرح دین کے گلے میں تباہی پھیلانے کے لیے دولت اور سربراہی کا لالچ دو ایسے بھیڑیے ہیں جو سارے دین کو خراب کر ڈالتے ہیں''۔

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو دو بھیڑیوں سے تشبیہ دی ہے۔ یہ دونوں بھیڑیے سردیوں کی ٹھنڈی راتوں میں بھیڑوں کا شکار خوب کرتے ہیں اور انسان کے دین اور ورع کو چیر پھاڑ ڈالتے ہیں۔

انسان کے دل سے سب سے آخر میں جو لالچ نکلتا ہے وہ یہی ریاست اور شرف کا لالچ ہے۔ یہ بڑی خطرناک شے ہے، کتنے لوگ اس لالچ کا شکار ہو کر ذلالت کے گڑھے میں گر چکے ہیں۔ ان دونوں میں سے مال کا لالچ نسبتاً کم خطرناک ہے کیونکہ سونا چاندی وغیرہ ریاست اور سربراہی حاصل کرنے کے لیے خرچ کر دیے جاتے ہیں۔ چنانچہ مال کے لالچ سے بچنا شرف کے لالچ کی نسبت کم درجے کا ورع ہے۔ دکھاوا، ظاہریت پسندی کا شوق انسان کے دل سے بڑی ہی مشکل سے نکلتا ہے۔ اس راستے میں کتنے مال ضائع ہو چکے ہیں۔ کتنے مسلمان تباہ ہو چکے ہیں، کتنی حکومتیں بربادی سے دوچار ہو چکی ہیں، کتنے ممالک کا نام ونشان مٹ چکا ہے۔ یہ سب اسی لالچ کا نتیجہ ہے جو انسانی دل سے سب سے آخر میں نکلتا ہے۔

دکھاوے اور گفتگو کا شوق:

دکھاوے کا شوق بھی کتنا خطرناک شوق ہے۔ اگلے زمانے کے مسلمان، جن کی مثالیں دی جاتی ہیں، اس خطرناک ڈھلوان سے بڑا بچتے تھے اور اس دل فریب راستے سے بچ کر نکل جایا کرتے تھے جو دلوں کے اندر چپکے سے راہ بنا لیتا ہے۔

17 جنوری: صوبہ ننگرہار.................ضلع غنی خیل.................فوجی مرکز پر استشہادی حملہ.................17 فوجی اہل کار ہلاک.........متعدد زخمی.........تین بکتر بند ٹینک اور متعدد گاڑیاں بھی تباہ

اس موذی مرض سے اس کے علاوہ کون بچ سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا سایہ کیا ہوا اور اپنی رحمت خاص سے اُسے بچا لیا ہو۔ اس مرض کو مرض سمجھ کر اس سے بچنے والے، اپنے دل کو اس ہوس سے پاک رکھنے والے کتنے ہیں ...... یہ ہوس تو مرتے دم تک انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔

ورع...... گناہوں سے بچنے کا نام ہے نیز ورع اپنی نیکیوں اور اپنے ایمان کو ضائع ہو جانے سے بچانے کی کوشش کا نام ہے۔ اسی طرح ورع نفس کو ان سب چیزوں سے بچا رکھنے کا نام ہے جو اُسے اُس کے رب سے دور کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور دھیان جتنا زیادہ ہوگا گناہ اتنے ہی کم ہوں گے، برائیاں اتنی ہی کم سرزد ہوں گی اور انسان اتنی ہی کم غلطیوں کا مرتکب ہوگا۔

لہٰذا اے مومنو! اللہ سے ڈرو اور یاد رکھو کہ تمہارے ساتھ ایک ایسی ذات ہر وقت موجود رہتی ہے جو کبھی تم سے جدا نہیں ہوتی۔ اللہ سے ڈرو اور اس کے قوانین اور قاعدوں کا احترام کرو۔ اللہ تعالیٰ بڑا غیرت مند ہے وہ کسی بندے کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو اُس کی غیرت جوش میں آجاتی ہے۔ لہٰذا اپنے نفس کو خراب ہونے سے بچاؤ، اس کا اعلیٰ وارفع مرتبہ تو یہ ہے کہ مباح چیزوں میں بھی وسیع المشربی کا مظاہرہ کرنے سے پرہیز برتا جائے اور فضول چیزوں کو ترک کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی جامع بات ارشاد فرمائی کہ

من حسن اسلام المرء ترکه مالایعنیه

"کسی شخص کے لیے بہتر اسلام یہ ہے کہ وہ فضول باتیں ترک کردے"۔

کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو بے فائدہ کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔ وہ گروہوں میں تفرقہ ڈالتے ہیں، خاندانوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں، دوستوں میں دوری پیدا کرتے ہیں اور یہ سب محض گفتگو کا شوق پورا کرنے کے لیے صرف شوق پر کسی طرح قابو نہیں پاسکتا۔ اور ہر چیز کے بارے میں یہ جانے بغیر کہ اُس کو اس معاملے میں بولنے کا حق ہے یا نہیں، اظہار خیال کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ وہ ہر موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ سلیہ علم نے فرمایا:

"کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے محض اتنا ہی کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے (بغیر تصدیق کیے) آگے سنادے"۔

قرآن مجید میں بھی فرمایا گیا:

إِنَّ الظَّنَّ لاَ يُغْنِيُ مِنَ الْحَقِّ شَيْئاً (یونس: ۳۶)

"کچھ شک نہیں کہ ظن حق کے مقابلے میں کچھ بھی کارآمد نہیں ہوسکتا"۔

اور فرمایا

ان بعض الظن اثم

"بعض گمان بذات خود گناہ ہوتے ہیں"۔

تو اُس گفتگو کے بارے میں کیا رائے دی جاسکتی ہے جو محارم اور حرمات کے بارے میں محض 'گمان' کی بنیاد پر کی جارہی ہو، آفات اللسان نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہیں جس طرح لکڑی کو آگ۔

ایک اور موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"جب آدمی بلا سوچے سمجھے ایک جملہ منہ سے نکال دیتا ہے تو وہ اپنے آپ کو آگ میں گرا دیتا ہے کیونکہ بعض اوقات انسان ایسے ہی بلا سوچے سمجھے اللہ کو ناپسند کوئی کلمہ منہ سے نکال دیتا ہے"۔

کبھی آپ نے نہیں دیکھا کہ ایک آدمی ٹانگ پر ٹانگ دھرے ایسے ہی فارغ بیٹھا ہے، وہ فراغت گزارنے کے لیے قہوہ یا چائے کی چسکیاں لینا شروع کر دیتا ہے۔ وہ اپنی فراغت کے لمحات میں تلاوت یا عبادت کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ وہ حرمات پر رائے زنی کرتا ہے اور حدود سے گزرتا ہے۔ اس کے پاس کل نیکیاں ہی کتنی ہیں جنہیں وہ اس طرح ضائع کر رہا ہے؟ تو اپنے نفس کو ایسی خراب کرنے والی چیزوں سے بچانا چاہیے۔

آپ کے پاس ایک شخص آتا ہے آپ اُس سے کسی کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ اس تیسرے شخص کے بارے میں اس مخاطب کی (اچھی) رائے معلوم کرنے کے خواہش مند ہیں۔ یہ کہنا شروع کرتا ہے، وہ بڑا اچھا اور نیک آدمی ہے۔ لیکن بس ذرا...... اور یہ "لیکن" اُس تمام تعریف کا محل نابود کر دیتی ہے جو اُس نے ابھی اپنی چرب زبانی سے تعمیر کیا تھا۔ اس "لیکن" نے ساری حرمات کا گلا کاٹ ڈالا، ساری پچھلی گفتگو پر خطِ تنسیخ پھیر دیا اور آخر کار اب آپ کی نظر میں اس بے چارے کی کوئی اہمیت نہ رہی۔

آپ نے دیکھا کہ کہنے والے نے بات کہاں سے شروع کی تھی، وہ بڑا نیک آدمی ہے...... بہت اچھا ہے...... لیکن...... اور پھر وہ عیوب گنانے شروع کر دیے جن کو ستار العیوب کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ ان میں سے کچھ کا تو اُسے یقینی علم حاصل ہے لیکن اکثر باتیں محض شبہات اور بے احتیاطی پر مبنی ہیں صرف اس لیے کہ یہ اس سے راضی نہیں۔ اس کا اندازِ گفتگو، اندازِ طعام اس کو پسند نہیں۔ اب محض اتنی سی بات پر یہ صاحب اپنی گفتگو میں اس کا گوشت ایسے نوچیں گے گویا کہ دل کا بغض اور حسد نکال لینے کا یہ سنہری موقع اسے آج کے بعد کبھی ہاتھ نہیں لگے گا۔ یہ کتنا احمق دوست ہے جو اپنے غصے اور حسد کی آگ کو کینہ اور غیبت کی اُس آگ کے ذریعے بجھانا چاہتا ہے جو انسان کی نیکیاں کھا کر اُسے غریب کر دیتی ہے۔ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے پوچھا:

کیا آپ حضرات کو علم ہے کہ "مفلس" کون ہے؟

عرض کی: ہمارے ہاں تو "مفلس" اُسے کہتے ہیں جس کے پاس درہم و دینار نہ ہوں۔

فرمایا: میری امت کا "مفلس" وہ ہے جو قیامت کے روز نمازوں، روزوں، حج اور زکوٰۃ

17 جنوری: صوبہ کنڑ...............ضلع سوکئی...............مجاہدین کی کمین...............6 فوجی ہلاک...............متعدد زخمی ہوئے

وغیرہ سے لدا پھندا آئے گا۔لیکن اُس نے کسی کو برا کہا ہوگا، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کو طعنہ دیا ہوگا......اُس کی نیکیاں ان سب حق داروں میں تقسیم کردی جائیں گی۔اگر اُس کی نیکیاں ان سب لوگوں کے حقوق ادا کرنے سے پہلے ختم ہوگئیں تو ان کے گناہ لے کر اُس پر ڈال دیے جائیں گے۔اور آخر کار وہ انہی گناہوں کی پاداش میں جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔اگر آپ کے پاس نیکیوں کا صندوق خالی ہے یا کچھ تھوڑا بہت زادِ راہ ہے اُسے مٹانے، جلانے اور ختم کرنے کے درپے رہنا کہاں کی عقل مندی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آدمی کے اسلام کا حُسن یہ ہے کہ فضول چیزوں سے کنی کترا جائے''۔

کہتے ہیں کہ ایک بزرگ ایک محل کے پاس سے گزرے اور پوچھا: یہ کس کا محل ہے؟اس کے ساتھ ہی زیرِ لب بڑبڑا دیے''بہتر اسلام تو یہ ہے کہ آدمی فضول چیزیں ترک کردے''۔تھوڑی دیر بعد جب انہیں احساس ہوا کہ وہ زیرِ لب کسی کے لیے تحقیر آمیز کلمات کہہ چکے ہیں تو آپ نے کفارے کے طور پر پورے سال کے روزے رکھے۔ کہاں یہ بزرگ......اور کہاں ہم جو صبح شام حرام اور حرمات کے بارے میں لمبی لمبی گفتگوئیں کرتے رہتے ہیں۔شبہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور اپنی زبان کے تیروں سے کسی عالم کو، کسی مجاہد کو، کسی جاہل کو اور عام آدمی کو بچ کر جانے نہیں دیتے۔ان میں سے ہر ہر شخص کے گوشت کو دانتوں تلے پیس ڈالتے ہیں۔ایسی صورت میں ہم اللہ تعالیٰ کا سامنا کس منہ سے کریں گے۔

برادرِ کریم! ابن عساکرؒ کی وہ بات یاد رکھیے جو اُنہوں نے ''علما کے گوشت'' کے بارے میں فرمائی:

''علما کا گوشت بڑا زہریلا ہوتا ہے...... یہ گوشت کھانے والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قانون بڑا واضح ہے......دوسروں کے عیبوں پر پردہ ہٹانے کے اس جرم میں......اللہ تعالیٰ اس مجرم کو مرضِ ''موت القلب'' میں گرفتار کردیتا ہے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شبہ میں ڈالنے والی چیز کو چھوڑ دو اور شبہ میں نہ ڈالنے والی چیز کو پکڑ لو''۔

'مباح' چیزوں سے بچنا شروع کردو تاکہ ورع اور تقویٰ کے مقام پر فائز ہوسکو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قاعدہ بھی یاد رکھیے:

إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِيْنَ آمَنُوا (الحج:۳۸)

''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دفاع کرتا ہے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے دوست کو ستایا یا اُس سے دشمنی کی میں نے اُس کے خلاف جنگ کا اعلان کیا''۔

اب کیا کوئی رب العالمین سے جنگ کا متحمل ہوسکتا ہے؟ کیا قاہر السموات والارض کی دعوتِ مبارزت قبول کی جاسکتی ہے؟ محترم بھائی! کیا بات ہے؟ آخرت کو کیوں یاد نہیں کرتے؟ وہ دن یاد نہیں جب آپ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے؟ کیا یومِ حشر اور عذابِ قبر یاد نہیں؟ کیا قبر کے سانپ اور بچھو یاد نہیں؟ کیا جہنم کے اوپر بندھا ہوا وہ پل یاد نہیں آتا؟ کتنے لوگ ہیں جو اس پل صراط پر سے جہنم میں گر پڑے اور کتنے ہیں جو دوسروں کے حقوق کی خاطر جہنم میں کودتے پھرتے ہیں حالانکہ یہ دوسروں کے حقوق ان کو کوئی فائدہ یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

آپ نے اُن کے حقوق کا پیچھا کیا اور اُن کی بے عزتی کی۔آپ نے اُن کے حقوق میں کمی کی۔محض اس لیے کہ دوسرے آپ سے کم نظر آئیں اور یہ خود آپ کی ذات کا نقص ہے کہ آپ دوسروں کے نقائص پر نظر رکھیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: ترک گناہ

؎ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اس کے بعد دشمن سے سامنا ہوا تو کہنے لگے کہ ہم میں مقابلہ کی ہمت نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کا ایک وبال یہ بھی ہے کہ آئندہ کے لیے نفس و شیطان اور دوسرے دشمنوں کے مقابلہ میں ہمت پست ہوجاتی ہے۔اور جنہوں نے صبر کیا تھوڑی دیر بعد اس کی پیاس ازخود بجھ گئی۔اس وقت سوچ لیں کہ گناہوں کا طوفان ہے اور ہم طالوت کے ساتھ نکلے ہیں۔حرام مال اور نفسانی خواہشات کا دریا سامنے ہے، شدید پیاس لگی ہوئی ہے، دل للچا رہا ہے، مگر ارشاد ہے:

فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّيْ

''جس نے پانی پیا وہ میری جماعت میں سے نہیں اور جس نے اس کو نہ چکھا وہ میری جماعت میں سے ہے''۔

اس کا استحضار کریں، اگر صبر نہ کیا تو حرام مال کی خواہش بڑھتی جائے گی، یہ ہوس کہیں ختم نہیں ہوگی۔متنبیؔ نے خوب کہا ہے:

؎ ماقضی احد منها لبانيه

ولاانتهى ارب الاالى ارب

''دنیا سے کسی کی حاجت پوری نہیں ہوئی، ایک ہوس پوری ہوئی تو اس نے دوسری کو جنم دیا''۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

17 جنوری: صوبہ لغمان......ضلع قرغئی......بارودی سرنگ دھماکہ......افغان فوجی گاڑی تباہ ہوگئی......7 اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے

صحابہ کرام کا اللہ کے راستہ میں نکل کر خدمت کرنا اور راہِ خدا کا گردوغبار برداشت کرنا

مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ہم لوگوں میں سے کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور کچھ بغیر روزے کے تھے۔ہم لوگوں نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، اس دن گرمی بہت زیادہ تھی، ہم میں سب سے زیادہ سایہ والا وہ تھا جس نے چادر سے سایہ کیا ہوا ہو۔بعض لوگ اپنے ہاتھ کے ذریعہ دھوپ سے بچاؤ کررہے تھے۔پڑاؤ ڈالتے ہی روزے دار تو گر گئے اور جن کا روزہ نہیں تھا انہوں نے کھڑے ہو کر خیمے لگائے اور سواریوں کو پانی پلایا۔اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنہوں نے روزہ نہیں رکھا وہ آج سارا ثواب لے گئے۔(مسلم)

حضرت ابوقلابہؒ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہؓ ایک سفر سے واپس آکر اپنے ایک ساتھی کی بڑی تعریف کرنے لگے۔چنانچہ انہوں نے کہا کہ ہم نے فلاں جیسا کوئی آدمی کبھی نہیں دیکھا۔جب تک یہ چلتے رہتے قرآن پڑھتے رہتے اور جب ہم کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو یہ اترتے ہی نماز شروع کردیتے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ان کے کام کاج کون کرتا تھا؟ بہت سی باتیں اور پوچھیں اور یہ بھی پوچھا کہ ان کے اونٹ یا سواری کو چارہ کون ڈالتا تھا؟ ان صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم یہ سارے کام کرتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب اس سے بہتر ہو (اس کی خدمت کر کے تم نے اس کے تمام نیک اعمال کا ثواب لے لیا)۔(ابوداؤد)

حضرت سعید بن جمہانؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفینہؓ سے ان کے نام کے بارے میں پوچھا کہ یہ نام کس نے رکھا ہے؟ انہوں نے کہا میں تمہیں اپنے نام کے بارے میں بتاتا ہوں۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام سفینہ رکھا۔میں نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام سفینہ کیوں رکھا؟ انہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ سفر میں تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ بھی تھے۔صحابہ کرامؓ کو اپنا سامان بھاری لگ رہا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اپنی چادر بچھاؤ، میں نے بچھا دی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چادر میں صحابہؓ کا سامان باندھ کر اسے میرے اوپر رکھ دیا اور فرمایا: ارے اسے اٹھا لو تم تو سفینہ یعنی کشتی ہو۔حضرت سفینہؓ فرماتے ہیں کہ اگر اس دن میرے اوپر ایک یا دو تو کیا پانچ یا چھ اونٹوں کا بھی بوجھ رکھ دیا جاتا تو وہ مجھے بھاری نہ لگتا (ابونعیم)۔

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ تھا۔جب میں سواری پر سوار ہونے لگتا تو وہ میرے پاس آکر میری رکاب پکڑ لیتے اور جب میں سوار ہوجاتا تو وہ میرے کپڑے ٹھیک کردیتے۔چنانچہ ایک مرتبہ وہ میرے پاس (اسی کام کے لیے) آئے تو میں نے کچھ ناگواری کا اظہار کیا تو انہوں نے فرمایا: اے مجاہد! تم بڑے تنگ اخلاق ہو گئے ہو (ابونعیم)۔

حضرت ربیع بن زید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ کے درمیان میں درمیانی رفتار سے تشریف لے جارہے تھے کہ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قریشی نوجوان کو دیکھا جو راستہ سے ہٹ کر چل رہا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ فلاں آدمی نہیں ہے؟ صحابہؓ نے کہا جی ہاں وہی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے بلاؤ۔چنانچہ وہ آئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا تم راستہ سے ہٹ کر چل رہے ہو؟ اس نوجوان نے کہا مجھے یہ گردوغبار اچھا نہیں لگتا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ارے اس گردوغبار سے خود کو نہ بچاؤ کیونکہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، یہ غبار تو جنت کی (خاص قسم کی) خوشبو ہے۔

حضرت ابوالمصبح مقرئیؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ روم کے علاقہ میں ایک جماعت کے ساتھ چلے جارہے تھے جس کے امیر حضرت مالک بن عبداللہ خثعمیؒ تھے کہ اتنے میں حضرت مالکؒ، حضرت جابر بن عبداللہؓ کے پاس سے گزرے جو کہ اپنے خچر کو آگے سے پکڑے ہوئے چلے جارہے تھے۔ان سے حضرت مالکؒ نے کہا اے ابوعبداللہ! آپ سوار ہوجائیں، اللہ نے آپ کو سواری دی ہے۔حضرت جابرؓ نے کہا میں نے اپنی سواری کو ٹھیک حالت میں رکھا ہوا ہے اور مجھے اپنی قوم سے سواری لینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس آدمی کے دونوں قدم اللہ کے راستہ میں غبار آلود ہوجائیں گے، اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ پر حرام کردیں گے۔حضرت مالکؒ وہاں سے آگے چل دیے، جب اتنی دور پہنچ گئے جہاں سے حضرت جابر کو آواز سنائی دے تو حضرت مالکؒ نے بلند آواز سے کہا اے ابوعبداللہ آپ سوار ہوجائیں کیونکہ اللہ نے آپ کو سواری دی ہے۔حضرت جابرؓ، حضرت مالکؒ کا مقصد سمجھ گئے اس پر حضرت جابرؓ نے بلند آواز سے جواب دیا کہ میں نے اپنی سواری کو ٹھیک حالت میں رکھا ہوا ہے اور مجھے اپنی قوم سے سواری لینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس آدمی کے دونوں قدم اللہ کے راستہ میں غبار آلود ہوجائیں گے، اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ پر حرام کردیں گے۔یہ سنتے ہی تمام لوگ اپنی سواریوں سے کود کر نیچے اتر آئے۔میں نے کبھی لوگوں کو اس دن سے زیادہ تعداد میں پیدل چلتے ہوئے نہیں دیکھا (ابن حبان)۔

17 جنوری: قندھار شہر.................علاقہ دوراہی نمبر 2.....................مجاہدین کی فائرنگ.......................صوبائی کونسل کا رکن حاجی آغا ما ما ہلاک

بزرگوں سے برتاؤ کے آداب

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام میں حدیث اور فقہ کی خدمت کے حوالے سے ایک معروف شخصیت ہیں۔آپ ۱۹۱۷ء میں شام میں پیدا ہوئے۔ازہر میں آپ کے اساتذہ میں شیخ راغب الطباخ، شیخ احمد الذرقا، شیخ مصطفیٰ الزرقا شامل ہیں۔۱۹۶۶ء میں شام کی حکومت نے آپ کو گرفتار کرلیا، گیارہ ماہ بعد آپ رہا ہو کر ۱۹۶۷ء میں سعودی عرب منتقل ہوگئے۔آپ نے علم دین کے حوالے سے جامعہ ابن سعود (ریاض)، جامعہ ام درمان الاسلامیہ (سوڈان)، جامعہ صنعا (یمن) کے علاوہ دنیا کے اکثر مسلم خطوں میں درس و تدریس کی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔آپ کو محدث عبدالفتاح الحلبی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔مفتی محمد شفیعؒ آپ کے بارے میں کہتے ہیں ''ملک شام (حلب) کے عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ جو علامہ زاہد کوثری مصری کے خاص شاگرد ہیں اور علوم قرآن وحدیث میں حق تعالیٰ نے اُن کو خاص مہارت عطا فرمائی ہے''۔آپ کے شاگرد رشید مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ العالی نے آپ کی کتاب ''من ادب الاسلام'' کا اردو ترجمہ کیا ہے، جس کا ایک حصہ نذر قارئین ہے۔

ادب: قدر ومنزلت میں اپنے سے بڑے کا حق پہچانو، اگر آپ اس کے ساتھ چل رہے ہوں تو اس کی دائیں جانب ذرا پیچھے ہٹ کر چلیں اور جب آپ گھر میں داخل ہوں یا گھر سے باہر نکلیں تو اسے اپنے سے آگے کرو، جب آپ کسی بڑے سے ملاقات کریں تو سلام اور احترام سے اس کا حق ادا کریں اور جب ان سے گفتگو کریں تو پہلے ان کو بات کرنے کا موقع دیں اور نہایت احترام سے کان لگا کر ان کی بات سنیں۔اگر گفتگو کا موضوع ایسا ہو کہ جس میں بحث کی ضرورت ہے تو نہایت ادب، سکون اور نرمی سے بحث کریں اور بات کرتے وقت آواز کو پست رکھیں۔ان کو بلاتے وقت اور خطاب کرتے وقت ان کے احترام کو نہ بھولیں۔

اب مذکورہ بالا ادب کے بارے میں کچھ احادیث پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو بھائی آئے......تاکہ ان کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا ہے آپ کے سامنے عرض کریں......ان میں ایک بڑا بھائی تھا، پس چھوٹے بھائی نے بات کرنا چاہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: کَبّـر کَبّـر......یعنی اپنے بڑے بھائی کو اس کا حق دو اور اسے بات کرنے کا موقع دو۔(بخاری اور مسلم)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لیس منا من لم یجل کبیرنا

''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑے کی عزت نہیں کرتا''۔

۳۔ ایک اور روایت میں ہے:

لیـس مـنـا مـن لـم یوّقر کبیرنا ویرحم صغیرنا ویعرف لعالمنا حقه

''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا، اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کھاتا اور ہمارے عالم کا حق نہیں جانتا''۔

اس روایت کو امام احمدؒ، حاکمؒ اور طبرانیؒ نے حضرت عبادۃ بن صامتؓ سے روایت کیا ہے۔

ادب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد خوب غور سے سنو! جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوجوانوں کو، اجتماع اور مجلس کے آداب اور بڑے کو چھوٹے پر مقدم کرنے کے بارے میں بیان فرمارہے ہیں۔

جلیل القدر صحابی حضرت مالک بن حویرثؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم سب نوجوان اور ہم عصر تھے۔ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۲۰ دن ٹھہرے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مہربان اور شفیق تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ ہمیں اپنے گھر والے یاد آرہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پوچھا کہ پیچھے گھر میں کس کس کو چھوڑ کر آئے ہو؟ جب ہم نے بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واپس اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ اور ان کے درمیان رہو اور ان کو تعلیم دو اور اچھے کاموں کا حکم دو، پھر جب نماز کا وقت ہوجائے تو تم میں سے کوئی ایک اذان دے اور جو تم میں سے بڑا ہو وہ نماز کی امامت کرائے۔

حافظ ابن رجب حنبلیؒ نے ''ذیل طبقات الحنابلۃ'' میں اپنے زمانے میں شیخ الحنابلہ کہلانے والے امام فقیہ ابویعلیٰ حنبلیؒ کے شاگرد فقیہ ابوالحسن علی بن مبارک کرخیؒ کا قول لکھا ہے کہ ایک دن میں قاضی ابویعلیٰ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا، اسی اثنا میں انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ اگر تم کسی ایسے شخص کے ساتھ چل رہے ہو، جس کی تم تعظیم کرتے ہو تو اس کے ساتھ کس جانب چلو گے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں، فرمایا: اس کے دائیں طرف چلو اور اسے نماز کے امام کے قائم مقام سمجھو اور بائیں جانب اس کے لیے چھوڑ دو تاکہ ضرورت کے وقت وہ اُسے تھوک وغیرہ کے لیے استعمال کرسکے۔

ادب: مہمانی اور اکرام کے موقع پر بڑے اور صاحب فضل کو ہمیشہ ترجیح دو۔ پہلے بڑے

سے شروع کرو، پھر جو اس کی دائیں جانب مجلس میں بیٹھے ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی سنت ہے جس کی دلیل سابقہ دو احادیث کے علاوہ دیگر بہت سی احادیث ہیں۔جن میں سے چند ایک کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

ا۔ امام مسلم نے اپنی 'صحیح' میں ''بـــاب آداب الـــطـعـــام والشـــراب واحـكـامـهـما ''میں حضرت خذیفہ بن الیمانؓ سے روایت کیا ہے کہ جب کبھی ہمیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے پر بلایا جاتا تو ہم اس وقت تک اپنے ہاتھ نہ بڑھاتے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نہ فرماتے اور اپنا ہاتھ نہ ڈالتے''۔

۲۔ امام نوویؒ نے اپنی کتاب'' ریاض الصالحین'' میں اس موضوع پر ایک خاص باب باندھا ہے اور بہت سی احادیث ذکر کی ہیں۔ان میں سے اکثر کو میں یہاں ذکر کررہا ہوں۔

الف: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُوْلُوا الْأَلْبَابِ (الزمر: ۹)

'' آپ کہہ دیجیے کیا علم والے اور جہل والے (کہیں) برابر ہوتے ہیں؟ وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو اہل عقل (سلیم) ہیں''۔

ب: حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو البدری الانصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یوم القوم اقروهم لكتاب اللّٰه فان كانوا فی القرأة سواء فاعلمهم بالسنة فان كانوا فی السنة سواء فأقدمهم هجرة فان كانوا فی الهجره سواء فأقدمهم سنا

''لوگوں کی امامت وہ شخص کرے جو کتاب اللہ کا عالم اور قاری ہو،اگر قرأت میں سب برابر ہوں تو جو سنت کا بڑا عالم ہو، پھر اگر سنت میں سب برابر ہوں تو جو ہجرت میں پہلا ہو، پھر اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو''۔

ج: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لیلینی منكم اولو الاحلام والنهی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم

''میرے قریب (نماز میں) وہ لوگ کھڑے ہوں جو عقل مند اور سمجھ دار ہوں، پھر جوان کے قریب ہو، پھر جوان کے قریب ہو''۔

د: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احد کے شہدا کو دو دو کر کے ایک قبر میں رکھتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے کہ ان دونوں میں قرآن کریم کا زیادہ حافظ کون ہے؟ جب دو میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے قبلہ رخ قبر میں پہلے لٹاتے۔

ہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کررہا ہوں اور میرے پاس دو آدمی آئے جن میں ایک بڑا تھا۔میں نے وہ مسواک چھوٹے کو دے دی تو مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو دو۔لہٰذا ان میں جو بڑا تھا وہ مسواک میں نے اسے دے دی''۔

و: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے یہ بھی ہے کہ بڑی عمر والے مسلمان اور قرآن کریم کے حافظ جو اس میں غلو اور جفا نہ کرتا ہو،اس کا اکرام کیا جائے اور عدل وانصاف والے حاکم کا''۔

ز: حضرت میمون بن ابی شیبؒ فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے دروازے پر ایک سائل آیا،آپؓ نے اسے روٹی کا ٹکڑا دیا(اور وہ چلا گیا) پھر ایک سفید پوش سائل آیا تو آپؓ نے اسے بٹھا کر کھانا کھلایا۔جب آپؓ سے دونوں میں امتیاز کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''لوگوں کے ساتھ ان کی حیثیت کے مطابق معاملہ کرو''۔

س: حضرت ابوسعید سمرۃ بن جندبؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چھوٹا بچہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین یاد کرتا تھا لیکن ادب کی وجہ سے مجلس میں بات نہیں کرتا تھا کیونکہ وہاں ایسے حضرات موجود تھے جو مجھ سے بڑی عمر والے تھے (بخاری ومسلم)

لہٰذا سنت یہ ہے کہ مجلس میں جو عمر کے اعتبار سے بڑا ہو یا افضل ہو یا بڑا عالم ہو یعنی مجلس میں ایسا شخص موجود ہو جو دوسروں میں کوئی امتیازی وصف رکھتا ہو چاہے عمر میں بڑا ہو یا علم کے اعتبار سے یا وجاہت یا اہل بیت کے شرف کے اعتبار سے یا عہدہ ومنصب کے اعتبار سے یا جہاد فی سبیل اللہ کے اعتبار سے یا جود وسخا کے اعتبار سے یا ان جیسی دوسری صفات کے اعتبار سے ہو تو اکرام کی ابتدا اس سے کی جائے۔

☆☆☆☆☆

19 جنوری: قندھار ائیر پورٹ...........نیٹو قافلے پر فدائی مجاہد کا استشہادی حملہ........... 12 نیٹو فوجی ہلاک.....3 کروزین گاڑیاں مکمل طور پر تباہ

وہ گیارہ قیدی، عبدالصبور شہیدؒ اور لاپتہ افراد

مصعب ابراہیم

'وہ گیارہ قیدی' اب 'گیارہ قیدی' نہیں رہے کیونکہ ان میں سے چار تو ظالموں کی قید کے ساتھ ساتھ زندگی کی قید سے بھی آزاد ہو چکے ہیں، اب وہ سات ہیں بلکہ یہ کہنا بھی غلط نہیں ہوگا کہ سات بھی نہیں ہیں......اگر محض سانسوں کی آمد و رفت ہی زندگی کی علامت ہے تو آپ اُنہیں سات ہی تصور کر لیجیے......وگرنہ اُنہیں جیتے جاگتے انسان تو کسی صورت قرار نہیں دیا جا سکتا البتہ اُنہیں 'بوری بند زندہ لاشیں' کہنا ہی مناسب ہوگا۔ کوئی وہیل چیئر پر ڈال کر لایا گیا تو کسی کے ہاتھ میں یورین بیگ تھا......ان میں سے کوئی ایک فرد بھی بغیر سہارے کے چلنے کے قابل نہیں تھا۔ جی ہاں! ۱۴ فروری کو سپریم کورٹ میں پیش کی گئیں اور شدید ترین سردی میں ٹھٹھرتی 'بوری بند زندہ لاشیں' اللہ کے وہی کمزور والا چار بندے ہیں جنہیں ۲۹ مئی ۲۰۱۰ء کو اڈیالہ جیل سے رہا کیا گیا لیکن جیل کے مرکزی دروازے سے باہر نکلنے سے قبل ہی اُنہیں آئی ایس آئی نے اغوا کر لیا۔ ان گیارہ ستم رسیدہ افراد کے نام اس طرح ہیں......ڈاکٹر نیاز احمد، مظہر الحق، شفیق الرحمان، محمد عامر، عبدالمجید، عبدالباسط عبدالصبور، عبدالماجد، سید عرب، شفیق احمد گلروز اور تحسین اللہ......ان میں سے عبدالباسط، عبدالصبور اور عبدالماجد آپس میں سگے بھائی ہیں۔

ان میں سے محمد عامر شہید ۱۵/ اگست ۲۰۱۱ء، تحسین اللہ شہید ۱۷ دسمبر ۲۰۱۱ء، سید عرب شہید ۱۸/ دسمبر ۲۰۱۱ء جب کہ عبدالصبور شہید کے زخم زخم جسم اور لاغر بدن ۲۰ جنوری ۲۰۱۲ء کو ورثا کو ملے۔ آخر الذکر کا جسد خاکی جب اُن کے ورثا کے سپرد کیا گیا تو اُس کی کیا حالت تھی؟ شہیدؒ کے بڑے بھائی مفتی عبدالباعث کے بقول" ۲۰ جنوری کو ہمیں اپنے بھائی عبدالصبور کی لاش حوالے کی گئی۔ اُس وقت اُس کی لاش برف کی سِل سے بھی زیادہ ٹھنڈی تھی، جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ یہ بیس پچیس روز پہلے کی ہے اور اس کو سرد خانے سے لایا گیا ہے۔ پورے جسم میں کوئی ایک حصہ بھی ایسا نہیں تھا جس پر زخموں کے نشانات نہ ہوں، پوری کی پوری کمر خون آلود تھی یعنی پوری کھال کے نیچے خون جم چکا تھا، لاش کیا تھی بس ہڈیاں اور کھال تھی جو ہمیں واپس ملی"۔ صلیبی غلام آئی ایس آئی کی درندگی کا شکار ہونے والے یہ افراد کئی ماہ تک انسانیت سوز تعذیب کے مراحل سے گزرتے رہے اور بالآخر اپنے رب کے حضور زخموں سے چُور جسم لے کر حاضر ہو گئے۔ گویا زبان حال سے وہ کہہ رہے تھے

جگر کی پیاس لہو سے بجھا کے آیا ہوں
میں تیری راہ میں گردن کٹا کے آیا ہوں
جو تیرے وصل میں حائل تھے جیتے جی یارب!
تمام راہ کے پتھر ہٹا کے آیا ہوں
تمام حور و ملائک ہیں محوِ استقبال
میں سر پہ تاجِ شہادت سجا کے آیا ہوں

اُن گیارہ قیدیوں میں سے سات کو سپریم کورٹ میں پیش کیا گیا۔ پیشی کے وقت ان 'مجرمین' کی حالت کو دیکھ کر سنگ دلی میں اپنا ثانی نہ رکھنے والوں کا دل بھی موم کی طرح پگھل کر رہ گیا ہوگا۔ ایک اخبار کے اداریہ نویس نے بالکل سچ لکھا کہ "اب گوانتا ناموبے میں ڈھائے گئے ستم، بغداد کی ابوغریب جیل میں قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک یا بگرام میں امریکی قید خانے کا احوال بیان نہیں کرنا چاہیے ورنہ کوئی بھی اٹھ کر کہہ سکتا ہے کہ اپنے گریبان میں تو منہ ڈالو! امریکی دہشت گرد تو مسلمانوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کرتے رہے لیکن پاکستان میں تو مسلمان کہلائے جانے والے ہی مسلمانوں کے ساتھ اُس سے بڑھ کر ستم ڈھا رہے ہیں۔ پاراچنار جیسے برفیلے علاقے اور اسلام آباد کے سرد موسم کے باوجود صیادوں کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ ان انسانی ڈھانچوں کو بھی گرم کپڑے دے دیے ہوتے۔ وہ معمولی سی شلوار قمیض میں تھے جب کہ انہیں حراست میں رکھنے والے لانگ کوٹ اور جیکٹوں میں تھے۔ ایک قیدی کا کہنا ہے کہ اسے پاراچنار کے حراستی مرکز میں تہہ خانے میں رکھا گیا کمرے کی کھڑکی مسلسل کھلی رہتی تھی اور وہ سرد ترین موسم میں بغیر کسی گرم کپڑے کے فرش پر سوتا تھا۔ ایسا سلوک تو کوئی جانوروں کے ساتھ بھی نہیں کرتا"۔ یہ بھی طُرفہ تماشا ہے کہ بالآخر جاں سے گزرنے والوں کی تشدد زدہ لاشیں ہی سپریم کورٹ کو "فیس سیونگ" کے لیے سوموٹو ایکشن لینے کا باعث بنیں حالانکہ یہی سپریم کورٹ خود ان افراد کو آئی ایس آئی کی "آئینی تحویل" میں دینے کا سبب بنی تھی۔ نوائے افغان جہاد فروری ۲۰۱۱ء میں "وہ گیارہ قیدی (۲)" کے عنوان سے شائع ہونے والی تحریر میں "خفیہ ایجنسیوں سے نبرد آزما عدلیہ" کا حقیقی چہرہ واضح کرتے ہوئے کہا گیا تھا:

"پاکستان میں فوج اور بالخصوص اس کی خفیہ ایجنسیاں ایم آئی اور آئی ایس آئی کو لگام دینے والا کوئی ادارہ موجود نہیں۔ یہ خفیہ ایجنسیاں اور فوج شترِ بے مہار ہیں۔ ان کے مظالم پر ہر جانب سے "چُپ کی نوید" سننے کو ملتی ہے۔ ان کے جور و ستم کو جانتے بوجھتے اور کھلی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود اپنی جان بخشی کی غرض سے آنکھیں موند لی جاتی ہیں۔ کوئی قانون، کوئی ضابطہ اور کوئی قاعدہ کلیہ اِن سفاک قاتلوں پر نافذ نہیں ہوتا۔ کوئی ایسی رکاوٹ نہیں جو اِن

19 جنوری: صوبہ ہلمند............ضلع کجہ کی............امریکی و افغان فوجی اہل کاروں پر فدائی حملہ............12 امریکی............5 پولیس اہل کار ہلاک............متعدد زخمی

وحشیوں کے آگے بند باندھ سکے۔ 'ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں' کے مصداق اس فوج کی ہاں میں ہاں ملانے ،اس کی تقدیس اور احترام کے علَم لہرانے اور اس کے آگے کورنش بجالانے ہی کو'' ملکی مفاد'' کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کے اختیارات کے آگے سب دست بدستہ کھڑے نظر آتے ہیں۔

ان گیارہ قیدیوں کے معاملے میں عدلیہ کی بے بسی اُسی وقت ظاہر ہوگئی جب ۵ جنوری کو عدالت نے حکم دیا کہ ان قیدیوں کے ساتھ ان کے اہل خانہ کی ملاقات کروائی جائے لیکن پوری ڈھٹائی سے اس 'حکم' کو جوتے کی نوک پر رکھا گیا۔ پھر بالآخر عدالت نے ۶ جنوری کو یہ کہتے ہوئے اس مقدمے کو نمٹا دیا کہ'' فوج، اس کے ادارے اور آئی ایس آئی آئین کے تحت کام کرتے ہیں، اب وہ تمام قیدی منظر عام پر آچکے ہیں اور وہ لاپتہ نہیں ہیں، وہ تمام قیدی غیر قانونی حراست میں نہیں ہیں، ایجنسیوں کی تحویل میں افراد اب لاپتہ نہیں ہیں''۔ رمدے نے اس موقع پر کہا کہ'' ہماری کوشش لاپتہ افراد کے کیس میں صرف اس حد تک ہوتی ہے کہ بندہ کہاں ہے اور وہ زندہ ہے''۔ سپریم کورٹ کی اس رولنگ کے بعد اب آئی ایس آئی اور دیگر خفیہ اداروں کو باقاعدہ'' آئینی پرمٹ'' مل گیا ہے کہ وہ جب چاہیں، جسے چاہیں' اٹھائیں، اپنی تحویل میں بے پناہ تشدد کریں اور سالوں تک اُنہیں اذیت خانوں میں قید رکھیں......ان پر کوئی قدغن لگانے والا نہیں۔ کیونکہ بہرحال یہ ٹھہرے '' آئین کے تحت کام کرنے والے ادارے''!!!۔

اس'' معزز'' عدالت نے تو ان افراد کو خود ہی قاتل، وحشی اور انسانیت کا ننگ و عار قرار پانے والے سفاک درندوں کے آگے پھینکا تھا کہ وہ انہیں جس طرح مرضی آئے چیریں، پھاڑیں اور ان کے گوشت کو ہڈیوں تک سے جدا کر دیں لیکن اس سب کے باوجود وہ'' آئینی، قانونی اور قابل احترام ادارے'' ہی گردانے جائیں گے جب کہ ان بے بس و بے کس افراد کو نا صرف یہ کہ'' لاپتہ'' نہیں سمجھا جائے گا بلکہ وہ'' قانون کی آہنی گرفت'' میں تصور ہوں گے۔ پھر اب اِن ایجنسیوں کی حیوانیت اور شیطانیت کے برہنہ ناچ کو دیکھنے کے بعد سپریم کورٹ کے یہ جج ٹسوے کیوں بہارہے ہیں؟

یہ عدالتیں تو 'بوٹ والوں' کی کتابوں میں ویسے بھی 'بلڈی سویلینز' ہی کی فہرست میں شمار ہوتی ہیں اور خاکی وردی والے اپنے علاوہ کسی اور کو انسان تک ماننے کے روادار نہیں۔ پھر بھلا وہ کیوں ان کے ایسے بیانات'' مجھے اللہ سے ڈر لگ رہا ہے، خفیہ ایجنسیوں کو بھی اللہ سے ڈرنا چاہیے'' کو خاطر میں لائیں گے؟'' کانا انصاف'' جو خود اللہ سے بغاوت پر مبنی نظام کو سنبھالا دیے ہوئے ہے' اللہ سے ڈرنے کی منتیں کر رہا ہے (جو کہ اپنی جگہ ایک عجوبہ ہے) لیکن کیا یہ اتنا ہی مجبور ہے کہ تڑلے ہی لے سکتا ہے یا انہی کی صف میں کھڑا ہے جن کا تعارف ہی کفر کے لشکروں کا 'فرنٹ لائن' اتحادی ہونا ہے؟

آنے والے دنوں میں اس بات کا خدشہ بھی پوری طرح موجود ہے کہ ذرائع ابلاغ میں جس انداز میں ان لاپتہ افراد کا کیس نمایاں ہو کر سامنے آیا ہے اور بے لگام خفیہ ایجنسیوں کے ظلم و جور کی داستانیں زبان زدِعام ہوئی ہیں......اس کے علی الرغم کچھ ہی دنوں میں یہ ایجنسیاں اپنے کاسہ لیسوں کے ذریعے ایسی فضا بنائیں جس سے سارا منظر نامہ ہی بدل کر رہ جائے (اس مقصد کے لیے انسانیت دشمن خفیہ ایجنسیوں کی طرف سے عوامی اور پرہجوم جگہوں پر دھماکوں کا امکان بھی موجود ہے جس کے بعد'' دہشت گردوں کی سفاکیت کو دیکھو' مہم زور و شور سے شروع کی جائے گی) اور چاروں طرف سے انٹیلی جنس اداروں اور آئی ایس آئی کی مدح سرائی جب کہ لاپتہ افراد پر تنقید و تنقیص کے تیروں کی بوچھاڑ شروع ہو جائے۔ اس کے ابتدائی قرائن تو ابھی سے سامنے آنے لگے ہیں۔

جب پورے ملک کے باشعور افراد کے دل 'لاپتہ ہو جانے والے افراد پر جاری ظلم و ستم کی داستانیں سن کر انگاروں پر لوٹ رہے تھے......تب بھی کچھ تیرہ بخت اور سیاہ کرتوتوں والے صحافی آئی ایس آئی کا حقِ نمک ادا کرنے میں مصروف تھے۔ تنویر قیصر شاہد جیسا پرلے درجے کا سیکولر اور دین کی تعلیمات سے بے زار شخص'' لاپتہ افراد! سچ کیا ہے'' کے موضوع سے گھڑی ہوئی کہانیاں اور گھسے پٹے تجزیے پیش کرتا ہے، سیف اللہ خالد جیسا مارِ آستین اور خفیہ ایجنسیوں کے 'پے رول' پر اُنہی کی رپورٹوں سے اپنے کالموں کا پیٹ بھر کر اپنے شکم میں جہنم کی آگ بھرنے والا'' قصہ چار لاشوں'' کا لکھ کر آئی ایس آئی کی وکالت کرنے کا 'فریضہ' سرانجام دیتا ہے، آغا مسعود حسین جیسا رافضی شیعہ '' دہشت گرد اور گمشدہ افراد'' کے عنوان سے کالم لکھ کر'' پاک فوج'' کی تعریف و توصیف اور'' دہشت گردوں'' کی تنقیص کر کے خفیہ ایجنسیوں کی وکالت کا شوق پورا کرتا ہے۔

آئی ایس آئی کے تنخواہ دار کالم نویسوں کی تان یہی آ کر ٹوٹتی ہے اور پورے شد و مد سے یہی واویلا کیا جاتا ہے کہ'' کچھ عناصر سیکورٹی فورسز کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں اور لوگوں کو خفیہ طریقے سے غائب کر دیتے ہیں پھر اس کا الزام سیکورٹی فورسز پر عائد ہو جاتا ہے۔ دراصل یہ سب پاکستان کے خفیہ اداروں کو دنیا بھر میں بدنام کرنے اور اُن کا مورال گرانے کی عالمی سازش ہے''۔ اب یہ ویسی ہی دلیل اور وہی پیرایہ ہے جو اڈیالہ جیل سے رہا ہونے والے قیدیوں کے بارے میں آئی ایس آئی کے وکیل راجا ارشاد نے پیش کیا تھا کہ'' یہ لوگ اڈیالہ سے رہا ہو کر قبائلی علاقوں میں چلے گئے تھے، جہاں سے یہ دہشت گردی کی کارروائیوں میں مصروف تھے کہ سیکورٹی فورسز نے انہیں وہیں سے دوبارہ گرفتار کر لیا''۔ جب اپنے انسانیت کش جرائم پر پردہ ڈالنا ممکن نہ رہے تو ایسی بے تکی، بھونڈی، بے سروپا اور طفلانہ دلیلیں ہی پیش کی جاسکتی ہیں۔ اگر پاکستان کی فوج اور خفیہ اداروں کے خلاف واقعتاً کوئی'' عالمی سازش'' تیار ہو رہی ہے تو پھر یہ جو آئے روز غیر ملکی مسلح جاسوسوں کے پکڑے جانے کی خبریں سامنے آتی ہیں......ان جاسوسوں

19 جنوری: صوبہ خوست......ضلع خوست شہر......ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ......امریکی ٹینک تباہ......2 خواتین فوجیوں سمیت 4 امریکی فوجی، ایک مترجم ہلاک

کے ساتھ وہی سلوک کیوں نہیں کیا جاتا جس کے یہ حق دار ہیں؟ اُنہیں تو بڑے باعزت طریقہ سے اُن کے سفارت خانوں کے حوالے کردیا جاتا ہے اور پھر ''چور مچائے شور'' کے مصداق ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ ''ہائے ہائے! فوج کو بدنام کرنے کی عالمی سازشیں ہورہی ہیں!!!''

بہرحال آئی ایس آئی کے ٹکڑوں پر پلنے والے ان بے حس صحافیوں سے ہم برملا کہے دیتے ہیں کہ تمہارا لکھا گیا ایک ایک لفظ تمہارے خلاف پوری فردِ جرم ہے۔ اور یاد رکھو! کہ تم جیسوں کو اسلام کے بیٹوں کی گرفت سے آئی ایس آئی اور ایم آئی جیسے شروفساد کے ادارے ہرگز محفوظ نہیں رکھ سکیں گے۔ سو اپنے انجام کے لیے تیار رہو اور انتظار کرو کہ وہ وقت جلد آنے والا ہے جب تم اپنی بوئی ہوئی فصل کے ''پھلوں'' کا کڑوا کسیلا ذائقہ دنیا میں بھی چکھو گے اور اپنے بدترین نامۂ اعمال سمیت آخرت میں بھی جہنم کا ایندھن بنو گے!!! ان شاء اللہ۔

'لوٹ جاتی ہے نظر ادھر کو بھی کیا کیجئے' کے مصداق بات چل نکلی ہے تو پھر بے اختیار روئے سخن ''دفاع افواج پاکستان کونسل'' کی جانب مڑ جاتا ہے کہ جس کے زیر اہتمام ملک کے تمام بڑے شہروں میں ''فقید المثال'' جلسے منعقد ہو چکے ہیں۔ برے وقت میں فوج کی ڈھال بنے شیخ رشید، اعجاز الحق اور حمید گل کا تو ذکر ہی کیا کہ وہ تو 'جس کا کھاتے ہیں، اُسی کے گُن گائیں گے' لیکن آہِ سرد تو اس وقت نکلتی ہے جب صاحبانِ منبر و محراب اور مدعیانِ انقلاب بھی ظالموں کے دفاع کی خاطر بنی اس کونسل کے اسٹیجوں پر جلوہ افروز نظر آتے ہیں۔ مظلوموں کے غم میں ڈوبے دکھی دل اس وقت اور بھی زخمی ہوجاتے ہیں جب وہ ان پاسبانانِ توحید و سنت کو مظلوموں کے حق میں محض چند کلمات خیر سے بہلا کر ظالموں کے دفاع میں طویل خطابات کرتا دیکھتے ہیں......خدا کے لیے......اے رہبرانِ ملت!!! اب تو آنکھیں کھو لیے......اس ظالم فوج اور اس کی ایجنسیوں کی حقیقت کو جان لینے کے بعد بھی آپ ان سے امیدیں وابستہ کریں گے اور ان ہی کا دفاع کریں گی تو روزِ محشر کیونکر شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور شفاعت کے امیدوار ہوں گے؟ اور یاد رکھیے کہ جن کا 'دفاع' کرنے نکلے ہیں ان کی سرشت میں دین دشمنی بھری ہوئی ہے اور ان کے ناپاک ہاتھ ہر اُس شخص کی طرف بڑھیں گے جو دین پسند ہوگا۔

ایک ٹی وی پروگرام میں لاپتہ ہوجانے والے ایک نوجوان کی والدہ سے جب پوچھا گیا کہ آپ کا بیٹا دہشت گرد تھا؟ تو اُس کا جواب تھا......

''ہاں جی یہ دہشت گرد ہے! اس کی دہشت گردی کے ثبوت دیکھ لیں، اس کی داڑھی، اس کی نماز......یہ دہشت گرد ہے!!......جو ماؤں سے بچے چھین کر لے جاتے ہیں وہ دہشت گرد نہیں ہیں......ہمارے بچے دہشت گرد ہیں، جو نماز پڑھتے ہیں، جو شریف ہیں، جو غیرتی ہیں......یہ دہشت گرد ہیں......ان کی دہشت گردی یہی ہے!!!''۔

ان الفاظ میں پنہاں پیغام اس قوم کے ایک ایک فرد کو مخاطب کرکے کہہ رہا ہے کہ أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ

عبد الصبور اور اُس کے دو بھائیوں کی بوڑھی والدہ ۱۴ فروری کو سپریم کورٹ کے احاطے میں اپنے دو ''زندہ'' بیٹوں سے ملیں۔ اُس وقت بھی اپنے بیٹوں کو صبر و عزیمت کا درس دیتے ہوئے اُنہوں نے صرف یہی کہا ''میرے بیٹو! کسی حال میں بھی اللہ سے اپنا تعلق نہ توڑنا''۔ اس موقع پر اُنہوں نے کرب ناک لہجے اور غم والم میں رندھی آواز میں جو الفاظ کہے وہ ہر دلِ مضطر میں دکھ اور درد کا تیر بن کر پیوست ہو گئے۔ اُنہوں نے کہا:

''یہ سب جھوٹ ہے، اللہ کے آگے یہ بھی قسم کھائیں، قیامت والے دن ان کو چھوڑوں گی نہیں، پیروں پیغمبروں پر بھی ایسی ہی گزری جیسے ہم پر گزر رہی ہے، اللہ ان کو تباہ کرے گا۔ میرا بیٹا صبور شہید ہو گیا، باسط اور ماجد بہت بیمار ہیں دو کی حالت خراب تھی اور ایک بالکل ٹھیک تھا اور اسی کو انہوں نے شہید کردیا''۔

ضعیف العمر محترمہ روحیفہ بی بی اس کے اگلے ہی دن اپنے تمام تر دکھ اور ممتا کو لگنے والے سارے کچوکے کفن میں سمیٹ کر اپنے رب کے حضور حاضر ہوگئی کہ اُس اعلیٰ ترین منصف کے دربار کے سوا اُسے اور کہیں انصاف نہیں ملنا تھا۔

محترمہ روحیفہ بی بی کی تدفین کے بعد اُن کی بیٹی اور عبد الصبور شہید کی ہمشیرہ نے جس طرح اس ظلم و بربریت کا مظاہرہ کرنے والوں کو بددعائیں دیں......ناطق وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مظلوم کی بددعا سے بچو کہ یہ بددعا شعلے کی طرح آسمان پر چڑھ جاتی ہے''۔ ایک اور حدیث میں جسے امام بخاریؒ نے نقل کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ ''مظلوم کی بددعا سے بچو بے شک اس کے اور اللہ کے بیچ میں کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا''۔ وہ الفاظ آپ پڑھ لیں......اور پھر سوچیں کہ اللہ کی پکڑ آجانے کے بعد ان خبثا کے پاس آخر کون سی جائے فرار ہوگی؟

''میرے بھائی جب بری ہوئے تھے تو اُنہوں نے انہیں کیوں اٹھایا؟ اب یہ میرے بھائیوں کے ذمہ دار بھی ہیں اور اللہ تباہ کرے اِن کو، اِن کے گھروں میں ایسے غم آئیں ...... اِن کی بہنیں بھی ذلیل ہوں......اِن کی بیویاں بھی ذلیل ہوں اور بیوہ ہوں......ان کے جوان بچے ذلیل وخوار ہوں......اللہ انہیں تباہ و برباد کرے''۔

نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی
ڈر اس کی دیرگیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِسِجْنِ أَعْدَائِكَ وَأَعْدَآءِ الدِّيْنِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْقَوِیُ وَنَحْنُ الضُّعَفَآءُ وَاَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ نَشْكُوْا اِلَيْكَ ضُعْفَ قُوَّتِنَا وَقِلَّةَ حِيْلَتِنَا وَهَوَانَنَا عَنِ النَّاسِ

آمین یارب العالمین

20 جنوری: صوبہ ہلمند.........ضلع موسیٰ قلعہ.........مجاہدین نے ایک امریکی ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنا کر مار گرایا.........سوار تمام فوجی اہل کار جہنم واصل

عافیہ.....محمد بن قاسم کے انتظار میں

خباب اسماعیل

افضل البشر بعد الانبیاء حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عافیہ صدیقی کو امریکہ کی نمک خوار پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں نے ۲۰۰۳ء میں گرفتار کیا اور امت کی بیٹی کوڈالروں کی چند گٹھیوں کے عوض امریکہ کو بیچ کر بنت فروشی کے'' تمغے'' کو ایمان واسلام دشمنی سے معمور سینوں پر سجایا......اس کے بعد اُس معصوم حافظۂ قرآن پر کیا بیتی......بگرام کے قید خانے میں صلیبی کافر اُس کی عزت وناموس کو کس طرح روندتے رہے......مردوں کے ساتھ برہنہ حالت میں رکھ کر شرم وحیا میں گندھی ہوئی فطرت کی حامل پاک باز بیٹی کی کس طرح تذلیل کی گئی......اُس کو ایک گردے سے محروم کردیا گیا......لاغر ونحیف جسم تعذیب وتشدد سہہ سہہ کر زخم زخم ہے...... بدترین ذہنی وجسمانی تعذیب سے گزارنے کے بعد کس طرح قرآن مجید کو اُس کے قدموں میں رکھ کر اُسے قرآن پر چلنے پر مجبور کیا گیا...... پھر امریکہ منتقلی...... لکھے لکھائے سکرپٹ کے مطابق عدالتی ڈھونگ اور اُس ڈھونگ کے نتیجے میں ۸۶ سالہ قید کی سزا...... یہ سب کچھ بارہا چھپ چکا ہے اور ضعیف، کمزور ولاغر لیکن قوی ایمان کو سینے میں بسائے ہوئے امت کی بیٹی اپنے بھائیوں کی منتظر ہے۔

یہ خبر ابھی حال ہی میں میڈیا میں آئی ہے......جس نے تمام امتِ مسلمہ کو تڑپا کر رکھ دیا ہے......ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی بڑی ہمشیرہ ڈاکٹر فوزیہ صدیقی نے یہ انکشاف کیا کہ میری اور آپ کی بہن عافیہ، صلیبی درندوں کی ہوس کا نشانہ بننے کے بعد امید سے ہے اور اُسے کینسر کا مرض بھی لاحق ہو چکا ہے۔آج 'وااسلاماہ! وااسلاماہ! وااسلاماہ!' کی پکار پر لبیک کہنے سے گریز کی راہیں تلاش کرنے والے اُس دن کا سوچیں کہ جب فردِ عمل ہر ایک کے ہاتھ میں ہوگی اور اُس وقت امت کا کوئی ایک جوان بھی ایسا نہیں ہوگا جس کا گریبان صدیقؓ کی بیٹی اور اس جیسی ہزاروں بیٹیوں کے ہاتھوں سے محفوظ ہوگا۔اپنی جانوں اور اموال کو بچا رکھنے والے اور دنیا کے جابر حکمرانوں سے ڈرنے والے اُس دن الواحدِ القہار کے روبرو کیسا عذر پیش کریں گے؟

آج محسوس ہوتا ہے کہ امت مسلمہ کے عوام وخواص کی غیرتوں کو جگانے کے لیے ہر طرف خواتین ہی باقی بچی ہیں۔تیونس کی باپردہ خواتین اپنی بہن عافیہ کے لیے سڑکوں پر نکلی اور اُنہوں نے مَردوں کے لیے یہی پیغام دیا کہ تم 'وہن زدہ' مردانگی کو لے کر حرص وہوا کی دنیا میں مگن رہو لیکن ہم اپنی بہن کے لیے ہر اقدام کر گزریں گی۔اسی طرح مقبوضہ وادیٔ کشمیر میں دختران اسلام کی سربراہ آسیہ اندرابی نے اپنی خواتین کارکنان کے ساتھ کشمیر کی سڑکوں پر آکر پاکستان کے علمائے کرام کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا'' علمائے کرام نے عافیہ کو فراموش کر کے ملت کی اہم ذمہ داری سے دامن بچایا ہے۔اگر وہ عافیہ کی رہائی کے لیے کچھ نہیں کر سکتے تو انہیں اسلام کی نمائندگی کرنے کا کوئی حق نہیں۔عافیہ کی رہائی کے لیے جہاد کرنا ہوگا۔حیرت ہے پاکستان کے علما پر جو قوم کی نہتی بیٹی کی امریکہ میں قید پر خاموش ہیں۔ہم لوگ خود یہاں قابض بھارتی فوج کے مظالم سہہ رہے ہیں،اس حالت میں ہم تو عافیہ کے لیے صرف شور مچا سکتے ہیں''۔

اپنی پیاری بہن عافیہ کے لیے!
ہاتھ سارے اٹھاو دعا کے لیے!
دستِ قاتل سے اپنا لہو چھین لو!
پنجۂ جبر سے آبرو چھین لو!
نوجوانو! کرو کچھ خدا کے لیے!

ڈاکٹر عافیہ صدیقی امریکی جج رچرڈ برمن کی جانب سے ۸۶ سال کی سزا سنائے جانے کے بعد بدنام زمانہ راکس ویل نامی مقام پر قید رکھی گئی ہیں۔امریکی ریاست ٹیکساس میں واقع جیل نما طبی مرکز جسے خواتین کے لیے بدنام زمانہ جیل کی شہرت حاصل ہے قیدیوں کی پراسرار بیماریوں اور اموات کے باعث انتہائی مشکوک شہرت رکھتا ہے۔علاوہ ازیں یہاں مقید خواتین کے ساتھ جنسی زیادتیوں کی اطلاع عام کرنے پر guthrie roger نامی معالج کو ملازمت سے برخاست کیا جاچکا ہے۔مائیکل ملر نامی گارڈ جنسی زیادتی کے متعدد واقعات میں ملوث رہنے پر برطرف ہو چکا ہے جب کہ کینسر کا شکار ایک مریضہ علاج نہ کیے جانے کے سبب طویل عرصہ کسمپرسی کے عالم میں جینے کے بعد انتقال کر چکی ہے۔

۲۰۰۵ء میں بگرام جیل کے امریکی قید خانے سے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور رحمت کے ذریعے اپنے ۳ دیگر مجاہد بھائیوں سمیت تمام تر رکاوٹیں توڑ کر آنے والے شیخ ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ نے سب سے پہلے عافیہ بہن کی حالتِ زار سے بیرونی دنیا کو آگاہ کیا۔آپ نے اپنی بہن کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

''یہاں میں اس بات کی جانب بھی توجہ دلانا چاہوں گا کہ بگرام جیل میں پانچ سو سے زائد مرد قیدیوں کے ساتھ ایک پاکستانی خاتون بھی ہیں جنہیں عرصہ دو سال سے مسلسل قیدِ تنہائی کی کوٹھڑی میں رکھا گیا تھا۔اگر انہیں بیت الخلا بھی جانا ہوتا تھا تو ایک نجس امریکی کافر اپنا ایک پلید ہاتھ ان کے کندھے پر

20 جنوری: صوبہ ہلمند.........ضلع نوزاد.................پولیس چیک پوسٹ پر حملہ.........کمانڈر سمیت 12 پولیس اہل کار ہلاک.........4 زخمی.........اسلحہ ودیگر ساز وسامان غنیمت

رکھ کے اور دوسرے ہاتھ سے ان کا بازو تھام کر زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ کر اُنہیں قضائے حاجت کے لیے لے کر جاتا تھا۔اُن کے ساتھ بالکل ویسا برتاؤ کیا جاتا ہے جیسا ایک مرد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔حتیٰ کہ اُنہیں ویسا ہی سرخ لباس پہنایا جاتا ہے جو گوانتا ناموا اور دیگر جیلوں میں مجاہدین کو پہنایا جاتا ہے۔اُس خاتون کا حال یہ ہو چکا تھا کہ وہ اپنے ہوش وحواس تک کھو چکی تھیں،سارا دن اور ساری رات اُن کی چیخوں کی آوازیں سنائی دیتی تھیں اور شدتِ کرب سے وہ ہر وقت دروازہ پیٹتی رہتی تھیں۔اِس کے جواب میں امریکی فوجی اُنہیں حقارت کے ساتھ اُن کے نمبر سے بلا کر یہ کہتے تھے کہ:

six five zero! what is the problem?

''چھ، پانچ،صفر!تمہیں کیا مسئلہ ہے؟''

حقیقت یہ ہے کہ کوئی انسان ایسا نہ تھا جس سے وہ بات ہی کر سکتیں!وہ خود قیدِ تنہائی میں ہیں،اُن کے دائیں بائیں آگے پیچھے سب قیدِ تنہائی کی کوٹھڑیاں ہیں۔کوئی خاتون ایسی نہیں جس سے وہ بات کر سکیں،سوائے امریکی فوج میں موجود حیا باختہ عورتوں کے۔اِس وقت وہ خاتون اپنا ذہنی توازن کھو چکی ہیں اور وہ گزشتہ دو سال سے اسی حال میں سسک رہی ہیں۔غالبًا ابھی تک کسی نے اُن کے بارے میں سنا بھی نہیں ہوگا!ولا حول ولا قوة الاّ بالله"

شیخ ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ کے ساتھ باگرام سے رہائی پانے والوں میں شیخ ابو ناصر القحطانی (فک اللہ اسرہ) بھی تھے۔جو عافیہ بہن کے متعلق فرماتے ہیں:

''ذرا دیکھو!اس خاتون کو جیل میں سسکتے ہوئے دو سال ہو گئے ہیں......حتیٰ کہ میں نے اور بھائی ابو یحییٰ نے ان سب ساتھیوں اور بعض افغانی بھائیوں کے ساتھ مل کر اُس خاتون کو کوٹھڑی سے نکلوانے کے لیے بھوک ہڑتال کر دی......اللہ کی قسم!ہم نے مسلسل نو دن تک کھانے پینے کی کسی شے کو ہاتھ تک نہیں لگایا!اس پر امریکی تفتیش کار نے ہم سے پوچھا کہ تمہیں کیا مسئلہ ہے؟ کھاتے پیتے کیوں نہیں؟......اس پر ہم نے اُسے صاف کہہ دیا کہ جب تک اس خاتون کو کوٹھڑی سے نہیں نکالا جاتا،ہم نہ کچھ کھائیں گے نہ پئیں گے!بلکہ یوں ہی بھوکے پیاسے مر جائیں گے''۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ امت کی اس بیٹی اور بہن کے حوالے سے اہل پاکستان کو جھنجھوڑتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اہلِ پاکستان کے نام اپنے پیغام میں مَیں صرف چند کلمات پر اکتفا کروں گا۔کیونکہ اب وقت عمل کا ہے باتوں کا نہیں!اے مسلمانانِ پاکستان!تمہاری حکومت اور فوجی قیادت نے نہ تو تمہاری کوئی عزت وناموس باقی رہنے دی ہے اور نہ ہی کوئی قدر وقیمت!امریکہ اور صلیبی لشکر تمہاری سرزمین پر قابض ہیں،تمہارے اپنوں کو قتل کر رہے ہیں،تمہاری بستیوں کی بستیاں تباہ کر رہے ہیں،اور تمہاری عورتوں تک کو قید کر رہے ہیں،بھلا اس سے بڑھ کر بھی ذلت کی کوئی انتہا ہو سکتی ہے؟اور کیا اس سے بڑھ کر بھی آزمائش کی کوئی گھڑی آنا ابھی باقی ہے؟اے پاکستان کے آزاد اور غیور مسلمانو!اے صدق وحمیت کے پاسبانو!اے حق کے پاسدارو!اے اسلام کے شہ سوارو! راستہ کھلا اور طریق کار واضح ہے۔چنانچہ جس شخص کے دل میں بھی عافیہ صدیقی اور دیگر مسلمان بہنوں کی رہائی اور ان پر ظلم کرنے والوں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کی کوئی خواہش اور چنگاری موجود ہے،تو اسے چاہیے کہ قافلۂ جہاد میں شامل ہو کر مجاہدین کا ساتھ دے!کیونکہ جہاد کے بغیر نہ تو کوئی عزت ہے اور نہ ہی وقار!اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ الَّذِيْنَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالآخِرَةِ وَمَن يُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ فَيُقْتَلْ أَو يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ أَجْراً عَظِيْماO وَمَا لَكُمْ لاَ تُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاء وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَـذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيّاً وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيْراًO الَّذِيْنَ آمَنُواْ يُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُواْ يُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُواْ أَوْلِيَاء الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيْفاً(النساء: ۷۴۔۷۶)

''سو جو لوگ آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی کو بیچنا چاہتے ہیں اُن کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں قتال کریں اور جو شخص اللہ کی راہ میں قتال کرے پھر شہید ہو جائے یا غلبہ پائے تو ہم عنقریب اُس کو بڑا ثواب دیں گے۔اور تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے اللہ!ہمیں اس شہر سے،جس کے رہنے والے ظالم ہیں،نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما۔جو تو مومن ہیں وہ تو اللہ کے لیے لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ طاغوت کے لیے لڑتے ہیں سو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو اور ڈرو مت کیونکہ شیطان کا داؤ انتہائی کمزور ہوتا ہے''۔

یہ کلمات ایسے شخص کے لیے کافی ہیں جس کے دل میں غیرت وحمیت کی کوئی رمق باقی ہو اور ویسے بھی عمل کے بغیر خالی دعووں سے کیا حاصل؟''

شیخ ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ بہن عافیہ صدیقی کا بدلہ لینے اور اُن کی رہائی کے

20 جنوری:صوبہ روزگان......ترینکوٹ شہر......بارودی سرنگ دھماکہ......امریکی ٹینک تباہ......3 امریکی فوجی ہلاک

لیے اٹھائے جانے والے ضروری ترین اقدامات کے بارے میں اہلِ پاکستان کو متوجہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

اے اہلِ پاکستان: ظالم امریکہ جس نے آپ کی بہن اور اس کے بچوں کو اغوا کیا، آپ سے ایسا دور نہیں کہ آپ کے اور اس کے مابین سمندر اور صحرا حائل ہوں، بلکہ اُس کے اڈے اور فوجی آپ کے سامنے موجود ہیں۔ آپ کے افغانی بھائیوں کے لیے موت اور تباہی کا سامان لیے اِن کی رسد کے قافلے دن دیہاڑے آپ کی آنکھوں کے سامنے آپ ہی کی سڑکوں کو روندتے ہوئے گزرتے ہیں۔ ان کی انٹیلی جنس ایجنسیوں کے دفاتر اور ان کی خفیہ جیلوں کا مکروہ جال آپ کے شہروں میں ہر جگہ پھیلا ہوا ہے جہاں ان کی حفاظت کی ذمہ داری ایک ایسی فوج نے اٹھا رکھی ہے جن کا ربّ صرف اور صرف ڈالر ہے۔ قبائلی علاقوں میں مسلمانوں پر بم باری کی غرض سے امریکی فوج کے ہوائی جہاز روزانہ آپ ہی کے ہوائی اڈوں سے اڑتے ہیں اور اس کے بحری بیڑے اور آبدوزیں آپ ہی کے پانیوں میں بے خوف و خطر تیرتی پھرتی ہیں۔ پھر ساری حقیقت واضح ہو جانے کے بعد بھی آخر وہ کیا عذر ہے جو آپ کو اس فرض کی ادائیگی سے روکے ہوئے ہے؟

انہیں جہاں پائیں قتل کریں! قید کریں! محاصرہ کریں ان کا! اور ہر گھات لگانے کی جگہ اِن کے لیے گھات لگائیں! ان کی رسد کے راستوں کو کاٹ ڈالیں! اِن کا امدادی سامان جلا ڈالیں! اور اپنے مجاہد بھائیوں کے ساتھ مل کر ان کی صفوں کو مضبوط کریں!

اللہ کی قسم! اس مقصد کی خاطر نکالے گئے ایسے سیکڑوں مظاہروں سے......

جن میں چاہے نعرہ گو لوگ شدت سے اپنے گلے ہی کیوں نہ پھاڑ لیں......

ان کی طرف چلائی گئی ایک گولی زیادہ بہتر اور نتیجہ خیز ثابت ہوگی۔

پاکستان کے قابلِ صد احترام علمائے کرام!

آپ ہمیشہ سے اپنے عالی قدر اسلاف کے یہ اقوال پڑھتے اور پڑھاتے رہے ہیں کہ:

''اگر مغرب میں بھی کسی مسلمان عورت کو قید کر لیا جائے تو اہلِ مشرق پر اسے آزاد کرانا فرض ہے''۔

اسی طرح انہوں نے فرمایا:

''اسیر کا چھڑانا ہر اس شخص پر فرض ہے جس کو اس بارے میں علم ہو جائے، اور اس فرضیت میں اہلِ مشرق و مغرب سب برابر ہیں''۔

جب کہ یہاں تو ایک مسلمان خاتون کو آپ کے سامنے اٹھا کر جیل کی اندھیر نگری کے سپرد کر دیا گیا، اور بعد ازاں نصرانی کافر اُسے انواع و اقسام کے تشدد اور عذاب دینے کے لیے ظلم و جبر کی نمائندہ سرزمین امریکہ اٹھا کر لے گئے، جہاں وہ اپنی بے بسی اور بے چارگی کا شکوہ لیے کئی سالوں سے پڑی گل سڑ رہی ہے۔ ذرا بتائیے کہ اس حوالے سے آپ پر کیا فرض عائد ہوتا ہے؟ اگر آپ میں سے ہر کوئی خاموشی کی چادر تانے سویا رہے گا تو آخر پھر وہ کون ہوگا جو اِس مظلوم عورت کی فریاد رسی کے لیے اٹھے گا اور لوگوں کو اُسے قید کرنے والوں کے خلاف قتال پر ابھارے گا؟

آپ لوگوں کے راہبر اور رہ نما ہیں، اگر آپ خاموش ہو گئے تو لوگ بھی خاموش ہو جائیں گے۔ لیکن اگر آپ لوگوں کو ابھارتے ہوئے کھڑے ہو گئے تو لوگ بھی آپ کے نقشِ قدم پر اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس بہن کے حوالے سے آپ کے کاندھوں پر علمی و عملی دونوں اعتبار سے بھاری امانت کا بوجھ ہے۔ اور پھر ایسے علم سے کیا حاصل جس پر عمل ہی نہ ہو۔ ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ اِن کافروں کا زور توڑنا اور اِن کے شر کے آگے بند باندھنا، قتال فی سبیل اللہ اور اس کی دعوت کے بغیر ممکن نہیں!

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لاَ تُكَلَّفُ إِلاَّ نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَسَى اللّٰهُ أَن يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ وَاللّٰهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنكِيْلاً (النساء: ۸۴)

''سوائے نبی! آپ اللہ کی راہ میں لڑیں! آپ اپنے سوا کسی کے ذمہ دار نہیں اور مومنین کو بھی ترغیب دیں! قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کا زور توڑ دے گا اور اللہ تعالیٰ لڑائی میں بہت سخت ہے اور سزا دینے میں بھی بہت سخت ہے''

افغانستان اور عراق پر امریکی حملے کے بعد اگر مسلمان محض احتجاجی مظاہروں، فلک شگاف نعروں، جوشیلی تقریروں اور کانفرنسوں کے انعقاد پر اکتفا کیے بیٹھے رہتے تو آج امریکہ کی جو ابتر حالت ہم دیکھ رہے ہیں ایسی نہ ہوتی، بلکہ وہ یکے بعد دیگرے تمام اسلامی ممالک پر قبضہ کرتا چلا جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے پر ایسے سچے مومنین اور مجاہدین کو کھڑا کر دیا جنہوں نے خود سے وہن اور جھوٹی خواہشات کی چادر کو اتار پھینکا اور وہ دشمن کے قلعے مسمار کرتے، اس کے فوجیوں کو جہنم واصل کرتے، اس کے ایجنٹوں کو سبق سکھلاتے، صبر و استقامت کے ساتھ، اپنے زخموں کی پرواہ کیے بغیر آگے بڑھتے چلے گئے۔ انہوں نے قتل کا بدلہ قتل اور تباہی کا بدلہ تباہی سے لیا۔ یہ ان کی ثابت قدمی ہی کا ثمر ہے کہ آج اسلام کا علَم سربلند اور امریکہ اور اس کے حلیفوں کے جھنڈے سرنگوں ہیں''۔

20 جنوری: صوبہ لوگر..........ضلع چرخ..................مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ.................2 صلیبی فوجی ہلاک.....................4 زخمی

بہت دیر ہو چکی وہ چلی گئی

حامد میر

بہت دیر ہوگئی۔ انصاف کے لیے پانچ سال سے عدالتوں کے چکر کاٹنے والی بوڑھی اور بیمار روحیفہ بی بی یہ دنیا چھوڑ کر اپنے بیٹے عبدالصبور کے پاس چلی گئی۔ یہ وہی روحیفہ بی بی ہے جس نے ۶ جنوری ۲۰۱۲ء کو سپریم کورٹ میں درخواست دائر کی تھی کہ لاہور ہائی کورٹ اس کے تین بیٹوں کو رہا کرنے کا حکم دے چکی ہے لیکن خفیہ اداروں نے اس کے تین بیٹوں سمیت گیارہ قیدیوں کو اڈیالہ جیل راولپنڈی سے اغوا کر لیا اور ان میں سے تین قیدی پراسرار طریقے سے موت کے منہ میں چلے گئے۔ بوڑھی ماں کو اپنے بیٹوں عبدالصبور، عبدالماجد اور عبدالباسط کی فکر پڑ گئی کہ کہیں انہیں بھی نہ مار دیا جائے۔ اس نے سپریم کورٹ سے استدعا کی کہ خفیہ ادارے اس کے بیٹوں کو باری باری مارنے کی بجائے ایک ہی دفعہ ماردیں تاکہ وہ اپنے تینوں بیٹوں کو ایک ہی دفعہ دفن کر کے ان کی فکر سے آزاد ہو جائے۔ روحیفہ بی بی کی اس درخواست پر سپریم کورٹ کے رجسٹرار نے کئی تکنیکی اعتراضات لگا دیے اور یوں اس درخواست کی سماعت شروع نہ ہوسکی۔ ۲۰ جنوری ۲۰۱۲ء کو روحیفہ بی بی کے خدشات درست ثابت ہوئے اور خفیہ اداروں نے اس کے اہل خانہ کو اطلاع دی کہ اس کا بیٹا عبدالصبور کسی نامعلوم بیماری کا شکار ہو کر پشاور کے ایک ہسپتال میں چل بسا ہے۔

خفیہ اداروں کے جو اہل کار ان سات قیدیوں کو سپریم کورٹ لائے تھے وہ میڈیا کے کیمروں سے اپنا منہ چھپا رہے تھے شائد انہیں بھی پتہ تھا کہ انہوں نے عبدالماجد، عبدالباسط اور دیگر قیدیوں کے بارے میں جو کہانیاں بنائی ہیں وہ سب جھوٹ ہیں لیکن افسوس کہ یہ خفیہ ادارے اکثر اوقات قومی سلامتی اور پاکستان کے دفاع کے لیے جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔

عبدالصبور کی موت کے بعد سپریم کورٹ میں روحیفہ بی بی کی درخواست پر سماعت شروع ہوگئی۔ سپریم کورٹ نے آئی ایس آئی اور ایم آئی کو حکم دیا کہ جو سات قیدی زندہ بچ گئے ہیں انہیں عدالت میں پیش کیا جائے۔ ۲۶ جنوری کو یہ قیدی پیش نہ کیے گئے لیکن ۱۳ فروری کو ان قیدیوں کو سپریم کورٹ میں پیش کر دیا گیا۔ ۱۳ فروری کو روحیفہ بی بی نے اپنے بیٹوں عبدالماجد اور عبدالباسط کے ساتھ ملاقات کی تو ان کے لاغر چہرے اور زخم زخم جسم دیکھ کر رو پڑی۔ ان پر اتنا تشدد ہوا تھا کہ ان کے لیے چلنا بھی دشوار تھا۔ اپنے دونوں بچوں کی حالت دیکھ کر روحیفہ بی بی کی زبان سے ان سب کے لیے بددعائیں نکلیں جنہوں نے قومی سلامتی کے نام پر ان دونوں کو تشدد کا نشانہ بنایا۔

قابل غور بات یہ تھی کہ خفیہ اداروں کے جو اہل کار ان سات قیدیوں کو سپریم کورٹ لائے تھے وہ میڈیا کے کیمروں سے اپنا منہ چھپا رہے تھے شائد انہیں بھی پتہ تھا کہ انہوں نے عبدالماجد، عبدالباسط اور دیگر قیدیوں کے بارے میں جو کہانیاں بنائی ہیں وہ سب جھوٹ ہیں لیکن افسوس کہ یہ خفیہ ادارے اکثر اوقات قومی سلامتی اور پاکستان کے دفاع کے لیے جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ جب اسلام کے نام پر بننے والے ملک کا دفاع جھوٹ سے کیا جائے گا تو پھر اس ملک کے حالات کیسے بہتر ہوں گے؟

وہ صحافی جو خفیہ اداروں کے جھوٹ اور قانون شکنی کی نشاندہی کرتے ہیں انہیں ملک دشمن قرار دیا جاتا ہے۔ ملک دشمنی کے الزامات کے باوجود کوئی سوال اٹھانے سے باز نہ آئے تو اسے دھمکیاں دی جاتی ہیں اور کچھ کو اغوا کر لیا جاتا ہے اور کچھ قتل بھی ہو چکے ہیں۔ خفیہ اداروں کے خلاف اغوا اور قتل کا کوئی الزام آج تک ثابت نہیں ہو سکا کیونکہ قانون کمزور اور خفیہ ادارے مضبوط ہیں۔ اس کی سب سے بڑی مثال روحیفہ بی بی کے تین بیٹوں کا مقدمہ ہے۔ ان تینوں کا قصور صرف اتنا تھا کہ یہ اردو بازار میں ایک اشاعتی ادارہ چلاتے تھے۔ انہوں نے ۲۰۰۷ء میں ایک فورکلر تجویدی قرآن مجید شائع کیا جس میں قاری رحیم بخش پانی پتی کی طرف سے تلاوت کے ضروری قواعد کو انگریزی، اردو، فارسی اور پشتو میں شائع کیا گیا۔ قرآن مجید کا یہ نسخہ دینی مدارس میں بہت مقبول ہوا الہٰذا لال مسجد اسلام آباد اور جامعہ حفصہؓ اسلام آباد میں بھی یہی نسخے منگوا لیے گئے۔

جولائی ۲۰۰۷ء میں لال مسجد آپریشن کے دوران سکیورٹی فورسز کو قرآن مجید کے یہ نسخے بڑی تعداد میں جامعہ حفصہؓ کے ملبے سے ملے۔ ہر نسخے پر عبدالصبور اور اس کے بھائیوں کے نام اور یہاں تک کہ موبائل فون نمبر بھی موجود تھے۔ خفیہ اداروں نے قرآن مجید پر شائع شدہ فون نمبر اور ایڈریس کی مدد سے تینوں بھائیوں کو بڑی آسانی کے ساتھ لاہور سے اغوا کیا اور غائب کر دیا۔ کئی ماہ تک کچھ پتہ نہ چلا کہ ان تینوں بھائیوں کو زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا۔ فروری ۲۰۰۸ء کے عام انتخابات کے بعد حکومت بدلی اور پرویز مشرف کا اقتدار کمزور ہوا تو روحیفہ بی بی نے طارق اسد ایڈووکیٹ کی مدد سے بھاگ دوڑ شروع کی۔ آخر کار تینوں بھائیوں کو پرویز مشرف پر قاتلانہ حملے کے الزام میں ایک انسدادِ

21 جنوری: صوبہ پکتیکا.........ضلع برمل.........مجاہدین کا امریکی و افغان فوجی مرکز پر استشہادی آپریشن.........درجنوں امریکی اور افغان اہل کار ہلاک.........متعدد گاڑیاں بھی تباہ

دہشت گردی عدالت میں پیش کیا گیا۔ مقدمہ چلا، الزامات ثابت نہ ہوسکے۔ عدالت نے ملزمان کو رہا کرنے کا حکم دیا تو راولپنڈی کی انتظامیہ نے نقص امن کے خدشے کا جواز بنا کر انہیں پھر گرفتار کرا دیا۔ ان کی گرفتاری کے خلاف لاہور ہائی کورٹ کے راولپنڈی بینچ میں درخواست دائر ہوئی۔ ہائی کورٹ نے ان تین بھائیوں سمیت گیارہ قیدیوں کی رہائی کا حکم دے دیا۔

۲۹ مئی ۲۰۱۰ء کو جب یہ قیدی اڈیالہ جیل سے رہا ہوئے تو جیل انتظامیہ نے ان قیدیوں کو جیل کے احاطے میں ہی آئی ایس آئی کے حوالے کر دیا۔ یہ منظر روحیفہ بی بی اور اس کے خاندان کے دیگر افراد کے علاوہ طارق اسد ایڈووکیٹ نے بھی دیکھا لیکن خفیہ اداروں کے بارلیش وکیل راجہ ارشاد کیانی کا دعویٰ ہے کہ ملزمان اڈیالہ جیل سے بھاگ کر قبائلی علاقے میں چلے گئے اور دوبارہ دہشت گردی کی وارداتوں میں مصروف ہوگئے۔ یہ وہی راجہ ارشاد کیانی ہیں جنہیں انہی خفیہ اداروں نے قومی مفاد کے نام پر ریمنڈ ڈیوس کیس میں بھی وکیل بنایا تھا۔

خفیہ ادارے ریمنڈ ڈیوس کے ہاتھوں مرنے والے پاکستانیوں کے اہل خانہ کو غائب کرنے میں تو کامیاب ہوگئے لیکن عبدالصبور، عبدالماجد اور عبدالباسط کی ماں روحیفہ بی بی کو غائب نہ کر سکے۔ بوڑھی اور بیمار روحیفہ بی بی پانچ سال تک ان طاقتور خفیہ اداروں کے ساتھ قانونی جنگ لڑتی رہی۔ ۱۳ فروری کو چیف جسٹس نے آئی ایس آئی اور ایم آئی کے وکیل کو حکم دیا کہ بتاؤ مئی ۲۰۱۰ء سے جنوری ۲۰۱۲ء تک تمہارے قیدی کہاں تھے اور چار قیدی کیسے مارے گئے؟ عدالت نے اگلی پیشی یکم مارچ مقرر کی لیکن روحیفہ بی بی تھک چکی تھی۔ وہ اپنے بیٹوں سے ملنے کے بعد مسلسل روتی رہی۔ تمام رات سوئی بھی نہیں اور اگلے دن ۱۴ فروری کو یہ دنیا چھوڑ کر چلی گئی۔

ہوسکتا ہے کہ سپریم کورٹ روحیفہ بی بی کو اس کی موت کے بعد انصاف دینے کی کوشش کرے لیکن جو انصاف دیر سے ملے وہ انصاف نہیں کہلاتا۔ یہ ایک روحیفہ بی بی کی نہیں بلکہ پاکستان کی ان سینکڑوں ہزاروں ماؤں کی کہانی ہے جن کے بیٹوں کو دہشت گردی کے الزام میں غائب کیا جاتا ہے لیکن عدالتوں میں پیش نہیں کیا جاتا بلکہ خفیہ اداروں کے افسران خود ہی عدالت بنا کر انہیں سزائیں دیتے ہیں۔ جب اصلی عدالتیں خفیہ اداروں کو طلب کرتی ہیں تو ہمارے یہ بہادر اپنے بارعب چہرے مفلروں میں لپیٹ کر پیش ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

حاجی ملا عبیداللہ اخوند کی پاکستانی ایجنسیوں کے ہاتھوں شہادت

نظام پاکستان اور خفیہ ایجنسیوں کی مجاہدین سے غدر اور خیانت تاریخ کا ایک مستقل باب ہے تاہم اُس کی تازہ ترین مثال امیر المومنین کے نائب حاجی ملا عبیداللہ اخوند کی دو سال قبل شہادت کی خبر کو اس وقت افشا کرنا ہے جس کی تصدیق طالبان کے ترجمان محترم ذبیح اللہ مجاہد نے بھی کی.....خبر کے مطابق امیر المومنین نصرہ اللہ کے نائب ملا عبیداللہ اخوند کراچی میں پاکستانی خفیہ اداروں کی حراست میں شہید ہوگئے۔ ملا عبیداللہ اخوند ۵ مارچ ۲۰۱۰ء کو شہید ہوئے جب کہ پسماندگان کو کچھ دن پہلے اس کی اطلاع دی گئی۔ اُنہیں ۲۰۰۷ء میں بلوچستان سے گرفتار کیا گیا تھا۔ اس حوالے سے امارات اسلامیہ کی طرف سے جاری کردہ اعلامیہ میں کہا گیا کہ:

> ''امارت اسلامیہ کے وزیر دفاع' امریکی وحشیوں کی جارحیت کے دوران امارت اسلامیہ کے نائب الحاج ملا عبیداللہ ایک پاکستانی جیل میں وفات پاچکے ہیں (انا للہ وانا الیہ راجعون) مرحوم ۳ جنوری ۲۰۰۷ء کو پاکستان جاتے ہوئے صوبہ بلوچستان میں پاکستانی اہل کاروں کی جانب سے گرفتار کیے گئے اور کافی عرصے تک ان کے بارے میں کوئی خبر نہیں آئی، بالآخر چند دن پہلے ان کے گھرانے کو یہ بتایا گیا کہ آج سے دو سال قبل ۵ مارچ ۲۰۱۰ء کو جمعۃ المبارک کے دن کراچی کے ایک جیل میں دل کی بیماری کے سبب انتقال کر گئے ہیں، لیکن ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوسکا ہے کہ امت مسلمہ اور افغانستان کے جہاد کے یہ عظیم سپوت مذکورہ بیماری کی وجہ سے انتقال کر گئے ہیں یا پھر دوران قید ٹارچر اور تعذیب کی وجہ سے شہید ہوئے ہیں۔ امارت اسلامیہ افغانستان اس امر کو انتہائی افسوس ناک قرار دیتی ہے کہ افغانستان پر جہاں ایک طرف عالم کفر کی تمام اقوام نے مجتمع ہوکر حملہ کیا ہے' وہیں مسلمان ممالک کی جانب سے بھی اس نوعیت کے بے رحمانہ اقدامات سامنے آرہے ہیں۔ امارت اسلامیہ افغانستان، الحاج ملا عبیداللہ اخوند کی وفات پر مرحوم کے اہل خانہ، تمام مجاہدین، افغان عوام اور تمام اسلامی امت سے غم گساری اور تعزیت کرتی ہے، مرحوم نے جس طرح جہادی زندگی اور جہادی راہ میں اپنی روح خالق ومالک کے سپرد کی تھی، ہم اللہ تعالیٰ کی دربار میں ان کے لیے شہادت کی قبولیت اور جنت الفردوس کی دعا کرتے ہیں اور اسی طرح ان کی قربانیوں کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے قبولت اور اجر عظیم کے طلب گار ہیں''۔

☆☆☆☆☆

21 جنوری: صوبہ لوگر.........ضلع برکی برک.........بارودی سرنگ دھماکہ.........افغان فوجی ٹینک تباہ.........3 افغان فوجی ہلاک.........4 زخمی

محترمہ روحیفہ بی بی......کالم نگاروں کے تاثرات

ان تین بھائیوں کی ماں دکھوں سے جنگ ہار کر دنیا چھوڑ گئی جن میں سے ایک کو لاپتہ کرنے والوں نے مار دیا اور دو کو زندہ لاش بنا دیا۔ بوڑھی روحیفہ بانو نے دو روز پہلے سپریم کورٹ میں اپنے دو بیٹوں کی جو دردناک حالت دیکھی، اس کا بوجھ دل برداشت نہ کر سکا اور دھڑکنا چھوڑ دیا۔ کیسی خوف ناک حالت ہو گی ان دو زندہ بیٹوں کی کہ جس ماں نے ایک بیٹے عبدالصبور کی موت کا صدمہ سہہ لیا، زندہ بیٹوں کی کیفیت برداشت نہ کر سکی۔ رات وہ کہاں سوئی ہو گی؟ اس کی آنکھوں میں دونوں بیٹوں عبدالباسط اور عبدالماجد کے چھلنی اور تار تار جسم گھومتے رہے ہوں گے۔ آخر اگلی صبح یہ کہانی بھی ختم ہو گئی۔

اسلام آباد میں پارلیمنٹ، ایوان صدر اور وزیراعظم ہاؤس سے کچھ دور سیکڑوں لاپتہ افراد کے لواحقین سخت سردی میں دھرنا جمائے بیٹھے تھے جن میں چھوٹے چھوٹے بچے، نوجوان اور بوڑھے بھی شامل تھے، اُن سب نے یہ خبر صدمے میں سنی۔ ان میں سے ہر ایک کا کوئی نہ کوئی عزیز لاپتہ ہے۔ لاپتہ کی اصطلاح بھی خوب ہے۔ سب کو پتہ ہے کہ لاپتہ کہاں ہیں لیکن چھڑانے کے نام پر سب کا پتہ پانی ہوتا ہے......

مرحومہ نے موت سے ایک روز پہلے میڈیا کے سامنے جس طرح اپنے دکھوں پر فریاد کی اس نے دل دہلا دیے۔ اس نے یہ بھی کہا '' قیامت کے دن انہیں چھوڑوں گی نہیں، پیروں پیغمبروں پر بھی ایسی گزری ہے جو ہم پر گزری، اللہ ان کو تباہ کرے گا۔ جو ظلم ہم پر کیا ہے، وہ ان کے سامنے بھی آئے گا''۔

سنتے ہیں مظلوم کی بددعا لگ کر رہتی ہے۔ یہ وہ کاری تیر ہے جو کبھی خطا نہیں جاتا لیکن لاپتہ کرنے والے دعاؤں بددعاؤں پر یقین نہیں رکھتے۔ ان کا دین دھرم بس ڈالر ہے۔ قانون کو یہ لوگ مانتے نہیں جن سے پالا پڑا ہے۔ بھیڑیوں کے جنگل میں ہرن انصاف مانگتے ہیں تو قصور جنگل کا نہیں، ہرنوں کی سمجھ کا ہے۔

(عبداللہ طارق سہیل، ماں جو ہار گئی)

....

حامد میر نے بوڑھی ماں کا نوحہ کہہ دیا۔ '' اس نے اپنے تین لاپتہ ہو جانے والے بیٹوں کی تلاش میں جانے کتنی راتیں انگاروں پہ لوٹتے گزاریں، جانے کتنے دن بے نام آہٹوں کو اپنے بچوں کے قدموں کی چاپ میں ڈھالتے سر کیے۔ ہجر کے کرب کا اندازہ صرف ماؤں کے دل ہی کر سکتے ہیں۔ موت کا غم بڑا دردناک ہوتا ہے لیکن اپنے ساتھ تسلی اور صبر کا سامان لے کر آتا ہے۔ زخم کاری سہی لیکن ہولے ہولے بھرتا چلا جاتا ہے۔ چاہنے والوں کو علم ہوتا ہے کہ جانے والا دور چلا گیا، اب اسے لوٹ کر نہیں آنا۔ لیکن جن ماؤں کے بیٹے اچانک لاپتہ ہو جائیں اور جن ماؤں کو خبر ہو جائے کہ وہ کسی سرکاری ادارے کی تحویل میں ہیں اور جن ماؤں کو علم ہو کہ ان کے بیٹوں پر بے پناہ تشدد کیا جا رہا ہے اور جن ماؤں کو اندازہ ہو کہ ان کے بچوں کو پیٹ بھرنے جتنا کھانا بھی نہیں مل رہا، وہ مائیں سانس تو لیتی رہتی ہیں لیکن درحقیقت وہ اپنی لاشیں اپنے کندھوں پہ لیے پھرتی ہیں۔

نہ جانے اس کم نصیب پاکستان میں کتنی مائیں اس قیامت سے دوچار ہیں لیکن روحیفہ بی بی اس آزار مسلسل سے آزاد ہو گئی۔ عدالت عظمیٰ کے حکم پر ۱۳ فروری کو جب اڈیالہ جیل سے اٹھائے گئے گیارہ قیدیوں میں سے باقی ماندہ سات کو سپریم کورٹ میں پیش کیا گیا تو روحیفہ نے عبدالماجد اور عبدالباسط کو دیکھا جن کی حالت مسخ شدہ لاشوں سے کم نہ تھی۔ ۲۳ دن قبل وہ اپنے تیسرے بیٹے عبدالصبور کی لاش منوں مٹی تلے دفن کر چکی تھی۔ عبدالصبور بھی دوسرے دو بھائیوں کے ہمراہ ایجنسیوں کی تحویل میں تھا۔ بوڑھی ماں کو یاد نہ رہا کہ وہ عبدالصبور کو دفنا چکی ہے۔ وہ عبدالماجد اور عبدالباسط سے پوچھتی رہی کہ بھائی کہاں ہے؟ پھر وہ گھر آ گئی۔ اگلے دن اسے گھر والوں نے جگانا چاہا لیکن وہ عبدالصور کی تلاش میں بہت دور جا چکی تھی۔ ہجر کی پیہم اذیتوں اور فراق کی لمبی راتوں کے کرب سے بہت دور۔

عبدالماجد، عبدالباسط اور عبدالصبور نامی تین بھائیوں اور ان کی ماں روحیفہ کی کہانی اس پاکستان کی کرب ناک اور شرم ناک کہانی ہے اور اس کہانی کے لاتعداد کردار ہیں۔ گھروں سے اٹھائے جانے اور جادو نگریوں میں پتھر بنا دیے جانے والے ان کرداروں کا نوحہ شاید کبھی نہ لکھا جا سکے۔ قوم کی ایک بہادر بیٹی آمنہ مسعود جنجوعہ، کئی برسوں سے اس دشت بے اماں میں بھٹک رہی ہے۔ حرماں نصیبوں کا ایک چھوٹا سا کارواں پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے ڈیرے ڈالے بیٹھا ہے۔ لیکن طلسم ٹوٹنے کے آثار نظر نہیں آتے۔ طلسم توڑنے کے لیے قاہرہ کے '' تحریر چوک '' تشکیل دینا ہوتے ہیں۔

(عرفان صدیقی، کیا ریاست بے بس ہو چکی)

....

کل کی بات ہے کہ روحیفہ بی بی ہمارے سنگ دل معاشرے سے ہمیشہ کے لیے روٹھ کر اپنے رب کے پاس چلی گئی جہاں وہ فریاد بھی کرے گی اور اس کی فریاد آسمانوں کو چیرتی ہوئی مالک حقیقی کے پاس بھی پہنچے گی۔ انصاف کا ایک دن مقرر ہے، اسی روز ہر

22 جنوری: صوبہ غزنی.........ضلع اندڑ.................نیٹو سپلائی کا نوائے پر حملہ...........3 گاڑیاں راکٹ لگنے سے تباہ...........7 فورسز کے اہل کار اور ڈرائیور ہلاک

مظلوم کو انصاف ملے گا لیکن یقین رکھیے کہ یوم انصاف سے قبل ہماری آنکھوں کے سامنے عبرت کی کہانیاں جنم لیتی رہیں گی۔ یہ نہیں ہوسکتا، ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی ظلم کی انتہا کرے، کسی معصوم کی جان لے لے، کسی کا گھر اجاڑ دے، کسی بے گناہ کے جسم کے ایک ایک حصے کو ٹارچر کی سولی پر چڑھا دے اور پھر عبرت کا سامان بھی نہ بنے۔ ایک انتقام انسان کا ہوتا ہے اور دوسرا انتقام قدرت کا۔ انسان کا انتقام جادو ہے جو سر چڑھ کر بولتا ہے جب کہ قدرت کا انتقام خاموش ہوتا ہے اور عبرت کی کہانیوں کو جنم دیتا ہے۔ کبھی یہ انتقام ایک شخص تک محدود رہتا ہے اور کبھی کبھی آئندہ نسلوں تک پھیل جاتا ہے اور ہاں، اس کی لامحدود شکلیں ہوتی ہیں جنہیں دیکھا بھی جاسکتا ہے اور محسوس بھی کیا جاسکتا ہے لیکن شرط غور وفکر ہے۔ یہ ایک عجیب وغریب، تہہ در تہہ اور راز و نیاز میں لپٹا ہوا سلسلہ ہے جسے سمجھنا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں۔ یہ ہمارے انصاف کے پیمانوں کی خلاف ورزی ہے لیکن قدرت کے اپنے پیمانے اور اپنے انداز ہیں جن پر ہمارا بس نہیں چلتا۔

ظاہر ہے وہ اکیلی ماں نہیں تھی جس کے جوان بیٹے خفیہ ایجنسیوں کے مہمان تھے، ہمارے اندھے معاشرے میں لاتعداد مائیں انصاف کی بھیک مانگ رہی ہیں اور لاتعداد بیویاں اپنے اٹھائے گئے گمشدہ خاوندوں کی تصویریں سینوں سے لگا کر احتجاج بھی کر رہی ہیں اور عدالتوں کے دروازے بھی کھٹکھٹا رہی ہیں۔ اسلام آباد میں محترمہ آمنہ مسعود جنجوعہ کی سربراہی میں بہت سے خاندان طویل عرصے سے اپنے گمشدہ پیاروں کی بازیابی کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ جوڈیشل کمیشن کے مطابق سولہ سو افراد کو غائب کر کے ان کے خاندانوں کو ''وچھوڑے کے درد'' میں مبتلا کیا گیا ہے۔ روحیفہ بی بی تو انصاف مانگتے اپنے رب کے پاس چلی گئی لیکن اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وہ مائیں زندہ ہیں جن کے بے گناہ بچے اٹھائے جا چکے ہیں تو آپ کو غلط فہمی ہے۔ وہ مائیں زندہ نہیں بلکہ چلتی پھرتی لاشیں ہیں۔

(ڈاکٹر صفدر محمود، درد وچھوڑے دا)

....

روحیفہ بی بی روایتی مشرقی ماں ہی نکلی، جذباتی، رقیق القلب اور عجلت پسند۔ لاپتہ بیٹوں سے ملاقات کی خواہش پوری ہوئی تو اپنے جگر گوشوں کا دکھی چہرہ، نڈھال جسم اور ملتجی آنکھیں دیکھ نہ پائی اور موت کو گلے لگا لیا۔ میکسم گورکی ہوتا تو اس کوکھ جلی کا نوحہ لکھتا۔ ماں کی مظلومیت پر حاشیہ آرائی کرتا اور ایک نیا شاہ کار وجود میں آتا۔ مائیں واقعی مظلوم ہوتی ہیں، کوکھ سے پنگھوڑے تک اور مہد سے لحد تک اولاد ماں کا امتحان ہی لیتی ہے۔ شاید اس عظیم رشتے کی قسمت ہے۔

روحیفہ بی بی، آمنہ مسعود اور دیگر ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور بیویوں کا قصور کیا ہے؟ اولاد، خاوند، بہن بھائی کوئی مر جائے تو دو چار دن رو دھو کر انسان مطمئن ہو جاتا ہے۔ جدائی کا صدمہ برداشت کرنے پر مجبور اور اللہ کی مرضی پر راضی۔ انسان اور کر بھی کیا سکتا ہے مگر جنہیں اپنے پیاروں کے بارے میں یہ پتہ نہ ہو کہ وہ زندہ ہیں یا اگلے جہاں چلے گئے۔ زندہ ہیں تو کس حال میں ہیں اور بچھڑ گئے تو کہیں جنازہ اٹھا، کسی نے غسل دیا، کفن دفن کی نوبت آئی اور کون سے علاقے کی مٹی نصیب ہوئی؟ یا بے گور و کفن لاش چیل کوؤں کی غذا بن گئی، یہ دکھ زندگی بھر چین نہیں لینے دیتا۔ جس تن لاگے وہ تن جانے۔

لال مسجد سانحہ کے بعد سیکڑوں معصوم اور یتیم بچوں بچیوں کی لاشیں راتوں رات غائب کی گئیں اور آج تک پتہ نہیں چل سکا کہ فاسفورس بموں سے غسل پانے والے یہ لوتھڑے کہاں دفن ہیں؟

ماں غریب ہو یا امیر، پڑھی لکھی ہو یا چٹی ان پڑھ، اولاد کے بارے میں اس کے جذبات ایک جیسے ہوتے ہیں۔ شہزادہ چارلس کی ماں اور روحیفہ بی بی کے جذبات کو کسی سائنسی لیبارٹری میں ٹیسٹ کیا جائے تو رزلٹ میں انیس بیس کا فرق ہی آئے گا۔ روحیفہ بی بی کی محبت میں وہ دنیوی آلائش بھی نہ ہوگی جو دولت مند اور حکمران ماؤں کے پیار میں در آتی ہے۔ ملکہ برطانیہ کا بیٹا تو ہے ہی شہزادہ مگر غریب مائیں بھی اپنے بیٹوں کو شہزادہ ہی تصور کرتی ہیں اور زندگی بھر شہزادوں کی طرح عیش وآرام کی زندگی بسر کرتے دیکھنے کا خواب سجائے رکھتی ہیں، صدقے واری جاتی اور کبھی زمانے کی گرم ہوا نہ لگنے کی دعائیں کرتی ہیں۔ مگر جس ماں کے دو جوان بیٹے اچانک غائب ہو جائیں، طویل عرصے بعد عدالت عظمیٰ کے حکم پر اس حال میں دیکھنے کو ملیں نہ جسم سلامت اور نہ چہرہ۔ صورت پہچانی جائے نہ آواز۔ اپنے دکھ بیان کرنے سے قاصر اور اپنی بے گناہی کا ثبوت فراہم کرنے سے معذور، زندگی اور موت کے مابین معلق۔ وہ موت کے سوا کس چیز کی آرزو کر سکتی ہے؟

میرا دکھ یہ ہے کہ روحیفہ بی بی کو اپنے جواں سال بیٹوں سے ملاقات راس نہ آئی۔ بیٹوں کے شکستہ بدن، بگڑے چہروں، اکھڑی سانسوں، پتھرائی آنکھوں نے اس کی آس امید ختم کردی۔ دوبارہ یہ اذیت ناک منظر دیکھنے کے خوف سے اس نے ہمیشہ کے لیے آنکھیں موند لیں، روز روز مرنے کا عذاب کیسے سہتی۔ یہ ایک کمزور دل، جذباتی اور مایوس ماں کے بس کی بات نہ تھی۔

(ارشاد احمد عارف، ''ماں'')

....

22 جنوری: صوبہ ہلمند..........ضلع سنگین..........بارودی سرنگ دھماکہ..........امریکی فوجی ٹینک تباہ..........4 امریکی فوجی ہلاک

ڈاکٹر عافیہ سے معصوم آمنہ تک............بیٹیوں کی سوداگری

عثمان یوسف

وہ چیخ رہی تھی......چلا رہی تھی......فریاد کر رہی تھی......وہ گیارہ سالہ معصوم سی بچی تھی......سر پر اسکارف اوڑھے......اسلامی مملکت کہلانے والے اور ''اسلامی آئین'' کی چھاپ کے ساتھ......ملک میں لگنے والی عدالت کے جج سے......مسلمان ہونے کے ناطے......اپنے بنیادی حق کی بابت......جرح اور بحث و مباحثہ کر رہی تھی کہ انکل! مجھے میری ''کافر'' ماں کے حوالے نہ کیا جائے......میری ماں اگر مسلمان ہو جائے......تو میں اس کے ساتھ جانے کو تیار ہوں......ورنہ اگر مجھے ''کچھ'' ہوا تو......ذمہ دار آپ ہوں گے......

سب جانتے ہیں کہ شرعی اعتبار سے یہ بات متفقہ ہے کہ کافر مسلمان کا ولی نہیں ہوسکتا......چاہے اس کا باپ یا ماں ہی کیوں نہ ہو......اور قرآن نے اس عورت کے بارے میں......جو کافروں کے پاس سے چلی آئے......اور مسلمان ہو جائے......اس کے بارے میں فرمایا...

فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ (الممتحنة: ۱۰)

''تو ہرگز ان (مسلمان) عورتوں کو کفار کی طرف نہ لوٹاؤ''۔

مگر کیا کیا جائے کہ جس ملک میں شریعت کی نہیں......انسانی ہاتھوں کے لکھے ہوئے ''آئین'' کی حکمرانی ہو اور آئین بھی وہ جس کی حیثیت موم کی ناک سے بڑھ کر نہیں......جس کو آئے دن حکمران اپنی خواہشات اور بیرونی آقاؤں کی ہدایت پر ''ترمیمی بل'' کے ہتھوڑے سے......اپنے اپنے سانچوں کے مطابق ڈھالتے رہتے ہوں......تو وہاں کچھ بھی ہونا بعید نہیں......

اور چونکہ غلام کی اپنی کوئی مرضی یا اپنی کوئی چاہت نہیں ہوتی اور وہ اپنے آقا کے ہر اچھے برے حکم کا تابع دار ہوتا ہے۔اسی قاعدے کے مصداق، 'اسلامی' جمہوریہ پاکستان کا صدر زرداری جب فرانس کے دورے پر تھا تو فرانسیسی صدر سرکوزی نے اس کے سامنے اِس بچی کے معاملہ کو اٹھایا تھا۔زرداری نے اس معاملے کو حل کرنے کے لیے وزیر داخلہ شیطان ملک کے سپرد کیا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ ملک کے (نام نہاد) ''اسلامی'' آئین کے تحت چلنے والی عدالت کے جج نے کفریہ فرانسیسی عدالت کے فیصلے کو من و عن تسلیم کرتے ہوئے اس معصوم کو اس کی مرضی اور رضامندی کے برعکس مسلمان باپ کے حوالے کرنے کے بجائے گھسیٹتے ہوئے کافر ماں کے حوالے کر دیا۔ اور دو دن کے وقفے کے بعد، جب کہ اس بچی کا پاسپورٹ ابھی اس کے باپ کے پاس ہی تھا، اس کی کافر ماں اُس کو اپنے ساتھ کفر کی سرزمین فرانس لے گئی۔ جہاں ایک مسلمان عورت کو اپنی ناموس کے تحفظ کی خاطر......حجاب کی نہیں......بلکہ سر پر اسکارف لینے کی پابندی ہے......اور اس دوران ''سوموٹو ایکشن'' بھی سوتا رہا......عورتوں کو ''بااختیار'' بنانے کا دعویٰ کرنے والے بھی......اور اسلام اور پاکستان کے ''دفاع'' کرنے کا دم بھرنے والے بھی......صحیح کہا تھا کچھ دنوں پہلے ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے ''ہمارا امریکہ (اور اس کے اتحادیوں) کے ساتھ آقا اور غلام کا رشتہ ہے''۔

ہوسکتا ہے کہ ہمیشہ کی طرح ''اب پچھتاوے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئی کھیت'' کے مصداق......اے آمنہ......تمہاری ہمدردی میں پرجوش جلسے اور جلوس نکلیں، دھرنے اور احتجاجی مظاہرے بھی ہوں اور ''ملین مارچ'' بھی......اور اس کے ساتھ ساتھ پارلیمنٹ کی قراردادیں بھی......اور شاید ''سوموٹو ایکشن'' بھی جاگ جائے اور تمہارے بارے میں ''استفسار'' کر لے......

مگر اے میری بہن اور اے میری بیٹی......آمنہ......ہم شرمندہ ہیں۔سیاسی کھلاڑیوں سے لے کر جمہوری مداریوں تک......جرنیلوں سے لے کر ججوں تک......سب کے سب احساس زیاں سے عاری اور اخلاقی و انسانی اقدار سے بہرہ ہیں......دین فروش اور ضمیر فروش تو تھے ہی......اب اپنی ماؤں اور بیٹوں کو بھی ڈالروں کے عوض کافروں کو بیچنے والے ہو گئے......ڈاکٹر عافیہ کی داستان غم سے لے کر جامعہ حفصہ کی ننھی بچیوں کے قتل عام تک......اور اب آمنہ کی روح فرسا چیخوں تک......حکمرانوں، جرنیلوں اور ججوں نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ مسلمان بیٹیوں کے سوداگر بن گئے۔صحیح کہا تھا غالباً ایمل کانسی کے معاملے میں امریکی وکیل نے ان کے بارے میں ''یہ لوگ تو اپنی ماں کو پچاس ڈالر میں بیچ دیں''۔

معصوم آمنہ کی بھی 'اسلامی' جمہوریہ پاکستان نے قیمت وصول کی، بارودی مواد کی نشاندہی کرنے والے ۱۰ روبوٹ آمنہ کی حوالگی کے اگلے ہی روز فرانس نے پاکستان کو عطا کیے۔لعنت ہو اتنی تھوڑی قیمت میں بیٹیاں بیچنے والوں پر......دنیا اور آخرت میں خسارے کا سودا کرنے والوں کو یہی کہا جائے گا......**فَسُحْقاً لِّأَصْحَابِ السَّعِيرِ** (الملک: ۱۱)......

مگر وہ دن دور نہیں جب امت کے بیٹے اپنی تمام بہنوں کو کفار کے چنگل سے آزاد کروائیں گے، ان شاء اللہ۔

☆☆☆☆☆

23 جنوری: صوبہ فاریاب.................ضلع بل چراغ.................قومی امن لشکر کا جنگجو کمانڈر رباز محمد نیاز 12 ساتھیوں سمیت تسلیم

پاکستانی ریاست و دستور، تاریخ کے آئینے میں

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

برصغیر پاک و ہند کے مسلمان بھی اسی المیہ سے دوچار ہوئے جس سے عصرِ حاضر میں دیگر بہت سے علاقوں کے مسلمانوں کو دوچار ہونا پڑا۔''المیہ'' سے میری مراد یہ ہے کہ قربانیاں تو ہر جگہ عامۃ المسلمین نے دیں لیکن ان قربانیوں کے ثمرات کوئی اور لے اڑا۔قربانیوں کے ایک طویل دور کے بعد جب بھی زمامِ اقتدار سنبھالنے کا مرحلہ آیا تو قیادت پر ایسے طبقات قابض ہوگئے جو امت کے عقائد، امنگوں اور خوابوں میں ان کے شریک نہ تھے۔اس بدطینت طبقے نے امت کے ساتھ قدم قدم پر وعدہ خلافی کی اور امت کی قربانیوں سے صریح خیانت کی۔

سید احمد شہیدؒ کی برپا کردہ تحریکِ مجاہدین کمزور پڑ جانے کے بعد شیخ الہندؒ اور سید حسین احمد مدنیؒ نے ازسرِنو برطانیہ کے خلاف جہادی تحریک کی بنیادیں ڈالیں ،لیکن سلطنتِ عثمانیہ کی مدد کے حصول میں ناکامی اور سقوطِ خلافت کے سبب یہ تحریک بھی ناکامی سے دوچار ہوئی اور یہ دونوں حضرات مالٹا میں اسیر ہوگئے۔پھر ایک مختصر وقفے کے بعد ہند کے مسلمانوں میں ایک عوامی تحریک اٹھی جس نے ہندوؤں (اور انگریزوں) کے ظلم و جبر سے خلاصی کے لیے ایک الگ، آزاد خطۂ زمین کا مطالبہ کیا۔لیکن دینی مزاج کی حامل اس عوامی تحریک میں کئی ایسے عناصر بھی شامل ہوگئے جو اپنے عقائد و افکار میں عامۃ المسلمین سے بہت مختلف تھے۔

ان عناصر میں انگریزی ثقافت کا تربیت یافتہ اور فرنگی تہذیب کا دلدادہ ایک طبقہ بھی شامل تھا۔اس طبقے کی ذہنی مرعوبیت کے پیچھے بھی کئی عوامل کارفرما تھے:

(الف) مسلمانوں کی عسکری اور جہادی تحریکیں بظاہر ناکام ہوچکی تھیں اور یہ تو انسانی فطرت ہے کہ وہ طاقت اور صاحبِ طاقت سے متاثر ہوتا ہے۔

(ب) اس طبقے کی پرورش مغربی نظامِ تعلیم کے تحت ہوئی تھی اور انسان اسی طرزِ زندگی کا خوگر ہوتا ہے جس پر اس کی تربیت ہوئی ہو۔

(ج) عالمِ اسلام سیاسی، اجتماعی اور علمی اعتبار سے شدید بگاڑ کا شکار تھا۔ظلم و جبر اور خودغرضی عام ہوچکی تھی، اختیار و اقتدار زور و زبردستی سے غصب کیا جاتا تھا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے فرائض مٹتے جارہے تھے اور منافقت، مداہنت، چاپلوسی، بے جا طرف داری اور ناانصافی جیسے رذیل اوصاف پھیل چکے تھے۔بہت سے علما ایسی جامد تقلید اختیار کرچکے تھے کہ امراضِ ملت کی دوا ڈھونڈنے کی بجائے حالات سے لاتعلقی اختیار کرلینا ہی ان کا شیوہ بن گیا تھا۔

(د) یہ طبقہ مغرب، بالخصوص انگریز کی اس جھوٹی دعوت پر ایمان لے آیا تھا کہ وہ آزادی، انصاف، مساوات اور مظلوموں کی مدد و نصرت کے علم بردار ہیں......حالانکہ اللہ گواہ ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں مغربی ممالک سے زیادہ ظلم و فساد پھیلانے والا کوئی نہیں گزرا۔ اس پر مستزاد یہ کہ یہ طبقہ اس بات کی بھی تصدیق کر بیٹھا کہ مغرب کی ظاہری ترقی دین سے دوری اور دین کو محض کلیسا تک محدود کرنے کی مرہونِ منت ہے۔

مغربی عقائد و افکار کا حامل یہ طبقہ امت کو بھی مغربی تہذیب کا دلدادہ بنانے کے لیے مستقل کوشاں رہا لیکن اسے مشکل یہ درپیش تھی کہ ہند کے مسلمانوں کی تحریک آزادی ایک خاص وصف کی حامل تھی جو اسے عالم اسلام میں برپا ہونے والی بہت سی تحاریکِ ہائے آزادی سے ممتاز کرتا ہے۔اس تحریک کا تو بنیادی نعرہ ہی یہ تھا کہ ایک ایسی اسلامی سلطنت قائم کی جائے جو مسلمانوں کی حرمات کی محافظ اور ان کے حقوق کی نگہبان ثابت ہو۔پس مسلمانانِ ہند کے اس عمومی دینی مزاج کو دیکھتے ہوئے یہ مغرب نواز طبقہ اپنے سیکولر عقائد اور مغربی تہذیب سے اپنی محبت و قربت چھپانے پر مجبور رہا تاکہ مسلمانوں کی صفوں میں اس کے لیے کچھ جگہ بن سکے۔یہی نہیں بلکہ اس طبقے نے مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کرنے کے لیے ان کے جذبات سے کھیلا اور طرح طرح کے خوش نما وعدے کرکے انہیں اپنے پیچھے چلایا، کبھی ایک سراب کی سمت دوڑایا اور کبھی دوسرے کی سمت اور عملاً کتاب و سنت کی حکمرانی قائم کرنے کی بجائے ہمیشہ مستقبل کے عہد و پیماں باندھے۔

> ''رشوت'' پاکستان کے سیاسی معاملات میں ایک اہم ترین عامل بن چکی ہے۔جب بھی کوئی نیا حکمران آتا ہے تو ارکانِ پارلیمان اور سیاست دانوں کو مٹھی میں لینے کے لیے امت کا مال رشوت کے طور پر بے دردی سے لٹاتا ہے۔پھر انہی عوامی نمائندوں سے ایسی دستوری ترامیم منظور کرواتا ہے جو اسے ہر قسم کی جواب دہی اور محاسبے سے تحفظ فراہم کرتی ہیں۔

چنانچہ یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ دستور پاکستان اور ریاستِ پاکستان کا وجود میں آنا بھی اسی کھیل تماشے کا تسلسل ہے (بقیہ صفحہ ۳۲ پر)

قریظہ سے امریکہ تک......اشرار کا ایک ہی ٹولہ، حیوانیت کی ایک ہی داستان

شیخ ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ

چہارم: قرآن نے ہمارے لیے بنی قریظہ کے جرائم میں سے کچھ جرائم محفوظ کر رکھے ہیں جو اُن کے اتنی سخت سزا کے حق دار ٹھہرائے جانے کا سبب بنے اور وہ تھا اُن کا مدینہ کی جانب پیش قدمی کرتی احزاب (متحدہ افواج) کی حمایت کرنا۔ اللہ نے ارشاد فرمایا:

وَ اَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ [الاحزاب: ۲۶]

''اور جن اہل کتاب نے ان سے ساز باز کر لی تھی انہیں (بھی) اللہ تعالیٰ نے ان کے قلعوں سے نکال دیا''۔

یہ حمایت محض اتحادی فوج کے کمانڈر ابوسفیان سے کیا گیا امداد و اعانت کا وعدہ تھا، اور یہ اس معاہدے کو توڑنے کے بعد تھا جو بنی قریظہ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین طے پایا تھا، مگر کتبِ سیرت سے کہیں بھی یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ انہوں نے اتحادی فوج کی مال یا افرادی قوت یا قتال میں شمولیت کے ذریعے مدد کی ہو بلکہ تفسیر کی بعض کتابوں نے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے محض اسلحے اور ڈھالوں کی فراہمی کی تھی، اور بدعہدی کرنے کے بعد خود اپنے قلعوں سے باہر نہ نکلے، نہ ہی اتحادی فوج کے جتھوں میں بذاتِ خود شامل ہوئے اور نہ ہی ان کے محاصرے میں شریک ہوئے۔ ان سے جو سرزد ہوا......اللہ انہیں رسوا کرے......وہ معاہدے کی ایسے وقت پر خلاف ورزی تھی جو مسلمانوں کے لیے انتہائی نازک تھا اور اس وقت انہوں نے اتحادی فوج کے ساتھ وعدہ کر ڈالا کہ وہ ان کی امداد و اعانت کریں گے۔ جب کہ خود اتحادی فوج، جس کی انہوں نے امداد و اعانت کی تھی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی بڑا معرکہ واقع نہیں ہوا تھا بلکہ محض چند جھڑپیں ہوئیں تھیں اور بنی قریظہ مسلمانوں کو دہشت زدہ کرنے، ان پر سختی اور مصیبت کو دوچند کرنے، ان کو اپنی عورتوں اور بچوں کے متعلق فکر مند و خوف زدہ کرنے میں ان (احزاب) کے معاون ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ بعض اہلِ علم کی رائے کہ اس ارشادِ باری تعالیٰ میں 'اوپر سے آنے والے' کا اشارہ انہی (بنی قریظہ) کی جانب ہے:

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا [الاحزاب: ۱۰]

''جب کہ (دشمن) تمہارے پاس اوپر اور نیچے سے چڑھ آئے اور جب کہ آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے اور تم اللہ تعالیٰ کی نسبت طرح طرح گمان کرنے لگے''۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ جب بنی قریظہ نے ایسے وقت پر بدعہدی کی جب کہ مسلمانوں کے لیے مصائب اپنے عروج پر پہنچے ہوئے تھے اور انہوں نے یہ سوچتے ہوئے موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا کہ یہ مسلمانوں کے قلع قمع کرنے کا مناسب موقع ہے اتحادی فوج سے امداد و اعانت کا وعدہ کر لیا اور اس کے نتیجے میں مسلمانوں کی مصیبت میں زیادتی ہوئی، افتاد میں اضافہ ہوا، اور ابتلا میں شدت آئی۔ چونکہ بنی قریظہ احزاب کے جتھوں کے حامی و مددگار ہو گئے تھے......حالانکہ خود احزاب بھی قتال کے بغیر ہی لوٹ گئے......مگر اس کے باوجود بنی قریظہ سخت ترین سزا کے مستحق قرار پائے:

وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِيَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا [الاحزاب: ۲۷-۲۶]

''اور جن اہل کتاب نے ان سے ساز باز کر لی تھی انہیں (بھی) اللہ تعالیٰ نے ان کے قلعوں سے نکال دیا اور ان کے دلوں میں (بھی) رعب بھر دیا کہ تم ان کے ایک گروہ کو قتل کر رہے ہو اور ایک گروہ کو قیدی بنا رہے ہو، اور اس نے تمہیں ان کی زمینوں کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا وارث کر دیا اور اس زمین کا بھی جس کو تمہارے قدموں نے روندا نہیں، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

جیسا عمل ہوتا ہے ویسا ہی بدلہ دیا جاتا ہے، جیسے کہ امام ابن کثیرؒ نے فرمایا:

'' (وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ): اور وہ ہے خوف؛ کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ میں مشرکین کی طرف داری کی تھی، اور جو علم رکھتا ہے وہ اس جیسا نہیں جو علم نہیں رکھتا، تو انہوں نے مسلمانوں کو خوف زدہ کیا اور ان کا قلع قمع کرنا چاہا تاکہ وہ خود دنیا میں معزز ہو سکیں، لیکن صورت حال الٹ ہو گئی اور ان کی خوش بختی پلٹ گئی، مشرکین کمر بستہ ہو کر آئے مگر خالی ہاتھ لوٹے، جس طرح انہوں نے عزت چاہی انہیں ذلت ملی، اور مسلمانوں کا قلع قمع کرنا چاہا تو اپنا قلع قمع ہو گیا، اور اس پر مستزاد آخرت کی ناکامی بھی ملی، لب لباب یہ ٹھہرا کہ بلاشبہ یہ ایک انتہائی نقصان کا سودا ثابت ہوا۔''

ان پر کڑی سزا لاگو کرنے کا ایک اور سبب ان کا معاہدوں کو توڑنے کی عادت بنا لینا اور اس جرم کا بار بار دہرانا تھا، جیسے کہ اللہ نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا:

23 جنوری: صوبہ ہلمند......صدر مقام لشکر گاہ شہر......پولیس کی پیدل پارٹی پر حملہ......9 پولیس اہل کار ہلاک......متعدد زخمی

إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنۡدَ اللّٰهِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ، اَلَّذِيۡنَ عَاهَدۡتَّ مِنۡهُمۡ ثُمَّ يَنۡقُضُوۡنَ عَهۡدَهُمۡ فِيۡ كُلِّ مَرَّةٍ وَّ هُمۡ لَا يَتَّقُوۡنَ، فَاِمَّا تَثۡقَفَنَّهُمۡ فِي الۡحَرۡبِ فَشَرِّدۡ بِهِمۡ مَّنۡ خَلۡفَهُمۡ لَعَلَّهُمۡ يَذَّكَّرُوۡنَ [الانفال:۵۷-۵۵]

''تمام جان داروں سے بدتر ،اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو کفر کریں، پھر وہ ایمان نہ لائیں،جن سے آپ نے عہد و پیمان کر لیا پھر بھی وہ اپنے عہد و پیمان کو ہر مرتبہ توڑ دیتے ہیں اور بالکل پرہیز نہیں کرتے ،پس جب کبھی آپ لڑائی میں ان پر غالب آجائیں انہیں ایسی مار ماریں کہ ان کے پچھلے بھی بھاگ کھڑے ہوں ہوسکتا ہے کہ وہ عبرت حاصل کریں''۔

ابن عطیہؒ فرماتے ہیں:

''علمائے تفسیر اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت بنی قریظہ کے متعلق نازل ہوئی اور اس کا اطلاق تا قیامت اِس (بنی قریظہ والی) صفت سے متصف ہر کسی پر ہوگا''

اس طرح سے بنی قریظہ نے احزاب کی حمایت کی۔ جہاں تک امریکہ (اشرار کے ٹولے) کا معاملہ ہے تو یہ حمایت اور اعانت کرتا بھی ہے اور اس کی حمایت اور اعانت کی بھی جاتی ہے۔ایک جانب یہ احزاب (متحدہ افواج) اور کفر کے ہراول دستوں کی قیادت کرتا ہے جو عراق اور افغانستان،صومالیہ،یمن کی مسلم اراضی پر اپنی بھاری بھرکم افواج اور وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے اسلحے اور فسق و فجور کی جنگوں سے حملہ آور ہیں،اور اس میں امریکہ اپنے اتحادیوں کے لیے مرکزی قائد کا کردار ادا کررہا ہے جس کی پیروی اور اتباع کی جاتی ہے اور جو اُن کے لیے ڈھال بنا ہوا ہے۔تمام کافر ممالک جو اس کے ساتھ لڑائی میں شریک ہیں وہ اس کے پرچم کے تحت اس کے تابع دار ہیں، یہ تو ایک رخ ہے اور دوسرے رخ سے اس نے بداخلاقی اور جنون کی کیچڑ، اپنے 'بغل بچے' طفیلی ریاست اسرائیل کی مطلق تائید و حمایت ،مکمل پشت پناہی،غیر مشروط اعانت،اور عسکری،مالی،اقتصادی اور سیاسی محاذوں پر دائمی حمایت کی مکمل ذمہ داری اپنے سر اٹھا رکھی ہے۔ بلکہ اس کے سیاستدان دن رات' کھلے بندوں' بڑی بڑی محفلوں میں یہ راگ الاپتے رہتے ہیں کہ ان کا امن و امان بلاواسطہ اور براہِ راست اسرائیل کے امن وامان سے مربوط اور بندھا ہوا ہے اور اسرائیل پر کوئی بھی حملہ اُن پر حملے کے مساوی ہے۔یعنی اسرائیل ان کے جسم کا ایک حصہ اور ان کے گوشت کا ایک ٹکڑا بن چکا ہے۔ یہ ایسی حمایت ہے جو آپ اپنی منہ بولتی تصویر ہے،اور اس کا مطلب ہے کہ ہر قتل،غارت گری، اغوا کاری،تباہ کاری،آتش گیری،آبادکاری کا جرم جو فلسطین پر کوئی غاصب یہودی کرتا ہے تو اس جرم میں امریکہ کی حکومت اور عوام کی براہِ راست شرکت ہے اور اس پر بھی ان جرائم کی اتنی ہی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جتنی کہ غاصب یہودی ٹولے پر کیونکہ امریکی سیاست دان اپنے افعال واقوال سے پرزور تاکید کے ساتھ یہ باور کراتے رہتے ہیں کہ اسرائیل امریکہ ہے اور امریکہ اسرائیل ہے۔لہٰذا مجھے نہیں معلوم کہ پھر بھی بعض لوگ اپنے آپ کو اس نہ سلجھنے والی گتھی کو سلجھانے کی دشواری میں کیوں مبتلا کیے ہوتے ہیں کہ کسی طرح بھی کوئی ایسا جواز تلاش کر سکیں جو اِس اشرار کے ٹولے اور حیوانیت کے ترجمان کو بری ثابت کر سکے اور اس کے جرائم کو گھٹا کر دکھا سکیں تا کہ اس کی فی الواقع سزا کی شدت میں تخفیف کی جا سکے،جس سزا کو وہ اُس طفیلی اسرائیل کے لیے شدید رکھنا چاہتے ہیں جو کہ خود اپنی بقا اور تسلسل قائم رکھ ہی نہیں سکتی جب تک کہ اسے دوسرے لوگوں کی طرف سے تحفظ اور دولت کی مسلسل فراوانی میسر نہ ہو جو کہ اس پر امریکہ اور اس کے اتحادی سخاوت کے پہاڑ توڑتے ہوئے نچھاور کررہے ہیں۔ہمیں نہیں معلوم کہ کیا چیز زیپی لیوینی (Livni Tzipi: اسرائیلی حزبِ اختلاف کی لیڈر) سے ملاقات کو ایسا جرم بنا دیتی ہے کہ جس سے بعض گمراہ عرب سیاستدان پرہیز کرتے......چاہے وہ صرف میڈیا میں ہی کیوں نہ ہو...... جب کہ وہ ہانپتے اور دم ہلاتے دوڑے دوڑے جاتے ہیں اور وائٹ ہاؤس کی مکڑی کونڈولیزا رائس کے سامنے نہایت تابع داری سے پیش ہوتے ہیں،اور اس کی بے وقوف جانشین ہیلری کلنٹن کے سامنے،حاضری کو وہ باعثِ شرف سمجھتے ہیں۔یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے لیوینی کا ہاتھ تو خون آلود ہے مگر ان دونوں کے ہاتھ جیسے مہندی سے آرائش زدہ ہیں! ان سب کے نام اس قابل نہیں تھے کہ ان سے اپنے مضمون کو آلودہ کیا جاتا،لیکن مجبوری ایک جائز عذر ہے!

پنجم: جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا تھا کہ بنی قریظہ کے یہود......اللہ انہیں رسوا کرے...... مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے اپنے قلعوں سے افواج یا جتھوں کی صورت میں باہر نہیں نکلے،اور نہ ہی محاصرہ کرنے والی اتحادی فوج کے شانہ بہ شانہ کھڑے ہوئے تھے۔بلکہ انہوں نے صرف اپنے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور مشرکین سے امداد و اعانت کا وعدہ کیا۔پھر جنگ ختم ہوگئی اور اتحادی فوج ناکام لوٹ گئی،اس سے بڑھ کر اور انہوں نے کچھ نہیں کیا تھا۔اس کے باوجود جبرائیلؑ اور ان کے ساتھ جو بھی فرشتے تھے،انہوں نے اپنے ہتھیار نہیں اتارے جب کہ اتحادی ناکام و نامراد لوٹ بھی چکے تھے۔بلکہ وہ فرشتے اپنے اوپر خندقوں کی وجہ سے پڑنے والے غبار کو صاف کرنے سے بھی پہلے بنی قریظہ کے قلعے کی جانب روانہ ہوئے تا کہ ان کے دلوں کو خوف سے بھر دیں۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہؓ کو جلدی سے چلنے کی حوصلہ افزائی کی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب غصے اور سختی کی کیفیت میں روانہ ہوئے اور اپنے صحابہ کو بھی حکم دیا کہ کوئی بھی بنی قریظہ تک پہنچنے سے پہلے عصر کی نماز ادا نہ کرے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ان یہود کا اپنے معاہدے کی خلاف ورزی کرنا اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ احزاب کی امداد و نصرت کا وعدہ کرنا ایسا گھناؤنا جرم تھا جو اس بات کا موجب بنا کہ فرشتے ان کی جانب رخ کریں اور مومنوں کی فوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ان کے خلاف اٹھ کھڑی ہو (اور یہ سب) ان کی رہائش کے عین وسط میں جا کر حملہ آور ہوں، ان کے قلعوں کا محاصرہ کریں۔اس

23 جنوری: صوبہ کاپیسا......ضلع آلہ سائی......فرنچ اور افغان فوج کا مشترکہ حملہ پسپا......11 فرنچ اور افغان اہل کار ہلاک......متعدد زخمی

میں کوئی شک نہیں ہے کہ احزاب کے واپس چلے جانے کے بعد اور اللہ کی طرف سے ان کے دلوں میں خوف ڈال دیے جانے کے بعد بنی قریظہ انتہائی کمزور ہو چکے تھے۔اب ان کی جانب سے ویسا خطرہ باقی نہیں تھا جیسا مدینہ کے محاصرے کے وقت تھا اور اگر انہیں ان کے حال پر چھوڑ بھی دیا جاتا تو مدینہ اور اس کے باسیوں کو ان سے کوئی بڑا خطرہ نہیں تھا ،تو پھر ان پر جو شدید سزا لاگو ہوئی وہ طے شدہ معاہدے کی خلاف ورزی اور احزاب کے موقع پر کفار کی مضبوطی کا باعث بننے کے جرم کی پاداش میں تھی۔

جب کہ امریکہ (اشرار کے ٹولے) نے تو خود ہی مسلمانوں کے گھروں کے عین وسط میں ان کو نشانہ بنایا اور اپنی بھاری بھرکم افواج کے ساتھ ان کے ممالک میں ہلّہ بول دیا اور ان کے سمندروں،فضاؤں،زمینوں اور مقدس مقامات میں بے جا مداخلت کی اور مسلمانوں پر آبرو ریزی،قتل و غارت،اذیت ناکی اور تباہی کی ہولناک صورتوں میں مظالم ڈھائے۔یہاں تک کہ اب وہ کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔یہ امریکہ ہی ہے جو ان کا محاصرہ اور تعاقب کرتا ہے،انہیں قیدی بناتا ہے،انہیں اپنے گھروں سے ہجرت کرنے پر مجبور کرتا ہے ،ان پر رعب و دبدبہ ڈالتا ہے،ان کے مال و دولت ہڑپ کر جاتا ہے،ان کے لوگوں کو بھوک کی اذیت میں مبتلا کرتا ہے اور ان کی نسل کشی کرتا ہے۔یہاں تک کہ اس کا شر اور فساد اتنا پھیل چکا ہے کہ کوئی ملک اس سے محفوظ نہیں ہے اور بمشکل ہی کوئی گھر اس سے بچ سکتا ہے۔حتیٰ کہ ان کی اپنی ملّتِ کفر میں ان کے اپنے بھائی بند اس کے شر سے محفوظ نہیں ہیں کہ اُس نے ان میں سے بھی کئی لاکھوں کا قتل کیا ہے اور کئی شہر صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالے ہیں۔اس کی تاریخ میں ایک لحظہ بھی ایسا نہیں کہ جس میں یہ ان جرائم میں ملوث نہ رہا ہو بلکہ اس کے جرائم دن بہ دن بڑھتے اور بدترین ہوتے چلے جا رہے ہیں۔یہ چیز واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہے کہ اس کے بد کرتوتوں اور بھیانک جرائم کی تلخی کا ہر مسلمان شکار ہے،مگر نہ ہی اس کے لیڈروں کے کھوکھلے (بے وزن) بیانات ، نہ ہی اس کے میڈیا کے اوٹ پٹانگ بہکاوے، نہ ہی اس کے ''انسانیت کے داعی و علم بردار'' ہونے کے دعوے دار اور اس کی پرفریب تہذیب و تمدن اس کے جرائم پر پردہ ڈال سکتے ہیں۔نہ ہی وائٹ ہاؤس میں ماہِ رمضان کی افطار پارٹیوں کا انعقاد ان جرائم کا کفّارہ ادا کر سکتا ہے،نہ ہی اس کی لائبریری میں مصحف شریف کا نسخہ رکھ لینا،نہ ہی مساجد کی زیارت اور ان کے نقوش و نگار سے آنکھیں چندھیا لینا ان جرائم کو مٹا سکتا ہے،نہ ہی اس کے کھسیانے عذر،جو کہ اپنے اندر استہزا اور تضحیک کا تمام سامان لیے ہوتے ہیں،اس وقت ان کے گناہ کا کوئی ازالہ کر سکتے ہیں جب ہر حملے میں مسلمانوں کے بے گناہ عوام مارے جاتے ہیں۔اس وقت کہ جب میں یہ مضمون لکھ رہا ہوں تو جنوبی افغانستان میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد صلیبیوں کی خوں ریزی کا شکار ہو چکی ہے......ایک واقعہ میں تینتیس سے زائد مسلمان شہید ہوئے،جن میں بہت سی عورتیں اور بچے بھی تھے،مگر امریکی چیف آف سٹاف اس پر اظہارِ افسوس کر دیتا ہے،اور باقاعدہ معافی مانگنا تک گوارا نہیں کرتا جیسے وہ کوئی مکھیاں مچھر تھے جو کیڑے مار دوا کے چھڑکاؤ سے مر گئے،تو ان پر کیسی معذرت!تباہی ہو ان کے لیے اور ان کے جھوٹے عذروں پر جو ماسوائے مردہ دلوں اور غافل عقلوں والے بیوقوفوں کو نشے میں مست رکھنے اور اُن پر سکون آور اثر ڈالنے کے،اور کسی کام کے نہیں ہیں!

یہ سب (پرفریب پردے) اس ثابت شدہ اور راسخ حقیقت کو نہیں بدل سکتا کہ امریکہ نے مسلمان ممالک پر اپنی بھرپور طاقت کے ساتھ پنجے گاڑ دیے ہیں اور ان کے علاقوں میں قبضہ جمانے،ان پر غلبہ حاصل کرنے،ان کے باسیوں پر قہر توڑنے کے لیے داخل ہو گیا ہے۔اس نے اپنے وحشی فوجیوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ جتنا چاہے خون خرابہ کریں،مردوں اور عورتوں کو اغوا کریں،عزتوں کو پامال کریں،مال و دولت کی جتنی چاہے لوٹ کھسوٹ کریں،دین پر طعن و تشنیع کریں،مسلم ممالک کے عین وسط میں ہوتے ہوئے قرآن پاک کے نسخوں کو اپنی غلیظ نجاستوں سے داغ دار کر کے اُن کی بے حرمتی کریں اور زمین میں فساد پھیلائیں۔اگر ہم اِن تمام جرائم اور ان کے علاوہ دیگر بے شمار جرائم کا موازنہ بنی قریظہ کے یہود کے جرم سے کریں......کہ جس کی وجہ سے وہ اس سزا کے مستحق قرار پائے کہ ان کے علاقے کے عین وسط میں حملہ کیا جائے،اسی وجہ سے ان کے قلعوں کا محاصرہ کیا جائے اور ان پر شدید سزا جلد از جلد عملاً لاگو کی جائے......تو ہم ایک بہت وسیع خلا اور بہت ہی بڑا فرق دیکھیں گے۔صرف ایک لحاظ سے بنی قریظہ کا جرم بڑا نظر آتا ہے اور وہ یہ کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کی ابھرتی ہوئی ریاست سے تعلق رکھتا تھا جو کہ اگر مغلوب ہو جاتی تو پھر زمین پر اللہ کا نام لینے والا کوئی نہ رہتا۔

اہم بات یہ ہے کہ امریکہ (اشرار کا ٹولہ) پہلے بھی ایسے جرائم کا ارتکاب کرتا رہا اور اب بھی کر رہا ہے،جن کی ہولناکی بچوں کے سر کے بال بھی سفید کر دے،اور یہ اسلام کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے سر توڑ کوشش کر رہا ہے۔یہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے علاقوں پر حملہ کیا جائے،اس کی جانب پیش قدمی کرنے میں جلدی کی جائے،اس سے قتال کرنے' اسے دور کرنے اور اس کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنے میں سرعت سے کام لیا جائے۔محض اس کے ماضی کے سرزدشدہ جرائم کے خمیازے کے طور پر یہ سب کچھ نہ کیا جائے بلکہ اس کے شر کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے،جیسا کہ یہودِ بنی قریظہ والے معاملے کا حال ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''جو لوگ اس دین کو اپنے مفہوم کے اعتبار سے اچھی طرح سمجھ لیتے ہیں،اُن کے لیے پھر اس بات کا سمجھنا مشکل نہیں رہتا کہ اسلامی نظامِ حیات کے قیام کے لیے صرف وعظ و ارشاد اور بیان و تبلیغ کافی نہیں،اس کے لیے عملی جدوجہد اور جہاد بالسیف کی ضرورت بھی ہوتی ہے''۔(سید قطبؒ)

24 جنوری: صوبہ خوست......ضلع درگئی......افغان فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ......6 افغان فوجی ہلاک

امنیت.....قرآن وسنت کی روشنی میں

ابومحمد عاصم المقدسی

حافظ ابنِ حجرؒ لکھتے ہیں: ''دھوکہ دہی کی بنیاد یہ ہے کہ ایک چیز کو ظاہر کرتے ہوئے دوسری چیز کو چھپایا جائے، اور اس حدیث میں جنگ کی احتیاطی تدابیر اور کافروں کو شکست دینے کے لیے اسباب اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور جو کافروں کو دھوکہ دینے کے ان طریقوں سے واقف نہ ہو وہ اپنے خلاف ہونے والے معاملات سے نہیں بچ سکتا (یعنی شکست)۔ (فتح الباری (6/158) بخاری میں ہی ایک اور باب ہے جس کا عنوان ''جنگ میں جھوٹ بولنا'' ہے (لیکن میں اس باب کا عنوان ''جنگ میں جھوٹ بولنا'' نہیں رکھتا کیونکہ جنگ میں تو جھوٹ بولنا جائز ہے ہی، امن کے حالات میں بھی کافروں سے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ جس کی وضاحت کے لیے میں مندرجہ ذیل دلیل دیتا ہوں:

۱۔ جنگ میں: جہاں تک جنگ میں جھوٹ کا تعلق ہے تو اس حوالے سے وہ حدیث ہے جس میں حضرت امّ کلثومؓ بنت عقبہ نے فرمایا'' میں نے نہیں سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کو بھی جھوٹ بولنے کی اجازت دیتی ہو ماسوائے جنگ میں جھوٹ بولنے کے، لوگوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے اور شوہر کی بات بیوی سے اور بیوی کی بات شوہر سے''۔ (احمد، مسلم، ابوداؤد)

۲۔ امن کے حالات میں بھی کچھ وجوہات کی بنا پر کفار سے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ ان وجوہات میں سے کچھ وجوہات یہ ہیں: دینی مفاد کے لیے جھوٹ بولنا، کافروں کے شر سے بچنے کے لیے جھوٹ بولنا۔ کعب بن اشرف (یہودی) کفار کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا کرتا تھا۔ وہ اپنی شاعری کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا اور مسلمان خواتین کے بارے میں فحش اشعار کہتا۔ اس کے قتل کا قصہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی ہے۔ الرحیق المختوم میں ہے:

> ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ کعب بن اشرف سے کون نمٹے گا کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔ اس کے جواب میں محمد بن مسلمہ، عباد بن بشر، ابونائلہ، حارث بن اوس، عباس بن جبر اور سلکان بن سلامہ (کعب کے رضاعی بھائی) رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی خدمات پیش کیں۔ محمد بن مسلمہؓ نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے (کعب بن اشرف) قتل کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، انہوں نے عرض کیا کہ آپ مجھے کچھ کہنے کی (اپنا کام نکالنے کے لیے) اجازت دے دیجیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کہہ سکتے ہو (جو کہنا چاہو)''۔

اس کے بعد محمد بن مسلمہؓ، کعب بن اشرف کے پاس تشریف لے گئے اور بولے: اس شخص نے (اشارہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا) ہم سے صدقہ طلب کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس نے ہمیں مشقت میں ڈال رکھا ہے۔ کعب نے کہا: واللہ! ابھی تم اور بھی اکتا جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا: اب جب کہ ہم اس کے پیروکار بن ہی چکے ہیں تو مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا ساتھ چھوڑ دیں، جب تک یہ نہ دیکھ لیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ اچھا ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں کچھ قرضہ دیں۔ کعب نے کہا: میرے پاس کچھ رہن رکھو۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا آپ کون سی چیز پسند کریں گے۔ بے دل اور بد اخلاق یہودی نے قرض کے بدلے عورتوں اور بچوں کو رہن میں مانگا۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا: بھلا ہم اپنی عورتیں آپ کے پاس کیسے رہن رکھ دیں جب کہ آپ عرب کے سب سے خوبصورت انسان ہیں اور ہم اپنے بیٹوں کو کیسے رہن رکھ دیں؟ اگر ایسا ہو گیا تو انہیں گالی دی جائے گی کہ یہ ایک وسق یا دو وسق (وزن کا پیمانہ) کے بدلے رہن رکھا گیا تھا، البتہ ہم آپ کے پاس ہتھیار رہن رکھ سکتے ہیں، کعب راضی ہو گیا۔

سلکان بن سلامہؓ اور ابونائلہؓ اسی مقصد کو لیے کسی اور وقت میں کعب کے پاس گئے۔ کم وبیش یہی بات اس سے کہی صرف یہ کہ ابونائلہؓ اپنے اور ساتھیوں کو بلا لائے۔ منصوبہ بہت کامیاب رہا کیونکہ اس گفتگو کے بعد اسلحہ اور آدمیوں کے ساتھ کعب کے پاس جانا مشکل نہ رہا۔ ۱۴ ربیع الاول ۳ ہجری کی رات کو صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوئے اور اللہ کا نام لے کر اپنے منصوبہ کی تکمیل کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر پلٹ آئے اور صحابہ کی کامیابی کے لیے دعا ومناجات میں مشغول ہو گئے۔

یہ لوگ گئے اور رات کو کعب کو آواز دی۔ وہ باہر آیا جب کہ اس کی بیوی نے اس کو خبردار کیا کہ: میں ایسی آواز سن رہی ہوں جس سے گویا خون ٹپک رہا ہے۔ کعب نے کہا یہ تو میرا بھائی محمد بن مسلمہؓ اور دودھ کا ساتھی ابونائلہؓ ہے۔ کریم آدمی کو اگر نیزے کی مار کے لیے بھی بلایا جائے تو اس پکار پر بھی وہ جاتا ہے، اس کے بعد وہ باہر آ گیا۔ ابونائلہؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہہ رکھا تھا کہ جب وہ آ جائے گا تو میں اس کے بال پکڑ کر سونگھوں گا جب تم دیکھنا کہ میں نے اس کا سر پکڑ کر قابو میں کرلیا ہے تو اس پر پل پڑنا اور اپنا کام کر ڈالنا۔ چنانچہ جب کعب باہر آیا تو کچھ دیر اس سے باتیں ہوتی رہیں پھر انہوں نے اسے چاند کی روشنی میں آنے کا مشورہ دیا۔ راستہ میں ابونائلہؓ نے کہا کہ: آج جیسی عمدہ خوشبو تو

25 جنوری: صوبہ قندھار.........قندھار ایئرپورٹ.........بارودی سرنگ دھماکہ.................امریکی ٹینک تباہ..........4 امریکی فوجی ہلاک

میں نے کبھی سونگھی ہی نہیں۔کعب نے کہا کہ میرے پاس عرب کی سب سے زیادہ خوشبو والی عورت ہے۔ابو نائلہؓ نے کہا کہ: اجازت ہو تو میں ذرا آپ کا سر سونگھ لوں؟ اس نے کہا: ہاں ہاں۔ابو نائلہؓ نے اس کے سر میں اپنا ہاتھ ڈالا پھر خود بھی سونگھا اور ساتھیوں کو بھی سنگھایا ۔کچھ اور چلے تو ابو نائلہؓ نے سر سونگھنے کی دوبارہ درخواست کی اور کعب نے اجازت دے دی ۔اب کی بار ابو نائلہؓ نے اس کے سر میں ہاتھ ڈال کر ذرا اچھی طرح پکڑ لیا تو بولے: لے لو اللہ کے اس دشمن کو......اتنے میں اس پر کئی تلواریں پڑیں اور اس کا کام تمام کر دیا۔ان لوگوں نے اپنی مہم کو بخوبی مکمل کیا، کارروائی کے دوران میں حضرت حارث بن اوسؓ کو بعض ساتھیوں کی تلوار کی نوک لگ گئی جس سے وہ زخمی ہوگئے اور ان کے جسم سے خون بہنا شروع ہوگیا۔جب وہ بقیع غرقد پہنچے تو اس زور سے نعرہ لگایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ ان لوگوں نے اسے مار دیا ہے۔چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ اکبر کہا۔انہوں نے اس طاغوت کا سر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ طاغوت احمد شاہ مسعود کے قتل کی منصوبہ بندی شاید مندرجہ بالا واقعہ کو سامنے رکھ کر کی گئی۔شیخ اسامہ بن لادنؒ نے دو تیونسی مجاہدین کو جو کہ فرانسیسی زبان میں مہارت رکھتے تھے نامزد کیا کہ وہ صحافیوں کا روپ دھاریں اور اللہ کے دشمن کی تصاویر اتارنے کی کوشش کریں۔چونکہ دونوں تیونسی بھائی، فرانسیسی زبان میں مہارت رکھتے تھے، ہلکی رنگت کے تھے اور جعلی کاغذات رکھتے تھے، اس لیے اُن میں یہ صلاحیت تھی کہ مسعود کے سخت حفاظتی نظام کو دھوکہ دے سکیں اور ان کو یہ سوچنے پر مجبور کریں کہ یہ حقیقی فرانسیسی صحافی ہیں۔

منصوبہ اس طرح بنایا گیا کہ سب سے پہلے مسعود، اس کے پہرے داروں اور مصاحبوں کے ساتھ خوش گوار دوستانہ تعلقات بنائے جائیں۔اس لیے پہلی دفعہ وہ سیدھے طریقہ سے بغیر کچھ لیے وہاں گئے اور معمول کے مطابق ان کی بھرپور تلاشی لی گئی۔اسی دوران میں دونوں مجاہدوں نے پہرے داروں سے دوستی لگانے کی کوشش کی اور مسعود اور اس کے محافظوں کی عادات وسکنات کا بھی اچھی طرح مشاہدہ کیا۔اسی طرح وہ انٹرویو لینے اور تصویریں بنانے کے بہانے کئی بار وہاں گئے اور وہاں اچھے تعلقات بنا لیے اور ان کے نظامِ استخبارات کے بارے میں معلومات بھی اکٹھی کرلیں تاکہ وہ اپنی مہم کو مکمل کرسکیں۔لیکن وہ پھر بھی ایک مناسب وقت کا انتظار کرتے رہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ محافظوں نے دونوں مجاہدوں کی تلاشی لینا چھوڑ دی، اب بس وہ سلام کرتے، مسکراتے اور خیریت دریافت کر کے آگے بڑھ جاتے۔بس یہی وہ وقت تھا جس کا انتظار اللہ کے یہ دونوں سپاہی صبر سے کر رہے تھے۔انہوں نے بارود کو اپنے کیمروں میں بھرا، اور اس کو اللہ کے دشمن کے قریب لے جا کر پھاڑ دیا۔اللہ ہمارے ان دونوں بھائیوں کی استشہادی کارروائی قبول فرمائے۔اور ان کا شمار شہدا میں کرے۔(آمین)

حافظ ابن حجر نے حجاجؓ بن الات کا قصہ بھی بیان کیا ہے جس میں انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی اجازت طلب فرمائی کہ وہ قریشِ مکہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہر ایسی بات کہہ سکیں جس کو کہہ کر وہ مکہ والوں سے اپنی جائداد واپس لے سکیں۔الحجاجؓ بن الات السلامی نے اپنے اسلام لانے کو مکہ والوں سے چھپایا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ وہ انہیں مکہ والوں سے کوئی ایسی جھوٹ موٹ کی بات کہنے کی اجازت دیں جس کو کہہ کر وہ اپنی دولت وہاں سے نکال لائیں۔

الحافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: ''ایسے حالات میں جھوٹ بولنے کی توثیق اس حدیث سے ہوتی ہے (جس کے راوی حضرت انسؓ ہیں اور اسے احمدؒ اور ابن حبان اور النسائی نے روایت کیا ہے اور الحاکم نے اسے صحیح کہا ہے) کہ کس طرح حجاجؓ بن الات السلامی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنی دولت کو مکہ سے نکالنے کے لیے کفار سے ہر ممکن بات کرسکیں۔اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو اجازت دے دینا اور کہنا کہ مکہ والوں سے یہ کہہ دیں کہ خیبر والوں نے مسلمانوں کو شکست دے دی ہے۔الحجاجؓ بن الات السلامی کا یہ واقعہ جنگ کے دوران پیش نہیں آیا''۔

فتح الباری۔6/159، الحافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ 4/215 میں یہ مکمل قصہ بیان کیا ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''پس اس دین کی خاطر ہجرت کیے بغیر، نصرتِ جہاد اور اقامتِ دین کی قیمت ادا کیے بغیر رب کو راضی کرنے کی کوئی دوسری اور آسان راہ نہیں۔مشرکینِ مکہ نے تو اللہ کی بہترین مخلوق، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک کو غار میں پناہ لینے، اہل وعیال اور گھر بار چھوڑنے اور سب سے مقدس خطۂ زمین، مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کردیا تھا، تو بھلا کوئی اور ان آزمائشوں سے کیونکر مستثنیٰ ہوسکتا ہے؟ پس دیر نہ کرو! آگے بڑھو! رب کی رضا پانے کے اس قیمتی موقع کو ضائع نہ جانے دو۔ بلاشبہ تمہارے لیے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غار میں پناہ لینا ایک بہترین نمونۂ عمل ہے۔کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں؟ اگر تم ہجرت کر کے غاروں میں نہیں بس سکتے، تو کیا تمہارے لیے اتنا بھی ممکن نہیں کہ کسی مناسب علاقے میں ایک گھر میں چھپ بیٹھو اور وہاں بیٹھ کر اطمینان سے جہاد بالمال کی عبادت ادا کرو؟''۔

(شیخ اسامہ بن لادنؒ)

25 جنوری: صوبہ قندھار.........ضلع میوند...............افغان آرمی کے کاروان پر حملہ..........ایک رینجر گاڑی تباہ ہوگئی..........5 موقع پر ہلاک..........3 زخمی

سید احمد شہیدؒ کا طریقۂ دعوت...... چند جھلکیاں

مولانا سید ولی اللہ شاہ بخاری

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجدد دین دین کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی کے آغاز میں ایسے شخص کو پیدا فرمائیں گے جو ان کے دین کو تر و تازہ کر دے گا''۔

ایسے ہی باکمال افراد میں تیرہویں صدی ہجری کی بلند پایہ اور عظیم المرتبت شخصیت، خانوادہ حسنی و حسینی کے درِ شہسوار سید احمد شہیدؒ ہیں۔ جنھوں نے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ 'حکومت الٰہی' کے قیام اور 'اسلامی نظامِ حیات و قوانین و حدود' کا اجرا 'لیظھرہ علی الدین کلہ' کے ربانی منشا کی روشنی میں بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بنیادی مقاصد میں ہے۔ سید شہیدؒ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے منہج پر کام کرنا چاہتے تھے۔ آپؒ مادی و روحانی دونوں قسم کا اقتدار 'اسلام' ہی کو سونپنا چاہتے تھے۔ آپؒ سمجھتے تھے کہ اسلام کی دعوت کی بقا اور دفاع کے لیے قوت اور حکومت کا ہونا انتہائی ضروری ہے، اسی لیے قرآن غلبہ و عزت کے حصول پر زور دیتا ہے، اسی لیے خلافت اسلامیہ بہت ہی اہم اور مقدس سمجھی گئی ہے اور اس کو اکابر صحابہؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین پر مقدم رکھا۔ اسی کی حفاظت کے لیے سیدنا حسینؓ نے اپنی قربانی پیش کی تاکہ اس کا مقصد ضائع نہ ہو اور اسلام کی بقا و دفاع کا یہ سرمایہ نا اہل ہاتھوں میں جانے نہ پائے۔

سید صاحبؒ کے تجدیدی کارنامے اور داستان جہد و عمل کے نتائج و ثمرات اور آپؒ کے قافلے اور آپؒ سے وابستہ افراد کے انفرادی و اجتماعی حالات کی انقلابی تصویر کشی کرتے ہوئے سید ابوالحسن علی ندویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''سید صاحب کی ایک اور خصوصیت پر نظر ڈالیے اور وہ یہ کہ آپ نے تھوڑے زمانے میں ایک دینی فضا قائم کر دی اور ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جس کی صحیح تعریف یہ ہے کہ وہ تیرہوں صدی میں صحابہؓ کا نمونہ تھے۔ ایک رنگ میں رنگے ہوئے، ایک سانچے میں ڈھلے ہوئے، اللہ کے لیے جان دینے والے، شریعت پر جینے اور مرنے والے، بدعت سے نفور، شرک کے دشمن، جہاد کے نشے میں سرشار، متقی و عبادت گزار، اور بڑی بات یہ کہ ہم رنگ و یک آہنگ۔ تاریخ اسلام میں ایک جگہ اتنی بڑی تعداد میں اس پختگی اور جامعیت کی کوئی جماعت صحابہؓ و تابعینؒ کے بعد مشکل سے ملے گی، کیفیات ایمانی کے جاں نواز جھونکے تاریخ اسلام میں بارہا چلے ہیں لیکن ایمان و یقین اور خلوص و للّٰہیت کی ایسی باد بہاری ہمارے علم میں کم سے کم اس ملک میں اس سے پہلے نہیں چلی۔ نہ اس سے پہلے اتنے بڑے پیمانے پر عزم و توکل، جوش جہاد، ایمان و احتساب، شوق شہادت اور یقین آخرت کے ایسے نمونے دیکھنے میں آئے۔ آدم گری اور مردم سازی، اصلاح و انقلاب کے ایسے محیر العقول واقعات بھی اصلاح و تربیت کی تاریخ میں نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہیں۔

ان آخری صدیوں میں ہم کو دنیائے اسلام میں کسی ایسی مذہبی تحریک کا علم نہیں ہوا جو ہندوستان کی اس تحریک احیائے سنت و جہاد سے زیادہ منظم و وسیع ہو اور جس کے سیاسی اور مذہبی اثرات اتنے ہمہ گیر اور دور رس ہوں۔ ہندوستان کی کوئی اصلاحی جدوجہد اور مسلمانوں کی کوئی سیاسی تحریک ایسی نہیں جو اس تحریک سے متاثر نہ ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ اس برصغیر میں موجودہ اسلامی زندگی، مذہبی اصلاح، مسلمانوں کی سیاسی بیداری اور ملک میں مسلمانوں کے وجود کی اہمیت اور ان کا سیاسی وزن بڑی حد تک اسی طویل جہاد کا رہینِ منت ہے''۔

اس تحریک کو وسعت دینے، زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس جماعت سے وابستہ کرنے، اس مشن کی تکمیل میں اپنی زندگیاں کھپانے اور عمومی دعوت کی فضا قائم کرنے کے لیے سید صاحبؒ نے 'دعوتی و اصلاحی دوروں' کا انتظام فرمایا اور ان 'دوروں' کی ترتیب و تنظیم کے سلسلے میں دعوتی خطوط نے بھرپور فائدہ دیا۔ جہاں سے بھی سید صاحبؒ کے پاس طلبی کے خطوط آتے، آپ اپنے قافلے کے ہمراہ 'دعوت و ارشاد' کی غرض سے وہاں تشریف لے جاتے۔ ان دوروں میں سید صاحبؒ کے پیش نظر دو مقصد

> ایک نورِ مستطیل ہے کہ جدھر جدھر وہ گئے ادھر ادھر وہ پھیل گیا ہے...... اس تمام سفر میں مولانا محمد اسماعیلؒ اور مولانا عبدالحیؒ ہم رکاب تھے۔ ان کے مواعظ سے بہت اصلاح و انقلاب ہوا۔ اس ایک سفر نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے مشائخ کا تزکیہ باطن اور بڑے بڑے علما و مصلحین کی برسوں کی تربیت ظاہر کرتی ہے۔ ہر ہر جگہ سیکڑوں آدمی متقی، متورع، عابد، متبع سنت اور ربانی بن گئے۔

25 جنوری: صوبہ قندھار.................ضلع پنجوائی.................بارودی سرنگ دھماکہ.................فوجی گاڑی تباہ.........6 فوجی اہل کار ہلاک

رہے۔(۱) مسلمانوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح (۲) اس بات کا اندازہ لگانا کہ دعوت جہاد کی مقبولیت اور پذیرائی کے کتنے امکانات ہیں اور اس کے لیے کس قدر مزید محنت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ سید صاحب کے مشن 'احیائے خلافت اسلامیہ' کی کامیابی کا انحصار انہی دو باتوں پر تھا۔

"دوآبہ" کا دورہ:

سب سے زیادہ خطوط میرٹھ، مظفر نگر اور سہارن پور سے آئے تھے اور یہ علاقہ گنگا و جمنا کے درمیان واقع ہے اس لیے یہ علاقہ "دوآبہ" کہلاتا ہے اور اس مناسبت سے ان علاقوں کے دورے کو "دوآبے کا دورہ" کہا جاتا ہے۔

سید صاحب کا یہ پہلا تبلیغی اور دعوتی کا دورہ ۱۲۳۴ھ میں ہوا۔ اس سفر میں مولانا عبدالحئیؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کے علاوہ ستر آدمی شریک تھے۔ آغاز دورہ سے پہلے ہی اس کی شہرت عام ہوگئی تھی اس لیے یہ قافلہ جہاں جہاں بھی گیا لوگ پہلے سے انتظار میں تھے اور ہر جگہ آپ کے پہنچتے ہی لوگوں کا جم غفیر جمع ہو جاتا۔ عوام و خواص جوق در جوق خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے، ہر وقت بیعت کرنے والوں کا ہجوم رہتا۔ علاقے کے امرا اور نواب خدمت و مہمان نوازی کو سعادت سمجھتے۔ چھ ماہ میں آپ نے یہ پہلا تبلیغی اصلاحی دورہ مکمل فرمایا۔

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں:

"آپ کا پورا سفر باران رحمت کی طرح تھا کہ جہاں سے گزرتا ہے سرسبزی و شادابی، بہار و برکت چھوڑ جاتا ہے دیکھنے والوں کا متفقہ بیان ہے کہ جہاں آپ تھوڑی دیر ٹھہر گئے وہاں مساجد میں رونق، اللہ و رسول کا چرچا، ایمانوں میں تازگی، اتباع سنت کا شوق، اسلام کا جوش پیدا ہوگیا اور کہیں کہیں شرک و بدعت اور رفض کا بالکل خاتمہ ہوگیا اور جو بستیاں اور مقامات آپ کے قدوم سے محروم رہے وہ ان نعمتوں سے محروم رہے۔ سالہا سال تک یہ اثر اور فرق رہا، راقم سطور کے والد مولانا سید عبدالحئی صاحبؒ اپنے سفرنامہ "ارمغان احباب" میں مولانا ذوالفقار علی والد شیخ الہند صاحبؒ کے یہ الفاظ نقل کرتے ہیں کہ "سید صاحب اس نواح (دیوبند و سہارنپور) کے اکثر قصبہ جات میں تشریف لے گئے وہاں اب تک خیر و برکت ہے اور دو ایک گاؤں اور قصبے ایسے ہیں جہاں نہیں گئے وہاں اب تک وہی نحوست اور شامت باقی ہے" چنانچہ منگلور نہیں گئے وہاں کے لوگوں میں وہی جہالت و قساوت ہے اور ایک مختصر گاؤں ہے جہاں مسلمانوں کے دو چار گھر ہیں اتفاقاً سید صاحب کسی ضرورت سے وہاں گئے وہاں بھی خیر و برکت پائی جاتی ہے گویا ایک نور مستطیل ہے کہ جدھر جدھر وہ گئے ادھر ادھر وہ پھیل گیا ہے......اس تمام سفر میں مولانا محمد اسماعیلؒ اور مولانا عبدالحئیؒ ہم رکاب تھے۔ ان کے مواعظ سے بہت اصلاح و انقلاب ہوا۔ اس ایک سفر نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے مشائخ کا تزکیہ باطن اور بڑے بڑے علما و مصلحین کی برسوں کی تربیت ظاہر کرتی ہے۔ ہر ہر جگہ سیکڑوں آدمی متقی، متورع، عابد، متبع سنت اور ربانی بن گئے۔ ہزاروں فاسق، صالح اور اولیاء اللہ ہوگئے، بیسیوں آدمی قتل کے ارادے سے آئے اور جاں نثار بن کر گئے اور گھر بار چھوڑ کر آپ کے ساتھ ہوگئے یہاں تک کہ میدانِ جنگ میں شہید ہوگئے"۔

سفر حج سے پہلے دو سال دو ماہ آپ اپنے وطن رائے بریلی مقیم رہے۔ قیام وطن کے اس عرصے میں آپ نے جو خدمات جاری رکھیں وہ بنیادی طور پر چار قسم کی تھیں۔

۱۔ اطراف و جوانب کے تبلیغی و اصلاحی دورے

۲۔ مختلف طبقات اور افراد کی باہمی کشمکش کو مٹانا

۳۔ رفقائے سفر اور ارادت مندوں کو جہاد کی تیاری پر بطور خاص متوجہ فرمانا

۴۔ متفرق دینی و اصلاحی خدمات

آپ کے قافلے میں دیگر رفقا و مریدین کے علاوہ اہم علمی و روحانی شخصیات بھی شریک سفر تھیں۔ جن میں نمایاں طور پر مولانا عبدالحئیؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ، حاجی عبدالرحیم ولایتیؒ (حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے دادا پیر)، حضرت شاہ ابوسعید نقشبندی مجددی دہلویؒ ہیں۔ آپ نے اپنے رفقا کی ظاہری و باطنی تربیت اور مجاہدات و ریاضات پر خاص توجہ مرکوز رکھی کیونکہ انہی افراد نے آگے چل کر 'احیائے خلافت اسلامیہ' کی تحریک میں اپنی آہ سحر گاہی، نالۂ نیم شبی اور اپنے خون سے رنگ بھرنا تھا۔ اصلاح و تربیت کے لیے مولانا عبدالحئیؒ و شاہ اسماعیل شہیدؒ جیسے نامور علمائے دین اور حاجی عبدالرحیمؒ ولایتی و شاہ ابوسعید مجددیؒ جیسے عارف کامل اور اصحاب باطن کی موجودگی و رفاقت بہت بڑی نعمت تھی۔ یوں آپ کا چھوٹا سا گاؤں رائے بریلی ایک ہی وقت میں بارونق خانقاہ، آباد دینی مدرسہ اور مجاہدات سے بھرپور میدان جہاد بنا ہوا تھا۔ خود سید صاحبؒ وعظ و تبلیغ کے علاوہ مشقت کے کاموں میں بھی اپنے رفقا کے ساتھ شریک رہتے۔ اسی طرح علما و مشائخ بھی بڑے ذوق سے مشقت کے کاموں میں حصہ لیتے، لکڑیاں چیرتے، گھاس کاٹتے، اینٹیں تھاپتے، مسجدیں تعمیر کراتے، فقر و فاقے کی نوبت آتی مگر سب ایک محویت و جذب کے عالم میں خوش رہتے، نہ کسی کو شکوہ نہ شکایت۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

26 جنوری: صوبہ کنڑ............ضلع وٹہ............افغان فوج کی گشتی پارٹی پر گھات لگا کر حملہ............7 اہل کار ہلاک

خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام تک یہ جنگ جاری رہے گی......

محترم مفتی ولی الرحمٰن حفظہ اللہ (امیر تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود) کا انٹرویو

ســــوال: مجاہدین پر اعتراض کرنے والوں کا بڑا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ نوجوان لڑکے ہی ہیں، انہیں علمائے کرام کی حمایت حاصل نہیں۔کیا مقامی علما جہاد میں شریک ہیں اور مجاہدین کے ہم رکاب ہیں؟ اور کیا پاکستان کے جید علما کی تائید بھی آپ کے ساتھ شامل ہے؟

مـفـتـی ولـی الـرحـمـن صاحب: ہمارے علما پہلے روز سے ہی ہمارے ساتھ جڑے ہوئے ہیں، الحمدللہ۔وہ ہمارے ساتھ جہادی سفر میں پوری طرح سے شریک ہیں اور مختلف محاذوں پر دوران جہاد پاکستانی فوج کے خلاف بھی اور امریکی فوج کے خلاف بھی لڑتے ہوئے شہید ہوئے ہیں۔اب بھی میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے ساتھ علما کی اکثریت کی تائید شامل ہے۔امر بالمعروف کا شعبہ علما کی زیر سرپرستی چل رہا ہے۔اسی طرح ہماری شوریٰ......جو ابتدائی طور پر پندرہ افراد پر مشتمل ہے، اُس میں ۱۳ علمائے کرام ہیں۔مجاہدین کی اصلاح کے حوالے سے ہم نے ایک پروگرام تشکیل دیا ہے جسے چلانے والے علمائے کرام ہی ہیں......اس کے علاوہ ہمارے جتنے بھی حلقے ہیں......محسود کی سطح پر ہمارے ۲۸ حلقے ہیں......ان میں سے تقریباً ۸۵ فی صد حلقوں میں علمائے کرام ہی ذمہ دار ہیں۔ہمارے جہاد کا تو مقصد ہی نفاذ شریعت ہے......اور شریعت کو علما کے بغیر جاننا، اُس کو سمجھنا اور اُس کو عملی طور پر منطبق کرنا ممکن نہیں......لہٰذا ہم تو علما کے قدموں میں بیٹھنے والے لوگ ہیں، اُن کے خادم ہیں۔اسی لیے علمائے کرام کو ہم اپنا راہبر اور رہ نما تصور کرتے ہیں اور علما کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں۔

پاکستان کے علما کے حوالے سے عرض ہے کہ تمام مدارس کے علما سے ہمارے اچھے روابط ہیں، اُن کے ساتھ وقتاً فوقتاً مشاورت کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے اور اُنہی کے مشوروں کے مطابق اپنی ترتیب کو چلا رہے ہیں اور اُن کے فتاویٰ اور آرا کے مطابق ہم اپنے پروگرام کو آگے بڑھاتے ہیں۔

سوال: مجاہدین کی دینی، اخلاقی اور شرعی تربیت کا آپ نے کیا انتظام کیا ہے؟

مفتی ولی الرحمن صاحب: اس حوالے سے ہم نے ایک شعبہ تشکیل دیا ہے دعوت والارشاد کے نام سے......علما کی سرپرستی میں وہ شعبہ کام کر رہا ہے......اس شعبہ کے ذریعے ساتھیوں کے اعمال کی اصلاح اور اُن کی معاشرت، رہن سہن کے طریقے شرعی بنیادوں پر استوار کرنے کا کام جاری ہے۔یہ تو ہر مومن کی بنیادی ذمہ داری ہے اور مجاہدین کی تو بدرجۂ اولیٰ یہ ذمہ داری ہے کہ ہر وقت اپنی اصلاح فکر میں رہیں۔مختلف دورہ جات کے ذریعے، ہفتہ وار اور دس دس دنوں کے دوروں کے ذریعے مجاہدین کی فکری اور نظریاتی تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔اس حوالے سے ہر گروپ کو پانچ مراحل سے گزارا جاتا ہے جن میں ہر مرحلے میں اہم دورہ جات کا انتظام ہوتا ہے۔

ســوال: امریکہ کی اتحادی پاکستان کی سیکورٹی فورسز کا کیا حکم ہے اور آپ کس شرعی دلیل کی بنیاد پر اُن سے جہاد کر رہے ہیں؟

مـفـتـی ولـی الـرحـمـن صاحب: شرعاً تو یہ فوج پہلے ہی سے اس قابل تھی کہ اس کے خلاف ہم خروج کرتے مگر حالات کو دیکھتے ہوئے ہماری حکمت عملی یہ تھی کہ ہم اپنی تمام تر توانائی امریکیوں اور نیٹو کی افواج کے خلاف صرف کریں لیکن چونکہ پاکستانی فوج نے بار بار ہمارے علاقوں پر چڑھائی کی اور یہاں پر مختلف اوقات میں آپریشنز کیے، یہاں کی آبادیوں کو مکمل طور پر تہس نہس کر دیا، عام لوگوں اور مجاہدین کو بڑی تعداد میں شہید بھی کیا اور امریکیوں کے ہاتھوں بیچا بھی۔لہٰذا جب ابتدا پاکستانی فوج کی طرف سے ہوگئی تو ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ ہم ان کے خلاف مسلح جدوجہد شروع کریں۔یہ تو خروج علی الطاغوت ہے......ایک طاغوتی قوت کے خلاف ہم نے خروج کیا ہوا ہے......ہم تو ایک طاغوت کے خلاف لڑ رہے ہیں......ہم بانگِ دہل اس بات کو کہنا چاہتے ہیں کہ ہم اسلامی خلافت کے داعی ہیں اور اُس وقت تک یہ جنگ جاری رہے گی جب تک یہاں خلافت علی منہاج النبوۃ قائم نہ ہو۔

سوال: مسلمانوں کے خون کو ناحق بہانے کے حوالے سے آپ کا کیا نقطہ نظر ہے؟

مـفـتـی ولـی الـرحـمـن صاحب: اس حوالے سے شریعت نے مکمل رہ نمائی دی ہے اور وہی ہمارا موقف ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّداً فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِداً فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَاباً عَظِيْماً (النساء: ۹۳)

''اور جو شخص مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا اور خدا اس پر غضب ناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کے لیے اس نے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے''۔

لہٰذا اس کو کسی درجے میں بھی جائز سمجھنا اور اس کا ارتکاب کرنا بالکل غلط ہے۔عامۃ المسلمین میں دھماکے اور بازاروں، مساجد اور اس طرح کے عوامی مقامات پر دھماکے جو ہو رہے ہیں......ہم ان سے واضح طور پر برأت کا اعلان کرتے ہیں اور اس کو حرام سمجھتے

26 جنوری: صوبہ کنڑ............ضلع غازی آباد............افغان نیشنل آرمی کی بیس پر شدید حملہ............12 فوجی ہلاک............متعدد زخمی ہوگئے............بیس کو بھی شدید نقصان پہنچا

ہیں......کسی درجے میں بھی ہم اس کے قائل نہیں ہیں۔

سوال: حکومت میڈیا پر طالبان کو سی آئی اے، را اور موساد کا ایجنٹ کہتی ہے، اس الزام کی وضاحت آپ کیسے کریں گے؟

مفتی ولی الرحمن صاحب: اس طرح کے الزامات ہم بھی سنتے رہتے ہیں......ہمارا کردار تو اس حوالے سے بہت ہی واضح ہے کہ ہم تو صرف اور صرف اللہ، اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کی عطا کردہ شریعت کے ایجنٹ ہیں......ہم اپنی جانوں، اموال اور گھر بار، بیوی بچوں کی قربانیاں محض اللہ رب العزت کی خاطر ہی دے سکتے ہیں......اپنا گھر بار، جان و مال قربان کرنا نہ اسرائیل کے لیے ہوسکتا ہے، نہ انڈیا کے لیے ہوسکتا ہے اور نہ امریکہ کے لیے ہوسکتا ہے......یہ تو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قربانیاں دی جارہی ہیں......جب کہ ہمارے دشمن جو یہ الزام لگاتے ہیں......اُن کے متعلق آپ بھی روزانہ سنتے ہیں کہ آئے روز اُن کے پاس امریکہ کا کوئی نہ کوئی اہل کار آیا رہتا ہے۔حتیٰ کہ کوئی ایک امریکی سینئر اہل کار اگر اسلام آباد سے واپسی کا سفر شروع کرتا ہے تو اُسی لمحہ کوئی دوسرا امریکی آموجود ہوتا ہے......مسلسل ہدایات اور مسلسل ڈکٹیشن لینا اور وہاں سے مختلف مدات میں پیسے وصول کرنا......مجاہدین کو بیچ کر اُن کی رقوم وصول کرنا ہمارے دشمنوں ہی کا شیوہ ہے۔جب جنوبی وزیرستان کے محسود علاقے میں آپریشن شروع ہو رہا تھا تو اُسی دن امریکہ نے پاکستان کے لیے ایک مالیاتی پیکج کا اعلان کیا اور اسی طرح شمالی وزیرستان میں آپریشن کے لیے بھی اِن کا آقا امریکہ ان پر مسلسل دباؤ ڈال رہا ہے اور پاکستان محض اپنے دام بڑھا رہا ہے......تو ہمارے یہ دشمن تو دن دیہاڑے امریکہ کی چاکری کرتے ہیں اور اُس سے چاکری کی قیمت بھی وصول کرتے ہیں لیکن پھر بھی اپنے آپ کو 'امریکی ایجنٹ' نہیں کہتے بلکہ یہ پروپیگنڈہ ہمارے حوالے سے کیا جاتا ہے جب کہ ہمارے حوالے سے اُن کے پاس اتنا بھی ثبوت نہیں ہے کہ ہم نے امریکہ یا دیگر کفار سے بندوق کی ایک گولی تک لی ہو......

سوال: امارت اسلامیہ افغانستان اور امیر المومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ سے آپ کے تعلقات کس نوعیت کے ہیں؟ کیا آپ اُن کی بیعت میں ہیں؟ یا آپ کے اور اُن کے درمیان اختلافات موجود ہیں؟ پچھلے چند سالوں میں میڈیا نے 'پاکستانی طالبان' اور 'افغانی طالبان' کی اصطلاح پیش کی ہے اور ہر وقت اسی کا راگ الاپتے رہتے ہیں۔

مفتی ولی الرحمن صاحب: امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ، ہم تمام مجاہدین کے شرعی امیر ہیں اور ہم تمام ہی اُن سے بیعت ہیں، میں خود مولانا جلال الدین حقانی حفظہ اللہ کے واسطے سے اُن سے بیعت ہوں۔اُن کا ہر امر جو شریعت کی حدود میں ہو ہم اپنے اوپر واجب سمجھتے ہیں......تو اُن سے اختلاف رکھنا یا اُن سے کسی درجے میں معمولی سی غلط فہمی اور اختلاف رائے رکھنے کا تاثر دینا قطعاً بے بنیاد ہے، اس میں کوئی صداقت نہیں ہے۔یہ جو اصطلاح آپ بیان کر رہے ہیں کہ افغانی طالبان اور پاکستانی طالبان......یہ ان ایجنسیوں کے اور پاکستانی معاشرے کے خاص طبقے کے خبثِ باطن کا مظہر ہیں......اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

سوال: اسی طرح القاعدہ اور بیرونی مجاہدین کے ساتھ آپ کے تعلقات کس نوعیت کے ہیں؟

مفتی ولی الرحمن صاحب: اس سلسلے میں بھی یہی عرض ہے کہ چونکہ القاعدہ عالمی جہاد کی داعی جماعت ہے اور اُنہوں نے جو کارنامے سرانجام دیے، اللہ تعالیٰ اُنہیں شرفِ قبولیت عطا فرمائے......میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں اپنے علاقے اور گھر بار کو چھوڑا......اس بے سروسامانی اور مسلسل ہجرت کے باوجود بھی اُنہوں نے امریکہ سمیت تمام طاغوتی طاقتوں کو ناکوں چنے چبوائے......شیخ اسامہؒ نے جو کارنامہ سرانجام دیا گیارہ ستمبر کے معرکہ کی صورت میں......میں سمجھتا ہوں کہ اسلام اور صلیب کے درمیان جو اصل معرکہ ہے وہ وہاں سے شروع ہوا......مسلم امہ میں اُنہوں نے جہاد کی ایک روح پھونکی ہے......لہٰذا اُن سے اختلاف کرنا بلکہ اختلاف کا تصور بھی کرنا محال ہے......وہ ہمارے اکابرین ہیں اور اُن کے پروگرامات اور ترتیبات سے ہم سو فی صد متفق ہیں اور اُن کی اعلیٰ اور ادنیٰ قیادت سے ہمارے الحمدللہ وقتاً فوقتاً رابطے ہوتے رہتے ہیں......مختلف امور میں ہم اُن سے آرا و مشورے طلب کرتے رہتے ہیں......وہ ہر حوالے سے ہماری رہنمائی بھی کرتے ہیں اور ہم اُن کی مدد کرنا اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں۔ہمارے درمیان الحمدللہ مکمل ہم آہنگی ہے۔

سوال: مجاہدینِ تحریک طالبان پاکستان کے مابین اختلافات کو حکومت بہت اچھالتی ہے۔پاکستانی میڈیا میں آپ کے اور امیر حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ کے مابین اختلافات کو بہت بیان کیا جاتا ہے۔ان اختلافات کے حوالے سے آپ قارئین نوائے افغان جہاد کو کیا بتانا چاہیں گے؟

مفتی ولی الرحمن صاحب: جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ یہ سب ان ایجنسیوں کے خبثِ باطن کا مظہر ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں......جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ یہ دور دوبدو جنگ سے زیادہ میڈیا وار کا دور ہے......تو اس طرح کی خبریں پھیلانا ہمارے دشمنوں کی طرف سے اسی میڈیا وار کا حصہ ہے۔ہمارے اور امارت اسلامی افغانستان کے اختلافات کا شوشہ......القاعدہ اور ہمارے درمیان کشیدہ تعلقات کا واویلا اور امیر حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ اور ہمارے درمیان اختلافات کا پروپیگنڈہ......یہ سب سراسر جھوٹ ہے اور میڈیا اور ذرائع ابلاغ کی اپنی گھڑی ہوئی کہانیاں ہیں جنہیں یہ تواتر سے بیان کرتے ہیں......ان میں رتّی برابر کوئی حقیقت نہیں ہے......ہمارے درمیان اس طرح کے اختلافات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا......اور یہ اختلاف ہو بھی کیونکر سکتا ہے جب کہ ہم عقیدے کے لحاظ سے بھی ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور ہمارے مقاصد اور منزل بھی ایک ہی ہے یعنی شریعت اسلامی کا نفاذ......تو اختلاف کی کوئی گنجائش باقی

26 جنوری: صوبہ ہلمند......ضلع سنگین......غیرت مند دکان دار کا چاقو سے حملہ......2 مسلح امریکی فوجی مار ڈالے

نہیں رہتی کہ ہم آپس میں الجھیں اور تنازعات کا شکار ہو جائیں جب کہ ہمارے مقابلے میں پوری دنیا کی صلیبی اور صیہونی قوت مجتمع ہے......ایسے حالات میں آپس کے اختلافات کا شکار ہونا' میں قطعی طور پر حرام سمجھتا ہوں۔

سوال: آخر میں آپ نوائے افغان جہاد کی وساطت سے دین سے محبت رکھنے والے مسلمانوں کو کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

مفتی ولی الرحمن صاحب: مسلمانوں کے نام میرا یہی پیغام ہے کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ امت مسلمہ ہر جگہ مغلوب ہے اور ہماری ہزاروں بہنیں اور بھائی قید خانوں میں صعوبتیں جھیل رہے ہیں......اور کفری افواج متحد ہو کر ہمارے ممالک میں آ کر دندناتی پھر رہی ہیں......وہ ہمارے شہروں پر، ہماری آبادیوں پر، ہماری مساجد پر اور جتنے بھی شعائر اللہ ہیں اُن پر چڑھ دوڑے ہیں......لہٰذا میری تمام مسلمانوں سے یہی درخواست ہے کہ وہ اس دور کو اور اس کی نزاکت کو سمجھیں اور پھر ہر فرد اس بات کا خود ہی تعین کرے کہ کفر و اسلام کے اس معرکے میں مَیں کس صف میں کھڑا ہوں؟

خاص طور پر علمائے کرام اور وہ لوگ جو دین سے اپنی نسبت پر فخر کرتے ہیں' اپنے آپ کا تعین کر لیں کہ وہ اس جنگ میں کہاں کھڑے ہیں؟ اسلام کی صف میں کھڑے ہیں......تو کس درجے میں ہیں؟ اگر اسلام کی صف میں وہ نہیں کھڑے ہوئے تو پھر کس صف میں آپ موجود ہیں؟ آج اگر ہم نے اسلام کی پکار کو نہ سنا تو شاید ہماری آئندہ کئی نسلیں اس غلامی کے چنگل سے نہ نکل سکیں......لہٰذا ہمیں کفر کی یورش کے خلاف مضبوطی اور عزیمت کے ساتھ کھڑے ہونا ہے اور کفار کے تمام تر پروپیگنڈوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس راستے پر استقامت سے چلنا ہے۔

میں تمام مسلمانوں سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کام میں دیر نہ کریں۔ کفر کے خلاف صف آرا ہونے میں سستی کا مظاہرہ نہ کریں اور طاغوتی نظام اور طاغوتی حکمرانوں سے برأت کا اظہار کریں، یہی وقت کی پکار اور یہی میری تمام مسلمانوں سے اپیل ہے۔

☆☆☆☆☆

''ہم پوری تاکید کے ساتھ یاد دلاتے چلیں کہ ہمارا راستہ جہاد کا راستہ ہے اور ہم اللہ سے اپنے وعدے کو پورا کر کے رہیں گے! ہم اس کے مقابلے میں دنیا کی آسائشوں کو حقیر سمجھتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب اور اپنے کلمے کو سربلند کر دے یا ہم اس کے دفاع میں شہید ہو جائیں۔ ہم اس عزم کے ساتھ اس راستے پر چلے ہیں کہ واپسی کا راستہ نہیں چھوڑا! ہم نے جہاد کا علم بلند کر دیا ہے اور اپنی تیز تلواریں نیاموں سے نکال لی ہیں! دفاع کا پرچم اٹھا لیا ہے اور نیزے تھام لیے ہیں!!!'' (شیخ ابومصعب الزرقاویؒ)

بقیہ: پاکستانی ریاست و دستور، تاریخ کے آئینے میں

جس کی دلیل طلب کرنے کی بجائے پاکستان کی ساٹھ سالہ تاریخ پر نگاہ ڈال لینی چاہیے کہ پاکستان کہاں سے چلا تھا اور کن کن مراحل سے گزرتا ہوا آج کہاں آن کھڑا ہے......بلکہ یوں کہنا بہتر ہو گا کہ......کس گڑھے میں جا گرا ہے؟ آج پاکستان کی حیثیت امریکی فوج اور امریکی خفیہ ایجنسیوں کو خدمات مہیا کرنے والی ایک کمپنی کی سی ہے۔ اس ملک کے قائدین اور سیاست دانوں کی بھاگ دوڑ کا کُل مقصود یہ ہے کہ کسی طرح اپنے آپ کو ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے نام سے لڑی جانے والی امریکہ و مغرب کی اسلام دشمن صلیبی مہم میں باقیوں سے بڑھ کر امریکہ کا وفادار ثابت کر پائیں۔ امریکہ کی رضا کی خاطر آج دین و عقیدے اور نظریہ پاکستان سمیت ہر شے قربان کی جا چکی ہے۔

پاکستان بننے کے بعد سے اس حکمران طبقے نے نا صرف نفاذِ اسلام کے جھوٹے وعدوں پر مشتمل ایک مغربی طرز کا دستور تشکیل دیا ہے بلکہ اس دستور میں مرحلہ وار ایسی عبارتیں بھی شامل کروائی ہیں جو ان کی بے راہ روی اور فساد کو تحفظ دے سکیں۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ''رشوت'' پاکستان کے سیاسی معاملات میں ایک اہم ترین عامل بن چکی ہے۔ جب بھی کوئی نیا حکمران آتا ہے تو ارکانِ پارلیمان اور سیاست دانوں کو مٹھی میں لینے کے لیے امت کا مال رشوت کے طور پر بے دردی سے لٹاتا ہے۔ پھر انہی عوامی نمائندوں سے ایسی دستوری ترامیم منظور کرواتا ہے جو اسے ہر قسم کی جواب دہی اور محاسبے سے تحفظ فراہم کرتی ہیں۔

گزشتہ برسوں میں ساری دنیا نے ہی پاکستانی سیاسی اکھاڑے کے تماشے دیکھے کہ کس طرح پرویز نے فوجی انقلاب کے ذریعے حکومت پر قبضہ کیا اور اس بات کا دعویٰ کیا کہ جلد ہی ملک کو رشوت، فساد اور بدعنوانی سے پاک کر کے ملکی خزانے سے لوٹا ہوا مال سیاست دانوں سے واپس لے گا۔ لیکن چند ہی سال بعد اس نے ایسے لوگوں کے ساتھ سیاسی معاہدے کر لیے جنہیں وہ خود کل تک 'چور' کہتا تھا اور پاکستان اور یورپ میں ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرتا پھرتا تھا۔ ان میں سرفہرست بے نظیر بھٹو اور آصف زرداری کے نام تھے۔ زرداری کو پرویز ہی نے جیل سے رہا کیا، پھر دنیا کو یہ تماشہ بھی دیکھنے کا ملا کہ چوروں کا سردار......کل کا ''مسٹر ٹین پرسنٹ''......فوج اور امریکہ کو راضی کر کے صدرِ پاکستان بن گیا۔ البتہ اس رضا کے حصول کے لیے زرداری کو یہ عہد و پیمان پیشگی طور پر کرنے پڑے کہ وہ امریکہ کی اسلام مخالف جنگ میں اس کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرے گا۔ ان چند مثالوں ہی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پاکستان میں قائم فاسد ریاستی نظام ہر قانون سے بالاتر ہے......شرعی قانون تو دور کی بات، یہ نظام ملک میں رائج خود ساختہ (وضعی) قوانین کی گرفت سے بھی آزاد ہے۔

☆☆☆☆☆

27 جنوری: صوبہ قندھار.........ضلع پنجوائی.........امریکی فوجی مرکز پر حملہ.........متعدد فوجی گاڑیاں تباہ.........25 امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے

باگرام ایئر بیس پر صلیبی کفار کے ہاتھوں جلائے گئے قرآن مجید کے نسخے

ننگرہار میں نیٹو طیاروں کی بمباری سے شہید ہونے والے معصوم بچے

افغان جنگ میں معذور ہونے والے صلیبی فوجی

اگست 2011 ۔ پروان میں امریکی مرکز پر راکٹ حملے کے بعد کا منظر

مجاہدین کے ہاتھوں تباہ ہونے والا امریکی ہیلی کاپٹر

امریکی تابوت وطن روانگی کے لیے تیار ہیں

بگرام ائیر بیس پر میزائل حملے میں 2 میزائل کیمپ کے اندر لگنے سے کیمپ میں تباہی پھیلی ہوئی ہے

11 جنوری قندھار میں پولیس ہیڈکوارٹر پر فدائی حملے کے بعد تباہی کا منظر

امریکی مرکز پر فدائی حملے کے مناظر

زخم دھوتے رہو، خود پہ روتے رہو

3 جنوری۔قندھار میں افغان پولیس کمانڈر کی گاڑی پر فدائی حملے کے بعد کا منظر

4 جنوری۔قندھار میں پولیس گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملے کے بعد تباہی کا منظر

19 جنوری۔قندھار میں پولیس کانوائے پر حملے کے بعد کا منظر

8 جنوری۔امریکی ہیلی کاپٹر کو نقصان پہنچنے کے بعد مرمت کیا جا رہا ہے

16 جنوری 2012ء تا 15 فروری 2012ء کے دوران میں افغانستان میں صلیبی افواج کے نقصانات

فدائی حملے:	4 عملیات میں 7 فدائین نے شہادت پیش کی	گاڑیاں تباہ:	87
مراکز، چیک پوسٹوں پر حملے:	113	ریموٹ کنٹرول، بارودی سرنگ:	228
ٹینک، بکتر بند تباہ:	118	میزائل، راکٹ، مارٹر حملے:	43
کمین:	74	جاسوس طیارے تباہ:	2
آئل ٹینکر، ٹرک تباہ:	43	ہیلی کاپٹر و طیارے تباہ:	7
مرتد افغان فوجی ہلاک:	680	صلیبی فوجی مردار:	527
سپلائی لائن پر حملے:	25		

۹ برس میں ۳۰ ہزار برطانویوں کا قبول اسلام

'الجزیرہ' کی رپورٹ

عرب خبر رساں ادارے ''الجزیرہ'' کے مطابق برطانیہ میں گزشتہ نو برس کے دوران میں ۳۰ ہزار برطانوی شہریوں نے اسلام قبول کیا ہے جب کہ اس کے علاوہ صرف گزشتہ برس ۵ ہزار دو سو افراد نے اسلام قبول کیا ہے۔ swansea یونیورسٹی سے جاری ہونے والی رپورٹ میں ان اعداد و شمار کا ذکر کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق ان افراد میں نصف سے زیادہ تعداد خواتین کی ہے جو اسلام قبول کرنے والوں کی ۶۲ فی صد بتائی گئی ہے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ یہ حیران کن بات ہے کہ جس زمانے میں اسلام کے بارے میں معاشرے میں منفی سوچ عام نہیں تھی اور اسلام کو فقط ایک آسمانی مذہب تصور کیا جاتا رہا اس زمانے میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں اتنا اضافہ کبھی نوٹ نہیں کیا گیا لیکن اچھنبے کی بات یہ ہے کہ حالیہ چند برسوں میں مغربی اقوام میں اسلام کی شدید مخالفت اور تنقید کی جاتی رہی ہے۔ اسلام مخالف لٹریچر اور منفی مواد بڑی کثرت سے عام کیے گئے۔ اسلام فوبیا اس وقت ایک پاپولر لفظ کی صورت اختیار کر چکا ہے لیکن مغربی معاشرے میں انتہائی سرعت کے ساتھ اسلام کے پیروکاروں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

برطانوی شہریوں کی جانب سے مسلمانوں کو جس سخت تنقید کا سامنا ہے کسی دوسرے مذہب کے پیروکاروں کو اس صورت حال کا سامنا نہیں ہے۔ پانچ برسوں کے دوران شائع ہونے والے لٹریچر کا ۳۲ فی صد حصہ اسلام مخالف مواد پر مشتمل رہا ہے۔ ایک سروے کے نتیجے میں سامنے آنے والی معلومات کے مطابق موجودہ اعداد و شمار سے معلوم ہو رہا ہے کہ ہر برس پانچ ہزار افراد اسلام قبول کر رہے ہیں۔ جب کہ یہ صورت حال صرف برطانیہ میں نہیں بلکہ اس سروے میں جرمنی اور فرانس کو بھی شامل کرنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ ان دونوں ممالک میں بھی اسلام قبول کرنے والوں کی سالانہ تعداد چار ہزار سامنے آئی ہے۔

برطانوی اخبار سنڈے ٹائمز کے مطابق جب سے جرمنی میں حجاب کے حوالے سے مباحثہ زور پکڑا ہے اس وقت سے اس میں کافی تیزی دیکھنے میں آئی ہے۔ اسلام قبول کرنے والے زیادہ تر افراد کا سابقہ تعلق عیسائی مذہب سے رہا۔ عجیب بات یہ ہے کہ اتوار کے روز کلیساؤں میں عبادت کے لیے آنے والے افراد کی تعداد میں حیران کن کمی دیکھی جا رہی ہے۔ لندن کے ریجنٹس پارک کی مرکزی مسجد میں نماز کی ادائیگی کے دوران میں مرد نمازیوں کے مقابلے میں خواتین کی تعداد تین گنا زیادہ ہوتی ہے، جن میں اکثر کی عمریں تیس سال سے کم ہوتی ہیں۔ جائزے کے مطابق اسلام قبول کرنے والی لڑکیوں میں زیادہ تر تعداد کالج و یونی ورسٹیوں کی طالبات کی ہے۔

ایک وکیل جون بیلی کا کہنا ہے کہ وہ ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہوئی ہے جہاں اسلام کے حوالے سے کوئی ذکر سننے میں نہیں آیا بلکہ یہ کہنا بے جا نہیں کہ اس نے کبھی مسلمان کو نہیں دیکھا تھا۔ اس وقت وہ یونی ورسٹی میں پڑھ رہی تھی جہاں وہ مسلمان طلبہ کو دیکھ کر ان کی زندگی میں ایک قسم کا چین و سکون محسوس کرتی تھی جب کہ اسے ہر وقت عجیب طرح کی پریشانی، دکھ اور انجانا سا خوف محسوس ہوتا تھا۔ کافی عرصے کی تلاش و جستجو کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی کہ جس چیز کی میں متلاشی ہوں وہ اسلام میں ہے۔ وگرنہ دنیا کی ہر سہولت میرے پاس موجود ہے پھر بھی نہ جانے کیوں زندگی انتہائی پھیکی اور بے مزہ ہے۔ اس کے بعد اس نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا اور آج سات سال گزرنے کے بعد وہ انتہائی خوش و خرم زندگی گزار رہی ہے۔ فرانس سے تعلق رکھنے والی ایک طالبہ کا کہنا تھا کہ اس نے ہسپانیہ کی مسلم تاریخ پڑھ کر اسلام قبول کیا اور ابھی وہ عربی سیکھ کر قرآن مجید کی تفسیر پڑھ رہی ہے۔ فلسطین پر اسرائیل کے حملے کے دوران میں وہ ایک رفاہی تنظیم کے ساتھ غزہ بھی گئی تھی جہاں دن گزار کر وہ مزید متاثر ہو گئی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بہت زیادہ مطالعہ کرتی ہے جو اس کے لیے انتہائی خوش کن اور باعث مسرت امر ہے۔

ایک سروے کے نتیجے میں سامنے آنے والی معلومات کے مطابق موجودہ اعداد و شمار سے معلوم ہو رہا ہے کہ ہر برس پانچ ہزار افراد اسلام قبول کر رہے ہیں۔ اس سروے میں جرمنی اور فرانس کو بھی شامل کرنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ ان دونوں ممالک میں بھی اسلام قبول کرنے والوں کی سالانہ تعداد چار ہزار سامنے آئی ہے۔

ان خواتین اور مردوں کے سروے سے یہ بات آشکارا ہو گئی کہ اکثر مرد اور خواتین کے اسلام قبول کرنے کا سبب اسلام کا ازدواجی نظام، معاشرتی حسن، پڑوسی کے ساتھ معاملہ، رشتہ داری کی پاس داری اور قرابت داری کا لحاظ تھا۔ مغربی نظام میں جہاں زندگی کے ہر موڑ کو مشکلات کا سامنا ہے، بداعتمادی کی فضا قائم ہے، بے وفائی اور خود غرضی عام ہے، وہاں اسلامی اصولوں کے سائے میں انتہائی سکون اور اطمینان پایا جاتا ہے۔

27 جنوری: صوبہ غزنی.............ضلع دہ یک.............مجاہدین امریکی ڈرون طیارہ مار گرایا

امریکی افواج کے انسانیت کش جرائم

محمد امجد چودھری

گذشتہ دنوں مغربی صحافی لینڈا ہرڈ کا ایک مضمون گلف نیوز میں شائع ہوا، جس میں اس نے مختلف ممالک میں امریکی افواج کے ہاتھوں ظلم وتشدد، انسانیت سوز اور جنگی قیدیوں اور نعشوں کی بے حرمتی کے واقعات کا جائزہ لے کر امریکہ کی اخلاقیات اور انسانی ہمدردی کے دعووں کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔ امریکی عوام عام طور پر اپنے فوجیوں کے لیے بڑی تعظیم رکھتے ہیں۔ امریکی صدر، حکومت، کانگریس، امریکی ذرائع ابلاغ اور ہالی وڈ اپنے سپاہیوں، میرینز اور سپیشل فورسز کو ایسا پیش کرتے ہیں جیسے وہ اعلیٰ اخلاق کے پیکر ہوں، اپنی قوم کے لیے جان کی قربانی کے لیے تیار ہوں، جیسے پوری انسانیت کے لیے نجات دہندہ ہوں کہ انہوں نے کئی ممالک کے عوام کو ڈکٹیٹروں کے چنگل سے ''نجات'' دلائی۔

امریکی اسٹیبلشمنٹ اپنے ان ''بہادر'' افسروں اور جوانوں کو خوب صورت میڈلوں سے زیب تن کر کے ان کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ امریکی میڈیا انہیں افغانستان اور عراق میں بچوں میں مٹھائیاں تقسیم کرتے ہوئے دکھا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ ان جیسا ہمدرد شاید ہی اس دنیا میں کوئی ہو۔ ہالی ووڈ کی فلموں میں صرف امریکہ کی دشمن افواج ہی لوگوں کے قتل عام، جنسی جرائم اور تشدد میں ملوث نظر آتی ہیں، جب کہ امریکی میرینز انسانیت کے خیرخواہ اور نجات دہندہ کے روپ میں دکھائے جاتے ہیں۔

ویت نام میں جہاں امریکی افواج نے عوام پر تشدد، ظلم و جبر کے پہاڑ توڑ ڈالے اور شہریوں سے ایسا انسانیت سوز سلوک روا رکھا کہ دنیا ہل کر رہ گئی۔ امریکی فوج نے اپنی ''نیک نامی'' بچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی مگر پھر بھی حقیقت دنیا کے سامنے آ کر رہی۔ آج جب کہ انٹرنیٹ عام ہے، امریکی افواج کی مختلف علاقوں میں ظلم وتشدد اور انسانیت سوز سلوک کی داستانیں کیوں کر چھپ سکتی ہیں لیکن اس کے باوجود طاقت ور امریکی میڈیا، ہالی ووڈ فلمیں اور دیگر ادارے اپنے عوام کے ذہنوں میں اپنی افواج کی طرف سے عراق اور افغانستان میں ڈھائے جانے والے ظلم وتشدد اور بربریت کو کوئی اور ہی رنگ دینے میں مصروف ہیں۔ انہوں نے پورا زور لگایا کہ ابوغریب میں قید عراقیوں پر ذہنی، جنسی اور جسمانی تشدد کے واقعات کو امریکی فوج کے چند ''گندے انڈوں'' کے سر تھوپ کر اپنے امیج کو داغ دار ہونے سے بچا لیا جائے۔ یہ کوشش اس وقت اور بھی تیز کر دی گئی جب معلوم ہوا کہ عراقی قیدیوں پر ظلم وتشدد، انہیں برہنہ کرنا اور ان کے اہل خانہ کو دھمکیاں دینے کے طریقے امریکی اعلیٰ کمانڈ کی جانب سے باقاعدہ منظور کیے گئے تھے اور عراق پر قبضے کے فوراً بعد گوانتاناموبے میں ان سزاؤں پر کھلے عام عمل درآمد بھی کیا جاتا رہا۔

ابتدائی طور پر ان واقعات کی خبر کسی کو نہ ملی۔ نیوز ویک نے جب یہ خبر دی کہ گوانتاناموبے میں ایک امریکی اہل کار نے قرآن پاک کی بے حرمتی کی ہے تو وائٹ ہاؤس نے اس واقعہ سے انکار کر دیا۔ امریکی عوام نے بھی وائٹ ہاؤس کی حمائت کی جس کے بعد میگزین کو اس خبر کو واپس لینا پڑا۔ ۲۰۰۴ء میں اے بی سی کے کیمرہ مین نے فلوجہ عراق میں ایک امریکی میرین کارپورل کی ایک نہتے زخمی عراقی پر فائرنگ کرتے فلم بنا لی۔ اس میرین کو تو کوئی سزا نہ ملی مگر کیمرہ مین کو دھمکی آمیز ای میل ضرور ملنا شروع ہو گئیں۔ اسی طرح وکی لیکس نے بھی امریکی اپاچی ہیلی کاپٹرز کی جانب سے نہتے عراقیوں اور خبر رساں ادارے ''رائٹرز'' کے نمائندوں پر فائرنگ کی فلمیں ریلیز کیں۔ جن میں پائلٹ ایک سویلین وین پر فائرنگ سے پہلے آپس میں باتیں کرتے سنائی دیتے ہیں کہ ان کی نعشوں کو دیکھو لو، گڈ شوٹنگ......وغیرہ۔

گذشتہ مہینے افغانستان میں امریکی فوجیوں کی ایک ویڈیو سامنے آئی جس میں بربریت اور انسانیت سوزی کی تمام حدود کو پھلانگتے دکھائی دیے۔ اس ویڈیو میں چار امریکی میرینز جن میں دو نان کمیشنڈ افسر بھی شامل ہیں، طالبان کی نعشوں پر پیشاب کرتے اور قہقہے مارتے دکھائی دیتے ہیں۔ امریکی میرین کور کے جنرل جم ایموس نے کہا کہ وہ اس معاملہ کی تحقیقات کر رہا ہے۔ اس کا مزید کہنا تھا کہ یہ واقعہ امریکہ کی ان ''اعلیٰ اخلاقیات'' اور ''جنگی اقدار'' کے منافی ہے جس کا ''مظاہرہ'' وہ صدیوں سے کرتے چلے آ رہے ہیں۔ امریکی حکومت، جنرل اور میڈیا جو چاہے اسے رنگ دے یا ایسے واقعات پر پردہ ڈالے، یہ بات طے ہے کہ امریکی افواج کی مقبوضہ علاقوں میں انسانیت کے خلاف جرائم اور نعشوں کی بے حرمتی کرنے کی اعلیٰ سطح پر حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کیونکہ ان کے خیال میں دشمن کی بے حرمتی کر کے اس پر برتری پانا آسان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے طریقے امریکی افواج کا مستقل حصہ بن چکے ہیں۔

یہ تو ایسے واقعات ہیں جو شاید کبھی کبھار منظر عام پر آتے ہیں۔ مگر باقاعدہ حملے کی صورت میں بھی امریکی افواج نے کبھی دشمن کی شہری آبادی کا خیال نہیں رکھا۔ عراق اور افغانستان کے متعدد شہری علاقے تباہ کر دیے گئے اور وہاں بچوں، خواتین اور بوڑھوں سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

(بقیہ صفحہ ۴۲ پر)

27 جنوری: صوبہ لوگر.....................ضلع برکی برک.....................بارودی سرنگ دھماکہ.....................امریکی ٹینک تباہ.........2 امریکی فوجی ہلاک.........4 زخمی

نیٹو سپلائی......دل پھر طوافِ کوئے ملامت کو جائے ہے

سلسبیل مجاہد

مضمون کے آغاز میں ہی اگر گھسا پٹا پرانا لطیفہ آجائے تو طبیعت کافی مکدر اور بدمزہ ہوجاتی ہے، لیکن کیا کیجیے ہمارے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مسخرے قسم کے حکمرانوں اور ناپاک فوجیوں کا اور ساتھ ہی نام نہاد ''قومی'' رہنماوں کا کہ ان کی حرکات ہی ایسی ہیں کہ کوئی نہ کوئی گھسا پٹا پرانا لطیفہ ان پر اس طرح پورا اترتا ہے کہ جیسے ان کو دیکھ کر ہی وجود میں آیا تھا۔ تمہید لمبی کرنے کا کیا فائدہ......طبیعت تو بدمزہ ہو ہی گئی......اب لطیفہ بھی ملاحظہ فرمائیے ''کسی کنجوس کے پاس ایک نوکر عرصہ دراز سے ملازمت کر رہا تھا، رات دن محنت کے باوجود اس کی تنخواہ کافی قلیل تھی اور نہ کوئی اضافہ متوقع تھا، آخر ایک دن تنگ آکر اس نے مالک کے سامنے احتجاج کرنے کا فیصلہ کیا اور اس دن کے تمام کام چھوڑ بیٹھا ، مالک بڑا حیران ہوا، نوکر کی وفاداری بھی غیر مشروط تھی، پوچھ بیٹھا کہ کیا مسئلہ ہے، نوکر نے کافی غصہ میں عرض کیا کہ میری دن رات کی محنت، برسوں کی وفاداری کے باوجود مجھے آپ کی طرف سے کوئی خاطر خواہ تنخواہ نہیں دی جاتی، گھر والے بھی مجھے تنگ کرتے ہیں۔ میری تنخواہ میں فی الفور اضافہ کیا جائے ورنہ؟ مالک نے ساری تقریر سننے کے بعد اطمینان سے استفہام کیا 'ورنہ؟' نوکر بے چارہ رونی صورت بنا کر بولا ''ورنہ اسی پرانی تنخواہ پر کام کروں گا''۔

اس لطیفے کو سلالہ چیک پوسٹ پر حملے اور نیٹو سپلائی کی بندش سے بحالی تک کے تناظر میں دیکھا جائے تو امریکی کاسہ لیس نظامِ پاکستان کی تصویر نظر آتی ہے جس کی ساری گیڈر بھبھکیاں ایک 'ورنہ' پوچھنے پر اپنی اوقات پر آجاتی ہیں اور وہی ڈالروں کی بھیک مانگنے کے نئے انداز سامنے لاکر ''قومی غیرت'' کا واضح ثبوت دیا جاتا ہے۔

سلالہ چیک پوسٹ اور حکومتی غیرت :

مہمند ایجنسی میں سلالہ چیک پوسٹ پر ۲۶ نومبر ۲۰۱۱ء کو امریکی حملے میں (پاکستانی فوج کے بیان کے مطابق) ۲۴ فوجی مارے گئے تھے اس واقعہ پر غلاموں نے دکھاوے کے طور پر افغانستان میں نیٹو فورس کی سپلائی بند کردی تھی۔ تھوڑا اور ہیرو بننے کے لیے شمسی ایئر بیس خالی کروانے کا اعلان کیا گیا تھا اور مسئلہ افغانستان پر ہونے والی بون کانفرنس میں بھی شرکت نہیں کی۔ جواباً امریکہ نے وقتی طور پر پاکستانی خیرات روک دی گئی۔

سپلائی روکے جانے کے حکومتی دعوے ٹھس:

اسی دوران یہ خبریں بھی آتی رہیں کہ نیٹو رسد مکمل طور پر بند نہیں کی گئی اور اب یہ انکشاف کہ پاکستانی فضائی راستوں سے ترسیل سامان کے عنوان سے مقامی ایوی ایشنز یہ کام کر رہی ہیں۔ ایوی ایشن فوجی ترسیل کا اجازت نامہ نہ ہونے کے باوجود بااثر افسران کے گروپ کی پس پردہ پشت پناہی کے ساتھ خفیہ راستوں سے سپلائی جاری رکھے ہوئے ہے۔ ذرائع کے مطابق یہ سامان شارجہ سے لوڈ کیا جاتا اور صرف ایک کمپنی ماہانہ ۹۰ پروازوں کے ذریعے ناٹو سپلائی جاری رکھے ہوئے ہے۔ جس میں بھارتی طیارے بھی شامل ہیں جو کہ پاکستانی اڈوں پر سامان رسد لے جانے کے لیے خفیہ لینڈنگ کرتے ہیں۔ قبل ازیں امریکی محکمہ دفاع پینٹا گون بھی یہ تصدیق کرچکا ہے کہ امریکی فوج کو افغانستان میں رسد کی فراہمی پاکستان کے زمینی راستے سے روکی گئی ہے جب کہ فضائی راستے سے سپلائی بحال ہے۔ اس کی تصدیق احمد مختار اور فردوس عاشق اعوان نے بھی کی کہ ''نیٹو سپلائی جاری ہے اور یہ بات متعلقہ اداروں اور قومی سلامتی کمیٹی کے علم میں بھی ہے''۔ اخبارات کے مطابق یہ سپلائی کئی برسوں سے جاری ہے، امریکی طیاروں کو ریڈار پر ۲۵ سے ۲۸ ہزار فٹ بلندی پر پرواز کی اجازت ہے، اس روٹ پر پاکستان کی فضائی حدود میں کسی سامان بردار طیارے کو اس بلندی پر اڑنے کی اجازت نہیں۔ ۱۳۵ ملکوں میں ۸۰۰ اڈے رکھنے والا صلیبی وصہیونی دجالی لشکر بحیرہ عرب، عرب امارات، قطر یا کسی بھی علاقے سے جہاز پاکستان کے راستے افغانستان بھیج سکتا ہے اور یہ جہاز ۸۰ ٹن تک کا وزن اٹھا سکتے ہیں، جب کہ یہ بات کسی کے علم میں نہیں کہ ان جہازوں کے ذریعے کیا کچھ بھیجا جا چکا ہے۔ وزیر دفاع احمد مختار کا کہنا ہے کہ نیٹو کو فضائی حدود سے کھانے پینے کی اشیا ''انسانی ہمدردی'' کی بنیادوں پر افغانستان لے جانے کی اجازت دی گئی ہے کیوں کہ اشیائے خورد و نوش خراب ہو رہی تھیں۔ احمد مختار کے مطابق امریکہ سے اچھا ''لین دین'' ہے اس لیے یہ تعلقات خراب نہ ہونے دیں گے۔ یہ ہوتے ہیں شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار۔ صلیبیوں وصیہونیوں کے ترجمان بتاتے پھر رہے ہیں کہ امت مسلمہ کا خون بہانے والوں کو سامان رسد 'انسانی ہمدردی' کی بنیادوں پر پہنچایا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ پشاور میں نیٹو سپلائی کے لیے خصوصی ٹرمینل کے قیام کا بھی امکان ہے۔ اب ذرا اس فضائی راستے کی عارضی یا متبادل بحالی پر بھی نظر ڈال لیں تو امریکی سفیر منٹر کا کہنا ہے کہ پاکستان نے فضا کے ذریعے سپلائی پر پابندی عائد نہیں کی۔ سلالہ واقعہ کے بعد صرف زمینی رستہ بند کیا گیا ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ پاکستان کی فضائی حدود روز اول سے سپلائی کے لیے استعمال ہو رہی ہیں اور زمینی رستہ بند ہونے سے اس رسد میں تیزی آگئی تاکہ زمینی رسد کی

27 جنوری: صوبہ قندھار......................ضلع قندھار شہر......................رینجر گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ......................6 پولیس اہل کار ہلاک

کمی کو وہاں پورا کیا جاسکے۔ واضح رہے کہ انتہائی حساس اسلحہ پہلے بھی فضائی رستے سے ہی افغانستان پہنچایا جاتا رہا ہے۔

شمسی ایئر بیس امریکیوں سے خالی یا محض ڈرامہ:

ایک طرف شمسی ایئر بیس کو خالی کرا کر قوم کو بے وقوف بنایا گیا کہ ہماری بھی کوئی اوقات ہے تو دوسری طرف کئی امریکی ٹرینرز کی فضائیہ کے ایئر بیسز پر موجودگی کا کسی نے نوٹس نہ لیا۔ واضح رہے کہ امریکیوں کی یہ موجودگی ایئر فورس کے کمانڈ اینڈ کنٹرول نظام کے تحت ہیں۔ شہباز ایئر بیس جیکب آباد میں امریکی موجود ہیں جس کا اعتراف ایئر مارشل وسیم الدین نے بھی کیا کہ'' ان ٹرینرز کی موجودگی فضائیہ کے ساتھ معاہدے کے تحت ہے اس لیے کسی کو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے''۔ بالکل بجا فرمایا ملکی دفاع کے ٹھیکیداروں نے! اعتراض تو کسی کو اس اعتراف پر بھی نہیں جو حنا ربانی کھر نے سینیٹ میں کیا ہے جس میں ۲۰۰۹ء سے ۲۰۱۱ء کے دوران واشنگٹن میں پاکستانی سفارت خانے نے ۵۲ ہزار سے زائد امریکیوں کو ویزے جاری کیے جن میں میں ۱۳ ہزار ۱۵۹ ''سفارت کار'' تھے۔ بین السطور باقی تعداد یقیناً اُن امریکیوں کی ہوگی جو براہ راست فوجی مقاصد کے لیے آتے ہیں۔ یاد رہے کہ ۲۰۰۵ء کے زلزلے کے بعد امدادی کاروائیوں کی آڑ میں بھی ہزاروں امریکی خفیہ ایجنٹ پاکستان آئے تھے۔ امریکی ٹی وی کے مطابق جو فوجی ٹرینرز حالیہ دنوں واپس چلے گئے ہیں ان کو اپریل یا مئی میں واپس آنے کی دعوت جائے گی۔ ڈیوڈ پیٹریاس کا کہنا ہے کہ کشیدہ تعلقات میں بھی امریکہ، پاکستان انٹیلی جنس تعاون برقرار ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ کی ترجمان وکٹوریہ نولینڈ کا کہنا ہے کہ'' اسلام آباد سے تعلقات نہیں بگاڑ رہے بلکہ امریکہ کی طرف سے پاکستان میں تمام منصوبے بلا رکاوٹ جاری ہے''۔

امریکی ''دوستوں'' کی تجویز

بقول احمد مختار کہ'' امریکہ سے دوستانہ تعلق رہا ہے'' اسی'' دوستانہ تعلق'' کے تناظر میں ایک امریکی تھنک ٹینک کے سربراہ نے تجویز دی ہے کہ'' اوباما حکمت عملی تبدیل کرکے پاکستان میں سی آئی اے کے ذریعے خفیہ آپریشن کرے اور طالبان رہنماؤں کو چن چن کر شہید کیا جائے۔ اس کے لیے ڈرونز اور دیگر طریقے استعمال کیے جائیں جیسے گزشتہ دس سالوں میں القاعدہ رہنماؤں کو شہید کیا گیا ہے''۔ مزید یہ کہ طالبان امریکہ کے دشمن ہیں۔ ظاہر ہے امریکہ کے دوست پھر وہی ہوئے جو امریکی دشمنوں کو مارنے کے لیے اپنا سب کچھ امریکہ پر واری کر چکے ہیں اور اپنے لوگوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ کر نامہ اعمال کی سیاہی میں اضافہ کر رہے ہیں۔

ریٹ بڑھاؤ، کام کراؤ:

دلچسپ بات یہ ہے کہ سلالہ چیک پوسٹ پر حملے کے بعد دکھاوے کے ردعمل اور غیرت وحمیت کی قلعی اس وقت کھل گئی جب لالچی حکمرانوں کی جانب سے نئے خیراتی ریٹ کا مطالبہ ہونے لگا اور اس کے لیے مشروط مذاکرات کی لَے بلند ہونے لگی۔ کچھ لوگوں کے پیٹ میں نیٹو سپلائی سے تباہ شدہ سڑکوں کا درد اٹھنے لگا تو کچھ لوگوں کو اس جنگ کی کم قیمت وصول ہونے کا! یوں ڈھائی تین ماہ کی ڈرامہ بازی کے بعد نام نہاد بندش کو بھی مکمل طور پر کھولنے کا عندیہ دیا جانے لگا۔ ظاہری سی بات ہے کہ سول اور فوجی حکومت کو یہ تشویش ہونے لگی ہوگی کہ کہیں وقتی طور پر روکی جانے والی خیرات مکمل طور پر ہی بند نہ کر دی جائے! پھر بھلا امدادی رقوم میں غبن، خورد برد اور چوری چکاری کا سنہری موقع کہاں ملے گا؟ کنٹینرز کے ذریعے ان کے مالکوں، چوکیداروں، اور رسدگاہ کی گزرگاہ سے تعلق رکھنے والے ارکان اسمبلی، بلدیہ اور یونین کونسلوں کی بندھی بندھائی بھتہ خوری کہاں جاری رہتی، ان کے اللے تللے کہاں سے پورے ہوں گے؟ اسی لیے قومی سلامتی کونسل کے اکثر ارکان ڈرون کی بندش کی سفارشی قرارداد کے حامی نہیں بلکہ کچھ تو یہ حملے جاری رکھنے کے حق میں ہیں۔ یہ ہیں وہ ''باغیرت'' حکمران اور ان کے چیلے چانٹے! لہٰذا پاکستان نے نیٹو کے ہر کنٹینر پر بارہ ہزار روپے ٹیکس وصول کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یعنی امریکہ سے مطالبہ ہے تو اس بات کا کہ دام بڑھاؤ۔ اس مقصد کے لیے حکومت نے امریکہ کو یہ احساس دلایا کہ اگر ہماری خیرات میں اضافہ نہ کیا تو تمہاری رسد اور مہنگے داموں پہنچے گی۔ لہٰذا صرف ڈھائی ماہ بعد ہی پاکستانی ''غیرت'' نے جواب دے دیا اور امریکیوں سے مذاکرت پر غور وخوض شروع کر دیا گیا۔ یوں آقاؤں نے دورہ پاکستان کا بھی قصد باندھا اور کولیشن فنڈ کے تحت روکے جانے والے دو ارب ڈالر بھی دینے پر رضامندی ظاہر کر دی۔

زیادہ امداد کا مطالبہ کیونکر؟

حالیہ رپورٹ کے مطابق دہشت گردی کی امریکی مہم میں پاکستانی معیشت کو ماہانہ نوے ارب روپے سے زیادہ کا نقصان ہو رہا ہے۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے تخمینہ لگایا ہے کہ جنوری ۲۰۱۲ء تک دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اٹھہتر ارب ڈالرز کا نقصان ہو چکا ہے۔ جب کہ امریکہ سے وصول ہونے والی خیرات گیارہ ارب ڈالرز سے زیادہ نہیں۔ مشرف کے دور کے آخری چھ برسوں تک پاکستان کو اٹھائیس ارب ڈالرز کا نقصان ہوا تھا جو کہ پی پی پی کے دور حکومت کے چار سال میں بڑھ کر پچاس ارب ڈالرز کے اضافے کے ساتھ اٹھہتر ارب ڈالرز تک پہنچ چکا ہے۔ اسی طرح اب تک اس مہم میں ۳۵ ہزار سے زائد فوجی مارے جا چکے ہیں۔ اسی لیے خیراتی یار لوگوں کا کہنا ہے کہ سب کچھ وہی ہوگا جو امریکہ چاہے گا بس ذرا اتنے نقصانات کی قیمت سے جیبیں بھرنے دو'' ورنہ غلام تو فرماں بردار ہی ہے'' جس ملک کا وزیر دفاع کہتا ہے کہ'' ہمیں اپنی شرائط منوا کر نیٹو سپلائی روٹس بحال کر دینے چاہئیں، کیوں کہ امریکیوں سے اچھا لین دین رہا ہے۔ رہا ڈرون حملوں کا مسئلہ وہ تو بدستور ہے اور حل ہونے تک اس مسئلے کو امریکہ کے سامنے اٹھاتے رہیں گے۔'' (بالکل اسی طرح، جیسے یہ بکاؤ حکمران مسئلہ کشمیر اٹھاتے ہیں) (بقیہ صفحہ ۴۲ پر)

28 جنوری: صوبہ ہلمند......ضلع موسیٰ قلعہ......فوجی چیک پوسٹوں پر حملے......چوکیوں کی عمارتوں اور وہاں کھڑی گاڑیوں کو شدید نقصان......11 افغان فوجی اہل کار ہلاک متعدد زخمی

ڈرون حملے......صلیبی آگ

رب نواز فاروقی

ڈرون حملوں کا معاملہ بھی بہت عجیب ہے جو لوگ اُن کی بوچھاڑ میں رہتے ہیں وہ انہیں جنت میں داخلے کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور جو اُن کی خبریں پڑھتے اور سنتے ہیں وہ دلی پریشانی میں مبتلا ہوتے ہیں اور ایک انجانا خوف اور رعب اُن پر طاری ہو جاتا ہے۔ کتنے مبارک ہیں وہ لوگ جو حقیقی معنوں میں اولیاء اللہ ہیں کہ جن کے گھروں پر تین سو پندرہ مرتبہ یہ صلیبی آگ گری اور تین ہزار پینتالیس اللہ والے اپنی جنت کو پا گئے۔ یہ صرف خراسانی قبائل کی تعداد ہے، افغانستان، عراق، صومالیہ اور یمن کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ اتنی بڑی قربانی کے باوجود ان کے پائے استقامت ذرا بھی نہ لڑکھڑائے بلکہ اکثر کا معاملہ تو 'فزادھم ایمانا' والا ہو گیا کہ ان انصار و مہاجرین میں سے اٹھارہ اٹھارہ اور بیس بیس سال کے نوجوان رات کے آخری پہر اُٹھ کر اپنے مالک کے حضور ہاتھ اٹھا اٹھا کر آنسو بہاتے ہیں اور فریاد کرتے ہیں کہ اے ہمارے مالک ہمارے نام بھی قرعۂ شہادت نکل آئے۔

یہ بھی عجیب دنیا کے عجیب لوگ ہیں کہ دنیا کے لوگ تو جینے کے حریص ہوتے ہیں اور جان کو بچانے کے لیے ایٹمی طاقت کے حکمران اور افواج ہوتے ہوئے بھی ایمان کو قربان کیے ہوئے ہیں اور یہ 'اجنبی' نوجوان جو تہی دامن بھی ہیں اور تہی داماں بھی...... دنیا کی چکاچوند سے بے زار اور بے نیاز ہیں۔ اگر کفر والوں اور ان کے ہاتھوں ایمان کا سودا کرنے والوں کو یہ علم ہو جائے کہ یہ ڈرون حملے تو اُن کے دشمنوں کو بہت مرغوب ہیں کہ ان کے ذریعے وہ اپنے مالک سے ملاقات کرتے ہیں اور اپنے مطلوب حقیقی جنت کو پاتے ہیں تو بعینہ اُن کی حالت شیطان کی اس حالت کی طرح ہو جائے کہ جب اُسے معلوم ہوتا ہے کہ اس ایمان والے بندے کو نماز قضا ہونے پر جو پشیمانی ہوئی اور توبہ کر کے جو کچھ اُسے مالک سے مل گیا وہ تو اس سے بھی بڑھ کر ہے جو وہ فجر کی نماز باجماعت پڑھ کر پایا کرتا ہے تو پھر شیطان بنفس نفیس اگلی فجر میں جگانے کے لیے پہنچ جاتا ہے کہ کم اجر پر ہی کام چلنے دے۔

بات تو بہت عجیب ہے اور اس عقل پرستی کے فتنے والے زمانے میں کفار تو کفار، مردم شماری کے خانے میں لکھے جانے والے مسلمان بھی اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ 'موت' بھی کسی کو محبوب ہو سکتی ہے۔ جبھی تو وہ اس بات کی سائنسی توجیہات میں الجھے ہوئے ہیں کہ طالبان کے شہیدوں کے جسم خراب بھی نہیں ہوتے اور ان سے خوشبو بھی آتی ہے جب کہ ہمارے فوجیوں کے جسم خراب بھی ہو جاتے ہیں اور بدبودار بھی.....تو کیا دونوں کے زیر استعمال خوراک وجہ ہے یا کوئی اور؟؟؟

ڈرون حملوں کا یہ پہلو بھی بہت دلچسپ ہے کہ پاکستان میں ان پر احتجاج کرنے والے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ فوج ڈرون طیارے کیوں نہیں گراتی......

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اُسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

میں بیان کردہ صورت حال اس سارے منظرنامے کی عکاس ہے کہ تین سو سے زائد ڈرون حملے ہوئے تو تین سو سے زائد جاسوس' چپ (پتری) رکھنے والے بھی پکڑے گئے، ہر جاسوس کا کُھرا فوج کے کیمپ اور 'کرنل' کی طرف ہی جاتا ہے۔ اب جو خود حملے کروا رہے ہیں ان سے یہ توقع اور امید کرنا کہ وہ ڈرون گرائیں گے یا تو بہت سادگی ہے اور یا بہت عیاری۔

جب بھی نظام پاکستان کے ناجائز قابضین کی اپنے آقاؤں سے دکھلاوے کی ان بن ہو جاتی ہے تو یہ ڈرون حملے بھی بند ہو جاتے ہیں، چاہے وہ ڈیوس والا معاملہ ہو' جس میں چوبیس دن تک حملے بند رہے' یا سلالہ پوسٹ پر چھبیس نومبر کی بم باری والا واقعہ' جس میں دس جنوری تک ڈرون حملے بند رہے' کیونکہ مخبر اپنے مالک سے ریٹ بڑھانے کے لیے احتجاج کو بہانہ بنائے ہوئے تھے لیکن جونہی معاملہ سیدھا ہوا کیانی اور وزیر دفاع کی ڈرون مار گرانے کی بڑھکیں دھری کی دھری رہ گئیں اور شمسی ایئر بیس سے گیارہ سال قبل شروع ہونے والا شیطانی کھیل پھر شروع ہو گیا۔ ابھی حال ہی میں صلیبی اتحادی کیانی' چین کا دورہ کر کے آیا اور وہاں اُن خدا کے منکرین سے یہ طے کر آیا کہ چینی مقبوضہ' ترکستان کے مسلمان بھائیوں کو صلیبی آگ کا نشانہ بنائے گا لہٰذا واپسی پر کیے بعد دیگرے تین حملے ان مشرقی ترکستانی

> **مشیت ایزدی میں یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ اللہ کے راستے کے مجاہد اللہ تعالیٰ ہی کو ماویٰ اور ملجا سمجھیں اور ان کے دل و نگاہ اسباب پر اٹکنے کی بجائے اللہ تعالیٰ ہی پر جمے رہیں۔ ان تمام جنگوں کا اہم ترین پہلو یہ بھی رہا ہے کہ فتح ہمیشہ مسلمانوں یہ کا مقدر رہی کیونکہ مسلمان اللہ کی مدد اور نصرت کے سہارے لڑتے ہیں اور کفار اسباب کے برتے پر......اسی لیے فتح اہل اللہ کی ہوتی ہے کہ اسباب' مسبب الاسباب سے کیونکر فتح یاب ہو سکتے ہیں!!!**

29 جنوری: صوبہ لوگر..........ضلع خروار..........صلیبی اور افغان فوج کے مشترکہ قافلے پر مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ..........3 فوجی ہلاک..........4 زخمی

بھائیوں پر ہوئے۔

اسی طرح پاکستانی مجاہدین کے ایک اہم ذمہ دار بدر منصور صاحب' نظامِ پاکستان کی آنکھوں کا کانٹا بنے ہوئے تھے، انہیں ان کے گھر میں شہید کیا گیا۔ عبداللہ خراسانی جو عمر پاتک کی گرفتاری کے بعد صلیبی اتحادیوں کا ہدف تھے ان کو بھی صلیبی آگ کا نشانہ بنایا، امیر حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ کی شہادت کی افواہ بھی اڑائی گئی اور ازبک، افغان، وزیر، محسود سبھی صلیبی آگ کا نشانہ بن بن کر جنتوں کو روانہ ہوتے رہے اور قابضینِ پاکستان اپنے ہاتھوں اپنی بدبختی پر مہر ثبت کرتے رہے اور کر رہے ہیں اور تو اور کاروباری مفادات کے لیے الملک للہ الحکم للہ کی سرخی جمانے والا نوائے وقت بھی اب ''غیر ملکی مسلمانوں'' کو یہ مشورہ دے رہا ہے کہ وہ اپنے ملکوں میں چلے جائیں ان کی وجہ سے ڈرون ہمارے علاقے میں آتے ہیں (اداریہ ۱۸ فروری)، کس قدر ڈھٹائی اور بے شرمی ہے!!!

اب ذرا ڈرون کے صلیبی ہتھیار کو ان ہی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ 'بوسٹن گلوب' کے مطابق امریکی ایئر فورس کے روزانہ دنیا بھر میں اکسٹھ میزائل بردار ڈرون اور پینسٹھ جاسوسی ڈرون دستے دن رات محوِ پرواز رہتے ہیں اور ایک ہزار سے زائد پائلٹ کمپیوٹر پر بیٹھے ان کو چلاتے ہیں۔ ان پائلٹس میں سے اکثر نفسیاتی مریض بن چکے ہیں، ۳۱ جنوری کو اوباما نے پہلی بار اعتراف کیا کہ ''فوج میں صلاحیت نہیں اس لیے ڈرون حملے کر رہے ہیں''۔ گویا وہ بزعم خود، خود محفوظ رہ کر اپنے دشمن پر حملہ آور ہوئے ہیں لیکن خدائی مار سے تو ان کی ٹیکنالوجی ان کو نہیں بچا سکتی کہ اُن کے ڈرونز پائلٹ بھی 'یتخبطه الشیطن من المس' کی وعیدِ قرآنی کا عملی مصداق بنے ہوئے ہیں اور اُن کی پیادہ فوجیں تو افغانستان میں بدترین ہزیمت سے دوچار ہیں ہی اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہی کی بدولت ہو رہا ہے۔

ہم اپنی قابلِ فخر تاریخ کو دیکھیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ بدر سے اب تک ہر معرکے میں کفار اسلحے اور ٹیکنالوجی میں برتر رہے اور ہر دور میں ان کے پاس کوئی نہ کوئی ایسا ہتھیار رہا ہے جس کا توڑ مسلمانوں کے پاس نہیں رہا...... چاہے وہ عہدِ قدیم کی منجنیقیں اور بعد ازاں توپیں ہوں یا عہد حاضر کے ڈیزی کٹر اور ڈرون...... شاید مشیت ایزدی میں یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ اللہ کے راستے کے مجاہد اللہ تعالیٰ ہی کو ماویٰ اور ملجا سمجھیں اور ان کے دل و نگاہ اسباب پر اٹکنے کی بجائے اللہ تعالیٰ ہی پر جمے رہیں۔ ان تمام جنگوں کا اہم ترین پہلو یہ بھی رہا ہے کہ فتح ہمیشہ مسلمانوں یہ کا مقدر رہی کیونکہ مسلمان اللہ کی مدد اور نصرت کے سہارے لڑتے ہیں اور کفار اسباب کے برتے پر...... اسی لیے فتح اہل اللہ کی ہوتی ہے کہ اسباب' مسبب الاسباب سے کیونکر فتح یاب ہو سکتے ہیں!!!

☆☆☆☆☆

بقیہ: نیٹو سپلائی...... دل پھر طوافِ کوئے ملامت کو جائے ہے

حقیقت تو یہ ہے کہ ''مسٹر سینٹ پرسنٹ'' اور اس کے چیلے چانٹوں کے پیٹ کا دوزخ بھرنے کو مسلمانانِ پاکستان کے اموال ناکافی رہے ہیں۔ چنانچہ اب ان کی کوشش ہے کہ حکومت کے آخری چند ماہ میں ''ڈالروں'' کی دیہاڑی لگ جائے، دوسری جانب جرنیل بھی اسی تاک میں بیٹھے ہیں کہ 'آقا' کی جانب سے 'راتب' ملے تو پاپی پیٹ کی افزائش کا کچھ سامان ہو۔ ان کے ندیدے پن کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس طرح ان کی رالیں امریکی ڈالرز پر ٹپکتی ہیں اور بندش کی جلد از جلد بحالی کیوں ان کا مقصد ہے۔

''دفاعِ وطن'' کے نعرے اور سیاسی رہنما:

نیٹو سپلائی کا ذکر ہو تو کیسے ممکن ہے کہ ''دفاعِ افواجِ پاکستان کونسل'' کا ذکر نہ آئے، کہ اس کونسل کے جلسوں کی تو رونقیں ہی نیٹو سپلائی کی بحالی روکنے کے بلند آہنگ نعروں کی بدولت برقرار ہیں۔

دفاعِ پاکستان کونسل کے راہنماؤں نے اعلان کیا ہے کہ ''سروں پر کفن باندھ کر نیٹو سپلائی روکیں گے اور یہ کہ نیٹو کے کنٹینرز ہماری لاشوں سے گزر کر جائیں گے''۔ کونسل میں شامل تمام مذہبی قیادت کی خدمت میں بصد احترام عرض کیے دیتے ہیں کہ نیٹو سپلائی کو روکنے کے لیے آپ کے مخلصانہ جذبات اور بیانات سر آنکھوں پر...... لیکن ''دفاعِ پاکستان' کے نام پر انجانے میں جس فوج کا دفاع آپ سے کروایا جا رہا ہے، اسلام اور امتِ مسلمہ کی بڑی مجرم تو یہی فوج ہے۔ خدارا! جنرل گریسی کی اس اولاد کے شجرہ نسب پر نظر رکھیے اور اس کے شانہ بشانہ لڑنے کے لیے قوم کو ابھارنے کی بجائے، امت کو ان سرفروشوں کی نصرت اور پشتی بانی کے لیے تیار کیجیے جو گذشتہ ایک دہائی سے فقط رضائے الٰہی کی خاطر نہ صرف صلیبی اتحاد کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں بلکہ اس کی 'فرنٹ لائن اتحادی' فوج کو بھی اس کی اوقات پر لا کھڑا کیا ہے۔ آج جب کہ اللہ کی نصرت اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی قربانیوں کے طفیل صلیبی لشکر پسپائی اختیار کر رہے ہیں، امت اور اس کے مجاہد بیٹے آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ کفر و ارتداد اور نفاق کے خیموں سے مکمل برأت کر کے علمائے کرام، غلبہ اسلام اور نفاذ شریعت کے سفر میں مجاہدین اسلام کی قیادت کریں گے۔

☆☆☆☆☆

''پس خوب سمجھ لو! جب میدان گرم ہو جائے اور کوئی ہماری سمت ہاتھ بڑھانے کی جرأت کرے تو پھر ہم زبان سے گفت و شنید کے بجائے تلوار سے جواب دیتے ہیں!...... چنانچہ آج بیتِ ابیض کی قوت افغانستان کی چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو رہی ہے اور اس کا کبر و غرور عراق کے دلدلوں میں ڈوب رہا ہے...... الحمدللہ امریکہ آج عراق و افغانستان کے محاذ ہی نہیں سنبھال پا رہا اور ان میں سے بھی ایک سے نکلنے پر غور کر رہا ہے، جب کہ ہم نئے محاذ کھولنے کی جانب تیزی سے گامزن ہیں''۔ (شیخ اسامہ بن لادنؒ)

30 جنوری: صوبہ قندھار...... ضلع میوند...... مجاہدین اور امریکی فوج کے درمیان شدید لڑائی...... 13 امریکی فوجی ہلاک...... متعدد زخمی

طالبان سے امریکہ کی مذاکراتی بھیک

کاشف الخیری

اکتوبر ۲۰۰۱ء سے فروری ۲۰۱۲ء......دس سال سے زائد عرصہ ہوتا ہے کہ فرزندانِ اسلام 'متحدہ کفر کی افواج کے سامنے سینہ سپر ہیں۔ان دس سالوں کی تاریخ عزیمت،قربانیوں،راہ جہاد میں استقامت،صبر وایثار،نصرتِ خداوندی اور تائید ایزدی کی تاریخ ہے۔اسی نصرتِ خداوندی اور تائید ایزدی کا نتیجہ ہے کہ عالمی کفر مجاہدین اسلام کے مقابلے میں عاجز آ چکا ہے۔اب جہاں محبانِ جہاد ومجاہدین 'اور فتح' کی خبریں آنے لگیں' جیسے عنوانات سجا رہے ہیں،وہیں منافقین کے گروہ اور جہاد ومجاہدین پر چاند ماری کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دینے والے ابنائے دنیا 'مذاکرات کی میزیں سج گئیں' جیسی خبروں اور افواہوں کی ترویج میں مصروف ہیں۔

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ دو مخالف فریقین' جو ایک عرصہ تک باہم جنگ وجدل میں ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار رہے ہوں......میں سے مذاکرات کا ڈول ہمیشہ وہی فریق ڈالتا ہے جسے میدانِ کارزار میں ناکامی اور نامرادی کا سامنا کرنا پڑے۔ایسا کبھی نہیں ہوا کہ فاتح قوت 'مفتوح فوج کے آگے عرضیاں اور درخواستیں پیش کرے کہ میدان کی بجائے مذاکرات کے ذریعے معاملات طے کرلو۔ریت،روایت اور فطرت یہی ہے کہ مغلوبیت کا زہر پینے والے ہی غالب رہنے والوں کی منت سماجت کرتے ہیں اور غالب لشکر اپنی شرائط پر ہی مذاکرات پر آمادہ وتیار ہوتا ہے۔

نجانے کیوں مجاہدین سے خائف اور جہاد سے چڑ رکھنے والا طبقۂ منافقین اس تاریخی حقیقت سے آنکھیں بند کیے ہوئے ہے اور دن رات ''امریکہ طالبان مذاکرات'' کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔بے سروپا خبروں اور بے بنیاد تجزیوں کا بازار گرم ہے۔پورا زور یہ باور کرانے پر صرف کیا جا رہا ہے کہ 'صاحب!خفیہ مذاکرات شروع ہو چکے ہیں اور امریکہ مذاکرات کے ذریعے طالبان کو قابو کرلے گا'۔ذرا ایک نظر دیکھئے کہ کس طرح کی جھوٹی خبریں اڑائی جاتی ہیں۔''سعودی عرب میں طالبان،کرزئی مذاکرات''،''ملا عمر کا اوباما کے نام خط''،''گوانتاناموسے طالبان قیدی رہا''وغیرہ وغیرہ۔

طالبان کی طرف سے ایسی تمام ''مصدقہ اطلاعات'' کا بھانڈا فوری طور پر پھوڑ دیا جاتا ہے لیکن کیا کیا جائے ''آزاد میڈیا'' کا......کہ حقیقی تصویر کو سامنے لانے سے میڈیا کی بے لگام آزادی پر 'بدنما داغ' لگ سکتا ہے۔طالبان کے ترجمان محترم ذبیح اللہ مجاہد ان خبروں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ذرا دیکھئے!

یکم فروری کو محترم ذبیح اللہ مجاہد نے ''سعودی عرب میں کرزئی انتظامیہ سے مذاکرات'' کی خبروں کے حوالے سے بیان جاری کیا:

''ذرائع ابلاغ میں نشر ہونے والی اس رپورٹ میں کوئی حقیقت نہیں ہے،جس میں کہا گیا ہے کہ عنقریب امارت اسلامیہ کا وفد اور کابل انتظامیہ کے نمائندے سعودی عرب میں ملاقات کریں گے۔امارت اسلامیہ کا واضح موقف ہے کہ (امریکہ اور اس کے اتحادیوں سے) تاحال مذاکرات کے مرحلے تک نہیں پہنچا جا سکا بلکہ مذاکرات سے قبل اعتماد سازی کا مرحلہ مکمل ہونا چاہیے،جس کی اب تک ابتدا نہیں ہوئی۔اسی وجہ سے حسب سابق ہم ذرائع ابلاغ سے مطالبہ کرتے ہیں،کہ بے بنیاد اور غیر مصدقہ رپورٹیں شائع نہ کریں،اور صحافت کے غیر جانب داری کے قوانین کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف اور صرف حقائق کو عوام کے سامنے پیش کیا کریں''۔

۴فروری کو طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے مغربی ذرائع ابلاغ کے اُس شوشے کا بھی جواب دیا جس کے مطابق دعویٰ کیا گیا کہ امیر المومنین نصرہ اللہ کی طرف سے اوباما کو خط لکھا گیا ہے۔طالبان ترجمان نے کہا:

''۳فروری کو امریکی عہدیداروں نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ عالی قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ نے گذشتہ برس وائٹ ہاؤس کو خط لکھا تھا،جس میں مذاکرات،قیدیوں اور بعض دیگر امور پر روشنی ڈالی گئی تھی،امارت اسلامیہ افغانستان مذکورہ دعویٰ کو افواہ قرار دے کر اس کی پرزور مذمت کرتی ہے اور اسے دشمن کی جانب سے حسب سابق بدبینی اور شرانگیز کوششوں کا تسلسل تصور کرتی ہے،امارت اسلامیہ افغانستان کسی کے ساتھ منت و سماجت کی بنیاد پر معاملات طے کرنے کی روادار نہیں بلکہ ہماری پشت پر ایمانی قوت،الٰہی نصرت اور بہادر قوم کی وسیع حمایت موجود ہے اور الحمدللہ گذشتہ دس برس کے دوران میں ہم نے اسے کامل طور پر ثابت کیا ہے،کہ ہم کبھی بھی دشمن کے سامنے سرنڈر نہیں ہوں گے،بلکہ نہایت بہادری اور متانت سے دشمن کے ہر عمل کے خلاف ردعمل کا اظہار کریں گے''۔

ایک کالم نگار کے بقول ''طالبان نے امریکہ کو مار مار کر تھکا یا اور تھکا تھکا کر مارا''اور یہی وجہ ہے کہ امریکہ پچھلے ۴سالوں سے کسی نہ کسی طرح مذاکرات کی افواہیں پھیلا کر طالبان کی کامیابیوں اور اُن کی فتوحات کو دنیا کی نظروں سے اوجھل رکھنے کی کوشش

30جنوری:صوبہ ننگر ہار......ضلع خوگیانی......امریکی فوجی قافلے پر حملہ......10امریکی فوجی ہلاک......متعدد زخمی......کئی گاڑیوں کو بھی نقصان پہنچا

میں ہے۔لیکن امریکہ کے''اعلیٰ دماغ''اس بات کا تصور ہی نہیں رکھتے کہ محض ربِ واحد کی نصرت اور مدد کے بل بوتے پر طالبان جب میدان میں فاتح بن کر ابھر رہے ہیں تو وہی رب بھلا مذاکرات کے معاملے میں طالبان کو کیونکر تنہا چھوڑے گا۔طالبان تو آج کے زمانے میں توکل اور رب پر بھروسے کی اعلیٰ ترین مثالیں قائم کر رہے ہیں تو پھر بھلا اللہ تعالیٰ کیسے اُنہیں کسی بھی میدان میں اپنی رحمت اور فضل سے محروم رکھے گا......لیکن یہ ایمانیات کے تقاضوں کو پورا کرنے اور پوری دل جمعی سے اللہ پر بھروسہ کرنے والوں کے ذہنوں میں اترنے والے حقائق ہیں جو اللہ کے باغی مغربی منصوبہ سازوں اور ذرائع ابلاغ کے کور دماغ کرتا دھرتاؤں کی سمجھ سے بالا ہیں۔اسی لیے وہ ہر وقت اسی کوشش میں مصروف ہیں کہ کسی طرح طالبان کے حوالے سے یہ بات عام کر دی جائے کہ وہ دامِ فریب کا شکار ہو گئے ہیں اور شیطانی سازشوں کا ادراک کیے بغیر کفر کے جھانسوں میں آ گئے ہیں۔

حالیہ دنوں میں جب قطر میں مذاکرات کا خوب شور رہا تو وہاں امریکہ نے طالبان کے آگے تین شرائط پیش کیں، جو اس طرح تھیں(۱)غیر مشروط جنگ بندی(۲) کرزئی حکومت کی حمایت(۳)مستقبل میں قومی حکومت کے قیام کی حمایت۔طالبان نے ان تینوں شرائط کو کلی طور پر مسترد کر دیا اور اپنے موقف پر مضبوطی سے قائم رہے ہیں صلیبی افواج کو بہرصورت افغانستان سے مکمل انخلا پر رضامند ہونا ہوگا اور امریکہ کی قید میں موجود قیدیوں کو رہا کیا جائے۔

سیکولر اور دین دشمن طبقے نے تو ہر گُر آزمالیا کہ کسی طرح مجاہدین کو'مذاکرات میں الجھا' ظاہر کر کے اُن کی ساکھ اور فتوحات سے اُن لوگوں کی نظریں ہٹائی جائیں جو اُن سے پیار و محبت کا تعلق رکھتے ہیں اور مجاہدین کی ایسی تصویر کشی کی جائے کہ گویا وہ امریکہ اور کرزئی کی تمام تر شرائط کو قبول کرتے ہوئے بات چیت کے عمل میں شریک ہیں لیکن''الٹی ہو گئیں سب تدبیریں'' کے مصداق...... مجاہدین کو اس پروپیگنڈے سے نقصان کیا پہنچتا......خود امریکہ اور اس کے اتحادی اس صورت حال سے گڑبڑا کر رہ گئے۔امریکی اخبارات اور ذرائع ابلاغ نے''مذاکرات کی ابتدا''کو امریکہ کی واضح شکست سے تعبیر کیا۔امریکی اخبار'وال سٹریٹ جرنل' نے ۱۰ فروری کی اشاعت میں لکھا کہ'' طالبان سے امن بات چیت امریکی ناکامی ہے،دس سالہ جنگ کے بعد طالبان سے مذاکرات کا مطلب انتہا پسندی کو قبول کرنا ہے،طالبان نے جنگی طوالت اور سٹریٹیجک ڈیڈلاک پیدا کر لیا،نائن الیون حملے کے بعد نیٹو کا افغانستان میں مداخلت کا مقصد القاعدہ اور طالبان گٹھ جوڑ کو شکست دے کر عسکریت پسندی اور انتہا پسندی کو ختم کرنا تھا لیکن اب یہ امریکہ کے لیے خواب ہی دکھائی دیتا ہے''۔

ادھر امریکی انتظامیہ میں طالبان سے مذاکرات کے حوالے سے اختلافات کھل کر سامنے آ رہے ہیں۔امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کے مطابق افغانستان میں طالبان سے مذاکرات کی حکمت عملی پر اوباما انتظامیہ اور سی آئی اے میں اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔اخبار نے اپنی ۲۱ جنوری کی اشاعت میں لکھا کہ''امریکی حکومت کے سفارتی،فوجی اور انٹیلی جنس شعبوں کی افغان حکمت عملی پر سوچ میں تضاد پایا جاتا ہے۔ وزیر دفاع لیون پنیٹا فوج اور انٹیلی جنس کی نمائندگی کرتے ہوئے خبردار کر چکا ہے کہ ''مذاکرات کے عمل کو آگے بڑھانے کے لیے گوانتانا موبے کے قید خانے سے قیدیوں کی رہائی کی تجویز قبول نہیں''۔جب کہ امریکی کانگریس کی انٹیلی جنس کمیٹی کے چیئرمین مائیک راجرز نے طالبان سے مذاکرات کو خوش آئند نہیں بلکہ تکلیف دہ قرار دیا ہے۔کیا اب بھی کسی کو شک ہے کہ طالبان کو میدانِ جنگ میں مدد و نصرت سے نوازنے والے رب کی رحمت کسی بھی موقع بھی اُن سے ہٹتی نہیں ہے؟!!!

اس صورت حال میں یہ بات تو دوٹوک انداز میں واضح ہو گئی ہے کہ طالبان اپنی شرائط پر ہی بات چیت کے عمل کو آگے بڑھانے پر راضی ہوں گے اور کفار کو بات چیت کے میدان میں بھی طالبان ہی کی ماننا ہوگی کیونکہ افغانستان میں برپا معرکہ خیر و شر میں خیر کی ساری قوتیں طالبان کی صورت میں شر کو......باجود ٹیکنالوجی کی تمام تر چکا چوند کے...... ناک رگڑنے پر مجبور کر چکی ہیں۔کفار تو اس بات کو سمجھ رہے ہیں اور اس کی دہائی بھی دے رہے ہیں لیکن افغانستان میں کچھ لوگ ہیں جو''پرانے قرضوں'' کو دلوں میں بسائے، آہستہ آہستہ طالبان کی مخالفت کے لیے کمربستہ ہونے کی تیاری کر رہے ہیں۔۳ فروری کو اخبارات میں حکمت یار کا یہ بیان شائع ہوا کہ''حزب اسلامی طالبان کی طرح خفیہ مذاکرات پر یقین نہیں رکھتی،طالبان کافی عرصے سے بالواسطہ یا بلاواسطہ امریکیوں کے ساتھ مذاکرات کر رہے ہیں''۔

حکمت یار صاحب اپنی تنظیم خصوصی طور پر اپنے داماد اور نمائندہ خصوصی غیرت بھیر کی گذشتہ عرصہ کی سرگرمیوں پر ایک نظر ڈال لیتے تو شاید اُنہیں اندازہ ہو جاتا کہ''خفیہ مذاکرات'' کی شاہراہ پر کون فراٹے بھرتا ہوا بگٹٹ دوڑے جا رہا ہے۔ماضی قریب میں مالدیپ،استنبول اور برلن میں کس کا وفد''امن مذاکرات''میں شرکت کر چکا ہے؟کیا یہ سب اعلانیہ سرگرمیاں قرار دی جا سکتی ہیں؟جنوری ۲۰۱۲ء کے ابتدا میں غیرت بھیر نے سی آئی اے کے سربراہ ڈیوڈ پیٹریاس،افغانستان میں امریکی افواج کے کمانڈر جنرل جان ایلن اور امریکی سفیر ریان سی کروکر سے ملاقاتیں کیں...... ۲۲ جنوری ہی کو حامد کرزئی نے اعتراف کیا کہ''افغانستان میں ایک دہائی سے جاری جنگ اور شورش کے خاتمے کے لیے امن مذاکرات میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے حزب اسلامی سے بذات خود ملا ہوں''۔اور ۲۰ فروری کو غیرت بھیر نے خود کہا کہ''تمام جنگ جو گروپوں کی شمولیت کے بغیر افغان امن مذاکرات ناکام رہیں گے۔حزبِ اسلامی کے امریکی و افغان حکام سے

یکم فروری:صوبہ ہرات ....ضلع شینڈنڈ ....بارودی سرنگ دھماکہ............افغان نیشنل آرمی کی رینجر گاڑی تباہ............8 اہل کار ہلاک

روابط اور مذاکرات کا سلسلہ جاری ہے"۔ کیا یہ ملاقاتیں "خفیہ روابط" کے زمرے میں نہیں آتیں یا اِن کا باقاعدہ 'شیڈول' جاری کیا گیا تھا؟ اس سے قبل پاکستان میں ترک سفیر بابر ہزلان سے بھی غیرت بہیر کی جو دو ملاقاتیں ہو چکی ہیں......کیا وہ بھی باقاعدہ اعلان شدہ سرگرمیوں کے زمرے میں آتی ہیں؟

حکمت یار صاحب کے لیے یہی وقت اہم ترین فیصلہ کرنے کا ہے......

امریکہ اور صلیبی اتحادیوں کو تو بہرحال افغانستان سے بھاگ نکلنا ہی ہے۔امارت اسلامیہ افغانستان آج الحمدللہ پہلے سے زیادہ قوت اور نظم وضبط کے ساتھ موجود ہے اور امریکیوں کے نکلتے ہی امیرالمومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی قیادت میں امارت اسلامیہ افغانستان 'قندھار کو دارالخلافہ قرار دے کر پورے افغانستان پر شریعت کے نفاذ کا ذریعہ بنے گی۔حکمت یار صاحب کے لیے عافیت اور ہدایت کی راہ یہی ہے کہ وہ بچی کچھی حزب اسلامی سمیت امیرالمومنین کے ہاتھ پر بیعت کرکے شریعت کے نفاذ کے لیے اُن کی قیادت میں چلنے کو تیار ہو جائیں۔دوسری صورت میں محض سازشیں کرنے اور مخالفانہ انداز اختیار کرنے سے اُنہیں اُس وقت کوئی فائدہ نہیں ہوا جب افغانستان میں اُن کا طوطی بولتا تھا تو اب بھلا وہ طالبان کا کیا بگاڑ لیں گے؟

اس منظر نامے میں "یار لوگوں" کو سب سے زیادہ کمی محسوس ہوئی تو پاکستان کی......اور کمی محسوس ہونی بھی چاہیے......کہ پوری ایک دہائی تک صلیبیوں کی بے مثال خدمات سرانجام دینے اور اُن سے وفاداریوں کی تاریخ رقم کرنے کے باوجود امریکہ "بہادر" اس صورت حال میں پاکستان کو کوئی قابل قدر کردار دینے کا روادار نہیں۔جب کہ پاکستانی ذرائع ابلاغ نے یہ ماحول بھی خوب بنا رکھا ہے کہ "طالبان قدم قدم پر پاکستان کو ساتھ لے کر اور اُس کی رہنمائی میں چلنا چاہتے ہیں"۔خواب دیکھنے پر کسی جانب سے کوئی پابندی نہیں لگائی جاسکتی لہٰذا اگر پاکستانی نظام اور خفیہ ادارے ایسے خوابوں کے جزیرے میں مقید ہیں تو اُن کی مرضی لیکن خیال رہے کہ یہ "حسین خواب" اچانک ہی سے 'ڈراؤنے اور خوف ناک' بھی ثابت ہو سکتے ہیں......اس لیے کہ طالبان تو پاکستان پر شمہ برابر اعتماد کرنے کو تیار نہیں۔

اور آخر طالبان کیونکر پاکستان پر اعتماد کریں کہ ہر موقع اور ہر موڑ پر اس نظام نے اُن کی جڑیں اکھاڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔اس کے بعد بھی اگر کوئی یہ سمجھتا اور سوچتا ہے کہ نظام پاکستان' طالبان مجاہدین کے ہاں معتبر اور قابل بھروسہ ہی ہے تو اُسے لازمی طور پر اپنی عقل کے علاج پر فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

طالبان عالیشان کی قربانیاں برگ و بار لا رہی ہیں......اللہ تعالیٰ کی نصرت قدم قدم پر اُن کے ہمراہ رہی ہے اور اب بھی ہر آن وہ اُسی کی نصرت کے طالب اور اُسی کی مدد کے خواہاں ہیں۔یقیناً یہی مدد ربانی 'فتنوں اور آزمائشوں کے مقابلے میں مجاہدین کا واحد سہارا ہے اور یہی نصرت اُنہیں وہ قوت بہم پہنچاتی ہے کہ جس کے مقابل آکر "دنیاوی خداؤں" کی قوتیں مٹی میں مل رہی ہیں......"اور فتح کی خبریں آنے لگی" کے عنوانات سجانے والے اور اُنہیں اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے والے مطمئن رہیں کہ ایمان والوں ہی کے لیے کامل فتح کا وعدہ ہے اور آج مجاہدین اسی دعوے کے تکمیلی مراحل سے گزر رہے ہیں۔

امریکی اخبار 'وال سٹریٹ جرنل' نے ۱۰ فروری کی اشاعت میں لکھا کہ "طالبان سے امن بات چیت امریکی ناکامی ہے، دس سالہ جنگ کے بعد طالبان سے مذاکرات کا مطلب انتہاپسندی کو قبول کرنا ہے، طالبان نے جنگی طوالت اور سٹریٹیجک ڈیڈلاک پیدا کرلیا، نائن الیون حملے کے بعد نیٹو کا افغانستان میں مداخلت کا مقصد القاعدہ اور طالبان گٹھ جوڑ کو شکست دے کر عسکریت پسندی اور انتہاپسندی کو ختم کرنا تھا لیکن اب یہ امریکہ کے لیے خواب ہی دکھائی دیتا ہے"۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: افغانستان میں طالبان کی جیت......ایک امریکی کرنل کی گواہی

کرنل ڈیوس کی ارکان کانگریس سے گفتگو پر مشتمل یہ رپورٹ ایک امریکی جریدے نے شائع کی ہے، اس رپورٹ میں صرف ان باتوں کو شامل کیا گیا ہے جو امریکہ کی سالمیت کے حوالے سے نارمل ہیں ورنہ کتنی ایسی باتیں ہوں گی جو دنیا اور امریکی عوام کو بتانے کی نہیں۔بہرکیف اب آہستہ آہستہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی ناکامی کا پردہ فاش ہوتا جا رہا ہے۔دنیا اب کسی حد تک دیکھ سکتی ہے کہ اتحادی افواج کو جانی و مالی نقصان کے علاوہ جو نقصان پہنچ رہا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ہزاروں فوجی ذہنی بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں، امریکہ کی معیشت تباہ ہو رہی ہے۔اگر یہ جنگ اسی طرح جاری رہی تو امریکی عوام کو اس سے بھی بُرے حالات کا سامنا ہو سکتا ہے۔اتنا تو اب دنیا پر آشکار ہو چکا ہو گا کہ فتح ہمیشہ ثابت قدم رہنے اور اللہ پر ایمان رکھنے والوں ہی کی ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

"صبر اور یقین سے اس دین میں امامت ملتی ہے، جہاد ایک طویل راستہ ہے اور صبر کا محتاج ہے، اس کے لیے عبادت ضروری ہے جو آپ کو اس راستے پر لے جاتی ہے جس میں کڑواہٹ اور تھکن کے علاوہ کچھ نہیں۔یہ پورا راستہ ہی رکاوٹوں اور کانٹوں سے بھرا ہے، اس پر کٹے پھٹے اعضا اور خون کا قالین بچھا ہے اور اس کے اردگرد نیکوکاروں کی روحیں ہیں پس اے میرے بھائیو! اس مٹھی بھر جماعت کے ساتھ مل جائیے"۔(شیخ عبداللہ عزامؒ)

کیم فروری: صوبہ ننگرہار .... ضلع بٹی کوٹ .... امریکی فوجی قافلے پر حملہ...................... 2 بکتربند ٹینک تباہ .... 8 امریکی فوجی ہلاک اور زخمی

مجاہدین کے تابڑتوڑ حملے اور باگرام ایئر بیس میں قرآن مجید کی بے حرمتی

سید عمیر سلیمان

پیمپرز پہن کر میدانِ جنگ میں جانے والے ''بہادر'' صلیبی فوجی جب مجاہدین کے مقابلے میں بے بسی اور لاچاری کی انتہاؤں پر پہنچ گئے تو انہوں نے روایتی کمینگی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنا غصہ قرآن مجید کے نسخوں اور معصوم بچوں پر نکالا۔ ۲۰ جنوری کو بگرام ایئر بیس میں موجود صلیبیوں نے ۱۰۰ سے زائد قرآن پاک کے نسخے اور دیگر اسلامی کتب ایک گاڑی میں رکھ کر گاڑی کو آگ لگا دی۔ شکست خوردہ صلیبی افواج کی طرف سے ایسی حرکات ان کی حواس باختگی کا ثبوت ہیں۔ ایسی حرکات ان کے لیے مزید ذلت وخواری کا سبب بنتی ہیں۔ ان واقعات کے بعد غیور افغان مسلمانوں میں شدید غم و غصے کی لہر دوڑ گئی اور مختلف علاقوں میں اُنہوں نے بھرپور احتجاجی مظاہرے کیے، کابل میں امریکی سفارت خانے اور نیٹو ہیڈکوارٹر کا گھیراؤ کیا گیا، صلیبی افواج کے اڈوں پر حملے کیے اور نتیجے میں صلیبی فوجیوں نے ہجوم کو منتشر کرنے کے لیے فائرنگ کی جس سے اب تک ۲۷ مسلمان شہید اور درجنوں زخمی ہو چکے ہیں۔ ان مظاہروں پر نیٹو ہیلی کاپٹروں نے آگ اور روشنی کے گولے داغے اور نیچی پروازیں کر کے مظاہرین کو منتشر کیا۔ جب کہ مجاہدین نے فوری طور پر اس ناقابل معافی گستاخی کا انتقام لیتے ہوئے باگرام ایئر بیس پر میزائلوں سے حملہ کیا اور ننگرہار میں ایک افغان فوجی نے فائرنگ کر کے ۲ امریکی فوجیوں کو ہلاک اور ۴ کو زخمی کر دیا۔ جب کہ صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی میں امریکی اڈے پر عامۃ المسلمین نے قبضہ کر لیا۔ غیور مسلمان ۲۴ فروری کی صبح ۹ بجے اڈے میں داخل ہوئے اور ایک بجے دوپہر تک اڈے کو تہس نہس کر دیا۔ اس دوران میں جھڑپوں میں ۱۰ امریکی فوجی اور ۱۲ افغان فوجی بھی مارے گئے، مجاہدین اور عامۃ المسلمین کا سخت ترین ردعمل دیکھ کر افغانستان میں ایساف فوج کے سربراہ جنرل ایلن اور امریکی صدر اوباما نے ہمیشہ کی طرح معافی مانگی اور کہا کہ ''یہ نادانستہ طور پر ہوا''۔

صلیبی کافر جن کی رگ رگ میں اسلام سے عداوت اور کتاب اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شعائر اسلام سے بغض بھرا ہوا ہے......اُنہوں نے ایک مرتبہ پھر اپنی بدفطرتی کا مظاہرہ کیا ہے......اور یہ کوئی ایسا واقعہ نہیں جو پہلی بار ہوا ہو...... بلکہ پچھلے دس سال کی تاریخ تو خصوصی طور پر اس حقیقت کی گواہ ہے کہ یہود ونصاریٰ نے دینِ اسلام سے اپنے حسد اور دشمنی کے اظہار کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اس سے قبل بھی بگرام، ابوغریب اور گوانتاناموبے میں امریکی کافروں نے قرآن عظیم الشان کی بے حرمتی کی......قرآن مجید کے مقدس صفحات کو ٹائلٹ پیپر کے طور پر استعمال کیا گیا......فرقانِ حمید کے مطہر اوراق کو فلش میں بہایا گیا......بے بس اور مجبور مسلمان قیدیوں کے قدموں میں کتاب اللہ کو پھینک کر اُنہیں اُس پر چلنے پر مجبور کیا گیا......دریدہ دہنی کی انتہا کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر کیچڑ اچھالا گیا......آپ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کے خاکے تراشے گئے...... جہاں بس چلا مساجد کی بے حرمتی کی گئی...... حجاب اور داڑھی جیسے شعائر کی تحقیر وتضحیک کرنے پر فخر محسوس کیا گیا......کفار کے ان ناپاک اقدامات کے جواب میں مجاہدین اور عامۃ المسلمین کے ردعمل کو دیکھ کر آئمۃ الکفر ہمیشہ سے پھسپھسے انداز سے معافی تلافی کی بات کرتے ، ''مکمل تحقیقات کا وعدہ'' اور ''نادانستگی'' کا عذر تراشتے نظر آئے۔ لیکن مسلم امہ سے وابستگی کو اپنی پہچان سمجھنے اور اس پر فخر کرنے والا ہر فرد اِن کفار کے اصل چہرے کو خوب اچھی طرح پہچانتا ہے......اب ضرورت اس امر کی ہے کہ گزشتہ دس سال سے برپا معرکۂ کفر واسلام کی حقیقت کو بھی عامۃ المسلمین پوری طرح سمجھیں......کہ یہ تہذیبی وتمدنی جنگ ہے اور نہ ہی وسائل پر قبضے کا جھگڑا، بلکہ یہ صلیب کے پجاریوں اور اسلام کے بیٹوں کے مابین اُنہیں معرکوں کا تسلسل ہے جو تبوک وموتہ سے شروع ہوئے اور آج بھی دنیا کے چپے چپے میں جاری ہیں۔

اسی طرح نیٹو بمبار طیاروں نے کاپیسا، ننگرہار اور غزنی کے علاقوں میں اندھا دھند بمباری کی جس کے نتیجے میں دسیوں معصوم بچے شہید اور زخمی ہوئے۔ چند دن قبل ہی امریکی فوجیوں کی طرف سے شہدا کی بے حرمتی کی ویڈیوز بھی منظر عام پر آئی تھیں۔ ایسی حالت میں جب کہ امریکہ افغانستان سے واپسی کی تیاریاں کر رہا ہے، صلیبی افواج افغان عوام کی حمایت حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں تاکہ واپسی آسان ہو سکے اور مجاہدین کے خلاف عوام کو ابھارا جا سکے لیکن اُن کا خبثِ باطن بار بار ظاہر ہو جاتا ہے جس سے افغان مسلمانوں کے دلوں میں ان کے لیے نفرت مزید بڑھ جاتی ہے۔

ان واقعات کے بارے میں امارت اسلامیہ افغانستان نے اعلامیے میں کہا کہ اقوام متحدہ کی رپورٹ میں طالبان کو دہشت گرد اور شہریوں کی ہلاکتوں میں سے ۷۰ فی صد کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا جب کہ حقیقت ان واقعات سے سامنے آ گئی کہ ''مہذب'' اور ''اعتدال پسند'' صلیبی افواج معصوم بچوں کو شہید کر رہی ہیں اور لاشوں کی بے حرمتی کر رہی ہیں۔

صلیبی افواج کی حواس باختگی بلا سبب نہیں، مجاہدین کے حملے مسلسل تیز ہوتے جا رہے ہیں اور کفار کو روزانہ اپنے بیسیوں فوجیوں کی لاشیں اٹھانا پڑ رہی ہیں۔

۱۸ جنوری کو صوبہ ہلمند ضلع کجہ میں امریکہ اور افغان فوجی نہر کے کنارے پل

کی تعمیر کے بارے میں مشورہ کر رہے تھے جب فدائی مجاہد حمید اللہ نے ان پر فدائی حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں ۱۲ صلیبی اور ۴/افغان فوجی ہلاک ہوے۔

۱۹ جنوری کو قندھار ایئر پورٹ کے مرکزی گیٹ کے سامنے صلیبی افواج کی سپیشل فورسز کے قافلے پر فدائی حملے میں ۱۲ صلیبی فوجی ہلاک اور ۳ گاڑیاں تباہ ہوئیں۔

۲۱ جنوری کو صوبہ پکتیکا ضلع برمل میں نئے تعمیر شدہ امریکی فوجی مرکز پر فدائی حملے میں درجنوں امیر کی فوجی جہنم واصل ہوئے۔

• ۲۰ فروری کو قندھار شہر میں فدائی مجاہد نوراللہ نے بارود سے بھری گاڑی پولیس سٹیشن نمبر ۴ کے مرکزی گیٹ سے ٹکرادی جس کے نتیجے میں ۱۰ صلیبی فوجی جب کہ ۶/افغان فوجی ہلاک ہوئے۔

کفار کو جس فضائی طاقت پر بڑا ناز ہے وہ بھی اب مجاہدین کے حملوں سے محفوظ نہیں اور امریکہ اور نیٹو کے دیوہیکل ہیلی کاپٹروں کو مجاہدین اللہ کی مدد سے روایتی ہتھیاروں کے ذریعے زمین بوس کر دیتے ہیں۔

• ۲۰ جنوری کو صوبہ ہلمند کے ضلع موسیٰ قلعہ میں مجاہدین نے ایک امریکی چنیوک ہیلی کاپٹر مار گرایا جس میں سوار تمام فوجی ہلاک ہو گئے۔

۲۲ جنوری کو صوبہ بدخشاں کے ضلع ارغنج میں بھی ایک امریکی ہیلی کاپٹر مار گرایا گیا اور اس میں سوار ۳ فوجی ہلاک ہو گئے۔

۶ فروری کو صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی میں زخمی فوجیوں کو اٹھانے کے لیے آنے والے امریکی ہیلی کاپٹر کو مجاہدین نے نشانہ بنا کر مار گرایا۔

۱۸ فروری کو صوبہ کابل ضلع سروبی میں نیٹو ہیلی کاپٹر مار گرایا گیا۔

مجاہدین کے حملوں کے علاوہ جس چیز نے صلیبیوں کے دلوں میں خوف پیدا کر رکھا ہے وہ افغان فوجیوں اور پولیس اہل کاروں کی طرف سے اتحادی فوجیوں پر حملے ہیں۔ پچھلے چند ماہ سے ایسے واقعات میں تیزی آ گئی ہے جب کوئی افغان فوجی یا پولیس اہل کار ہی صلیبی افواج پر فائر کھول دیتا ہے۔

• ۳۰ جنوری کو صوبہ قندھار کے ضلع خاکریز میں ۲ افغان پولیس اہل کاروں نے فائرنگ کر کے ۴/افغان فوجیوں کو کمانڈر سمیت ہلاک کر دیا اور ان کا اسلحہ لے کر مجاہدین سے آ ملے۔ یہ دونوں پولیس اہل کار کافی عرصہ سے مجاہدین کے رابطہ میں تھے۔

اسی طرح ۲ فروری کو صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں ایک افغان فوجی نے فائرنگ کر کے ۵/امریکی فوجیوں کو ہلاک اور ۴ کو زخمی کر دیا۔

• ۲۰ فروری کو صوبہ قندھار کے ضلع بولدک میں ایک افغان پولیس اہل کار نے فائرنگ کر کے ۲/البانوی فوجی مار دیے، مرنے والوں میں سے ایک کیپٹن جب کہ دوسرا کارپورل تھا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ جس نے مغربی میڈیا میں کافی شہرت پائی، صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں پیش آیا۔ فرانسیسی فوجی مرکز میں ۲۰ جنوری کو تربیتی سیشن کے اختتام پر فرانسیسی ٹرینرز ایک جگہ بیٹھ کر خوش گپیوں میں مصروف تھے جب ایک افغان فوجی نے ان پر فائر کھول دیا۔ وہ چن چن کر فرانسیسی فوجیوں کو اس وقت تک مارتا رہا جب تک کہ اس کا اسلحہ ختم نہیں ہو گیا۔ اس کے بعد اس فوجی کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس حملے میں ۷ فرانسیسی فوجی ہلاک جب کہ ۱۷ شدید زخمی ہوئے۔ ان ۷ فوجیوں کی ہلاکت فرانسیسی حکومت کے دل پر اس طرح نشتر کی مانند پیوست ہو گئی کہ اُس نے اپنی افواج کے افغانستان سے فوراً انخلا کا اعلان کرنے کے ساتھ ساتھ نیٹو کے انخلا کے لیے بھی کوششیں تیز کر دیں۔ کرزئی نے سرکوزی کو منانے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اس کے علاوہ کاپیسا کا اڈہ بھی فرانسیسی فوج نے خالی کر دیا۔ حملے کے ایک ماہ بعد فرانسیسی فوج ۵۰ گاڑیوں اور ۸۵ کنٹینرز پر اپنا سامان لے کر کابل کے قریب ایک فوجی اڈے میں منتقل ہو گئی۔

امریکہ نے رواں سال ستمبر تک مزید ۲۳ ہزار فوجی افغانستان سے نکالنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ لیون پنیٹا نے یہ بھی اعلان کیا کہ جون ۲۰۱۳ء تک افغانستان سے تمام لڑاکا فوجی نکل جائیں گے اور ان کی جگہ ٹرینرز لے لیں گے۔

بعض رپورٹوں کے مطابق امریکہ افغانستان میں جنگی حکمت عملی تبدیل کرنے کے بارے میں بھی سوچ رہا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق امریکی فوج روایتی جنگ کی بجائے سپیشل آپریشنز فورسز کے کردار میں اضافہ کرے گی جن کا کام افغان فورسز کی تربیت اور مجاہدین کے رہنماؤں کو ختم کرنا ہو گا۔ امریکہ افغانستان میں اپنی تمام تر ٹیکنالوجی اور ہر قسم کی جنگی حکمت عملی اپنا کر دیکھ چکا ہے لیکن اس کے مقدر میں صرف ذلت ہی آئی ہے۔ امریکہ کی جدید ترین ٹیکنالوجی کے مقابلے میں مجاہدین کیا استعمال کر رہے ہیں اس بارے میں امریکی اخبار USA Today میں ایک رپورٹ شائع ہوئی۔ رپورٹ کے مطابق افغانستان میں گزشتہ برس کھاد سے تیار کردہ دیسی ساختہ بموں سے ۱۶ ہزار سے زائد حملے کیے گئے اور ۹۰ فی صد امریکی فوجی گھروں میں تیار ہونے والے ان دیسی ساختہ بموں کے دھماکوں سے ہی مرتے ہیں۔

اس کے علاوہ امریکہ ایک اور چال بھی کھیل رہا ہے اور وہ ہے باقاعدہ فوج کی بجائے کرائے کے فوجیوں کو آگے لگانا......امریکہ نے افغانستان میں ایک لاکھ سے زائد کرائے کے فوجی جنگ میں جھونک دیے ہیں۔ اس وقت افغانستان میں ڈیڑھ سو کے قریب سیکورٹی فرمز اور کنٹریکٹر کمپنیاں کام کر رہی ہیں۔ امریکی وزارت دفاع کے مطابق ان کمپنیوں کے ملازمین کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے۔ ان میں زیادہ تر امریکی اور افغان شہری ہیں۔ ان فوجیوں کو مراعات اور بھاری تنخواہوں کا لالچ دے کر جنگ میں جھونک دیا جاتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۶۰ پر)

02 فروری: صوبہ ہلمند .... ضلع مارجہ .... افغان فوجی کی امریکی فوجیوں پر فائرنگ ....5 امریکی فوجی ہلاک ....4 زخمی

افغانستان میں طالبان کی جیت......ایک امریکی کرنل کی گواہی

محمد انور

کچھ عرصہ پہلے صلیبی ذرائع ابلاغ نے امیرالمومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کے اس بیان پر طنز کیا تھی جس میں انہوں نے افغان جنگ جیتنے کا اشارہ دیا تھا۔ان ذرائع ابلاغ کا کہنا تھا کہ یہ دعویٰ قبل از وقت ہے اور طالبان ہر لحاظ سے کمزور اور ناکام ہیں۔اگر چہ طالبان اس جنگ میں شروع ہی سے کامیاب جارہے ہیں تاہم اب امریکہ کے طالبان سے مذاکرات اس بات کا واضح اشارہ ہیں کہ اتحادی کمزور اور جنگ سے تھک چکے ہیں اور انہیں ہر محاذ پر شکست کا سامنا ہے۔چند دن قبل ہی فرانسیسی فوجیوں کی ہلاکت نے فرانس کو افغانستان سے قبل از وقت انخلا کا فیصلہ کرنے پر مجبور کردیا ہے۔اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ نیٹو اور اتحادی افواج کو افغانستان میں کتنی مشکلات کا سامنا ہے۔امریکہ اور اس کے اتحادی افغان جنگ کے سلسلے میں اپنے عوام اور دنیا کو سراسر جھوٹی اور گمراہ کن خبریں ہی دیتے رہتے ہیں۔ان کی ناکامیوں کا اندازہ اس جنگ پر نگاہ رکھنے والے ہر باشعور انسان کو پہلے ہی تھا لیکن چند دن پہلے امریکی فوج کے ایک لیفٹیننٹ کرنل ڈیوس نے ارکان کانگریس سے گفتگو کرتے ہوئے انہیں افغانستان کی مکمل صورت حال اور امریکی و اتحادی افواج کی ناکامیوں سے آگاہ کرتے ہوئے باور کرایا کہ یہ ایک شرم ناک مشن ہے، اسے فوراً ختم کردیا جائے، آخر بے گناہ لوگوں کا شکار کب تک جاری رہے گا؟

لیفٹیننٹ کرنل ڈیوس ۱۹۸۵ء سے امریکی فوج میں ملازم ہے۔اُس نے افغانستان میں دو سال گزارے ہیں، وہ عراق بھی رہ چکا ہے۔ارکان کانگریس کو افغان جنگ کی حقیقی صورت حال بیان کرتے ہوئے اُس نے کہا کہ مجھے افغانستان میں رہ کر بہت سے مقامی دوستوں سے بات چیت کا موقع ملا۔میں مقامی لوگوں سے بھی مل چکا ہوں اور تقریباً افغانستان کے تمام بڑے شہروں میں خدمات سرانجام دے چکا ہوں۔میں نے وہاں جو حالات دیکھے ہیں وہ پینٹا گون اور وائٹ ہاؤس کے بیانات سے یکسر مختلف ہیں۔جب میں افغانستان جانے لگا تھا تو میرا خیال تھا کہ وہاں حالات اتحادیوں کے قابو میں ہوں گے اور فتح قریب سے قریب تر ہوگی۔لیکن افغانستان پہنچنے کے بعد وہاں کے حالات میرے خیالات کے بالکل برعکس نکلے۔ایسی ناگفتہ بہ صورت حال میں نے زندگی بھر نہیں دیکھی تھی۔امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو ہر محاذ پر انتہائی سخت صورت حال کا سامنا تھا۔جب کہ طالبان کا ہر علاقے پر کنٹرول تھا اور وہ آسانی سے ہر علاقے میں اتحادیوں کا گھیراؤ کرسکتے تھے۔

کرنل ڈیوس نے مزید کہا کہ افغان عوام سے گفتگو کے بعد پتا چلا کہ افغانستان کی حکومت عوام کو سہولت دینے میں ہر لحاظ سے ناکام رہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ میں نے افغان عوام کو کرزئی کٹھ پتلی حکومت سے یکسر بےزار اور اس سے کسی بھی قسم کے تعاون کے لیے تیار نہیں پایا۔ڈیوس نے اپنے کچھ مشاہدات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایک دفعہ جنوری ۲۰۱۱ء میں افغان صوبہ کنڑ کے پہاڑوں میں ڈیوٹی پر مامور تھا، جہاں افغان پولیس پر طالبان کے حملے کی اطلاع تھی۔میں نے ترجمان کے ذریعے افغان پولیس کے کپتان سے مختلف سوالات کیے جن میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ طالبان کی طرف سے کسی بھی حملے کے وقت آپ کا طریقہ کار اور ردعمل کیا ہوتا ہے؟ کیا آپ نفری لے کر ان کا پیچھا کرتے ہیں؟ جب ترجمان نے میری بات ان کو بتائی تو کپتان نے ادھر ادھر سر گھمانے کے بعد پہلے ترجمان کو سوالیہ نظروں سے گھورا اور پھر میری طرف دیکھ کر یہ کہتے ہوئے ہنس پڑا کہ ''نہیں ہم ان کا پیچھا نہیں کرتے کیوں کہ ایسا کرنا انتہائی خطرناک ہوتا ہے''۔

ڈیوس نے مزید کہا کہ ایک دفعہ قندھار میں گشت سے واپسی پر میں بیس پہنچا تو پتا چلا کہ قریبی چیک پوسٹ پر طالبان نے حملہ کردیا ہے۔جب میں یونٹ کمانڈ پوسٹ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ کمانڈر اور اس کا عملہ اس جھڑپ کی براہ راست ویڈیو دیکھ رہا تھا۔افغان پولیس کے دو اہل کاروں نے جھڑپ کے مقام کی طرف جانے والی سڑک کو بند کر رکھا تھا۔ہم نے دیکھا کہ افغان پولیس وہاں سے بھاگنے کی کوشش میں تھی اور بالآخر امریکی کمانڈر کی مسلسل ہدایات کے باوجود وہ وہاں سے غائب ہوگئی۔

ڈیوس کہتا ہے کہ میں نے کچھ افغان دوستوں سے پوچھا کہ کیا آپ کے خیال میں اتحادی فوج کے جانے کے بعد مقامی پولیس اور فوج اس قابل ہوگی کہ وہ سب کچھ سنبھال سکے؟ انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں، کیوں کہ یہ لوگ مارے خوف کے طالبان پر فائرنگ ہی نہیں کرسکتے تو کنٹرول کیا خاک کریں گے۔کرنل ڈیوس نے ان حالات اور مشاہدات سے استدلال کرتے ہوئے ارکان کانگریس سے کہا یہ جنگ ہمارے لیے انتہائی مایوس کن ہے۔اُس نے کہا کہ اگر یہ صورت حال اس جنگ کی ابتدا یا دوسرے، تیسرے حتیٰ کہ چوتھے سال میں بھی ہوتی تو یہ کہا جاسکتا تھا کہ وقت گزرنے کے ساتھ حالات قابو میں آجائیں گے لیکن اب تو اس جنگ کو شروع ہوئے ۱۰ سال گزر چکے ہیں اور حالات ہیں کہ بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں۔اُس نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اب تک اس جنگ کے حوالے سے دنیا اور امریکی عوام کو جتنی رپورٹیں دکھائی گئی ہیں وہ ساری گمراہ کن اور جھوٹی ہیں۔اب ہمیں سنجیدگی سے سوچنا ہوگا کہ اس جنگ کو مزید جاری رکھا جائے تو کس طرح اور کیونکر؟

(بقیہ صفحہ ۴۵ پر)

آخری معرکہ

عبدالستار اعوان

افغانستان کی سرزمین پر تین درجن سے زائد ممالک کی جدید ٹیکنالوجی سے لیس قابض افواج کے ساتھ وہاں کے بوریا نشین مجاہدین گزشتہ ایک دہائی سے نبرد آزما ہیں۔ عالمی طاقتوں سے ٹکر لینے کے ایک عشرہ بعد بھی وہ پرعزم ہیں اور ان کے چٹان سے بھی مضبوط حوصلوں کو داد دینے کو جی چاہتا ہے اور شاید اسی بلند تر حوصلے اور استقامت ہی کی وجہ ہے کہ آج دوسری ''سپر پاور'' ان کے سامنے انتہائی ذلت اور ہزیمت سے دوچار ہو کر ناک رگڑ رہی ہے، غیور افغانوں کو اپنی منزل سامنے نظر آرہی ہے اور ان کی یہ کامیابی چڑھتے سورج کی طرح اقوام عالم پر بھی عیاں ہو چکی ہے۔

تسلیم شدہ کہ گزشتہ مہ و سال میں ان افغان حریت پسندوں کو کفریہ افواج کے خلاف اس مہم جوئی میں جہاں پر طرح طرح کے کٹھن حالات و واقعات کا سامنا کرنا پڑا وہیں اپنوں کی مخاصمت اور طوطا چشمی بھی ان کے لیے پے در پے مشکلات میں اضافہ کرتی رہی لیکن آج اس ایک دہائی کی جنگ کا نچوڑ پوری دنیا کے سامنے آشکارا ہے اور اس وقت دنیا بھر کے تجزیہ کار و مبصرین دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح سے عالمی سپر پاور اپنے مہم جو اتحادیوں کے ہمراہ افغانوں کی اس غیور دھرتی پر سر پٹخ رہی ہے، اس کا افغانوں کو شکست دینے کا خواب حیرت انگیز طور پر چکنا چور ہو گیا ہے اور نہایت ڈرامائی انداز سے ان فورسز پر طالبان جنگجوؤں کی دھاک بیٹھ گئی ہے۔

اب یہ دو لاکھ سے زائد قابض افواج مضبوط فوجی بنکروں میں سر چھپاتی پھر رہی ہیں اور دس سال پہلے بچھائی گئی اس جنگ کی بساط بس اب لپٹنے کو ہے، اعلیٰ امریکی عہدے داروں کی زبانیں بھی اب ان کا ساتھ نہیں دے پا رہیں، کبھی جرمنی کا جنرل کجاوت، ایساف سربراہ اپنی شکست کا رونا روتے نظر آتا ہے تو کبھی امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن بھارتی جریدے ''ایشین ایج'' کو اپنے انٹرویو میں براہ راست امیر المومنین ملا عمر نصرہ اللہ کے سیاسی تدبر کا اقرار کرتے ہوئے ان سے مذاکرات کی بھیک مانگتی نظر آتی ہیں۔ اگر ایک جانب اوباما افغان جنگ میں مصروف کارا پنے فوجیوں کا مورال بلند کرنے کی خاطر طالبان کو شکست دینے کا اعلان کرتا ہے تو دوسری طرف حامد کرزئی ان کی اس خوش فہمی کو یکسر مسترد کرتے ہوئے واشگاف انداز میں کہتا ہے کہ '' ناٹو اور ایساف افواج دس برس بعد بھی اپنی منزل سے کوسوں دور ہیں اور طالبان مزاحمت مسلسل بڑھ رہی ہے''۔

تازہ ترین خبروں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ افغان مجاہدین اب ان غاصب افواج کے خلاف '' آخری معرکہ'' لڑنے جا رہے ہیں، جب ان مجاہدین نے عالمی سپر پاور اور اس کے اتحادیوں کی سانسیں اکھڑتی محسوس کیں تو قربان جائیے ان کی فہم و فراست اور تدبر پر کہ انہوں نے اس نازک ترین گھڑی کو بالکل صحیح وقت پر جانچا، پرکھا اور دشمن کی لرزاہٹ کو بھانپتے ہوئے اپنی مسلح جدوجہد میں اور بھی تیزی دکھانا شروع کر دی ہے۔

۳۰، ۳۱ جنوری اور پھر یکم فروری کو کابل کے انتہائی سیکورٹی زون میں تین حملے کیے جا چکے ہیں، اس ماہ کی پہلی تاریخ کے حملے میں افغان آرمی کے یونی فارم میں ملبوس ایک حملہ آور نے وزارت دفاع پر حملہ کیا، اطلاعات کے مطابق وزیر دفاع عبدالرحیم وردگ اور افغان چیف آرمی سٹاف اس کا نشانہ تھے، اس حملے میں یہ دونوں شخصیات تو بچ گئیں تاہم چار فوجی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے، نیٹو کے سیکرٹری جنرل آندرس فوگ نے کہا ہے کہ ۲۰۱۴ء تک تمام تر ذمہ داریاں افغان فوج کو دے دی جائیں گی، گو کہ اس جنگ کے حوالے سے اب بالکل واضح حقیقت ہے کہ شکست امریکہ کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے اور فتح کا سہرا طالبان کے سر پر بس سجا ہی چاہتا ہے۔

افغان مجاہدین کی تازہ ترین حربی کارروائیوں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اب کی بار جو فیصلہ کن '' آخری معرکہ'' لڑنے جا رہے ہیں اس سے امریکہ کو سویت یونین سے بھی بدتر حالات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے اور جلد اس کی ناکامی و تذلیل کا تماشہ دنیا دیکھنے والی ہے۔

اس صورت حال میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے ایک اور قلابازی لگائی ہے اور اب وہ افغانستان کے '' محاذ'' پر ہاری ہوئی جنگ '' مذاکرات کی میز'' پر جیتنے کی تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں لیکن طالبان کو زیر دام لانے کی سپر پاور کی یہ چال بھی ناکامی سے دوچار ہو گئی ہے، دوحہ میں امریکہ طالبان مذاکرات کے پہلے مرحلے پر طالبان مذاکرات کاروں نے امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کے حکم کے مطابق قیدیوں کی رہائی سے قبل جنگ بندی کا امریکی مطالبہ یکسر مسترد کر دیا ہے۔ اگر حقائق کی نظر سے دیکھا جائے تو ہمارا خیال ہے کہ امریکہ کا طالبان کے ساتھ مذاکرات کرنے کا سرے سے کوئی جواز ہی نہیں بنتا اور اسے لمبی چوڑی بحث میں پڑنے کے بجائے فقط طالبان سے پر امن انخلا کا مطالبہ کر دینا چاہیے اور افغان دھرتی کو اس کے اصل وارثوں کے حوالے کر دینا چاہیے (بقیہ صفحہ ۹۴ پر)

03 فروری: صوبہ خوست .... ضلع علی شیر .... امریکی پیدل گشتی پارٹی پر حملہ .... 8 امریکی ہلاک اور زخمی

افغانستان میں امریکہ کی نزاعی ہچکیاں

قاسم علی

یہ آج سے ایک عشرہ پہلے کی بات ہے جب ۴۹ ممالک کی جدید ترین ٹیکنالوجی سے لیس افواجِ قاہرہ نائن الیون کے بعد بھوکے بھیڑیے کی طرح افغانستان پر جھپٹنے کے لیے تیار بیٹھی تھیں۔ایسے میں صیہونی کنٹرولڈ میڈیا طالبان کی کردارکشی میں سب سے آگے تھا اور ان 'سرپھروں' کو اس دجالی ٹیکنالوجی سے ڈرانے کی بھرپور کوششوں میں مصروف تھا۔ایسے میں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کی طرف سے بی بی سی کے نمائندے کو دیے گئے انٹرویو میں کی گئی پیشین گوئی کہ امریکہ ایک دن افغانستان سے ذلیل وخوار ہوکر نکلے گا۔آج اپنی پوری آب وتاب سے سچ ہونے جارہی ہے اور امریکہ دس سال تک اپنے نمک خواروں کے ساتھ افغانستان کے پہاڑوں سے سرٹکرانے کے بعد طالبان کو ایک حقیقت اور افغانستان کی اصل طاقت ماننے پر مجبور ہے اور اسی مردِ قلندر ملا عمر سے مذاکرات کی بھیک مانگ رہا ہے جو اسے کل تک دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد نظر آتا تھا اور وہی امریکہ جو کل تک ملا عمر کو برائی کا محور قرار دیتا نظر آتا تھا۔آج وہی امریکی اونٹ جب طالبان کے پہاڑ کے نیچے آیا ہے تو اسے اپنی اوقات کا پتہ چل گیا۔اسے اپنی عزت اور افواج بچانے کے لیے ہرصورت جنگ بندی اور امریکی افواج کا محفوظ انخلا درکار ہے۔اس کے لیے وہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے تلوے چاٹ رہا ہے کیوں کہ اُن کی ایک 'ہاں' امریکہ کو اس جہنم سے نجات دلاسکتی ہے۔

افغانستان سے امریکی فوج کے انخلا کی ایک بڑی وجہ اگرچہ یہ قرار دی جارہی ہے کہ اوباما نے الیکشن کے دوران امریکی عوام سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنے دورِ اقتدار میں عراق وافغانستان سے امریکی فوج نکالے گا۔اب جب کہ صدارتی الیکشن قریب ہیں تو اوباما نومبر سے قبل ہرصورت اس 'افغانی کمبل' سے جان چھڑانا چاہتا ہے۔یہ بات اگرچہ کافی حد تک درست تو ہے لیکن اس کو افغانستان سے فرار کی واحد وجہ ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا۔اس کے علاوہ بھی کئی عوامل ہیں جنہوں نے امریکی تھنک ٹینکس کے دماغوں کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔مثلاً آپ دیکھیں کہ امریکہ نے افغان وار کی وجہ سے بدترین نقصان اٹھائے ہیں۔خود امریکہ کے سرکاری اعدادوشمار کے مطابق تقریباً گیارہ ہزار فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے،اس کے علاوہ دوسو کے قریب فوجی گاڑیاں، ۳۷۹ ٹینک، سیکڑوں آئل ٹینکر اور درجنوں ہیلی کاپٹر اور جاسوس طیارے بھی امریکی غرور وتکبر کے خاک میں ملنے کی داستان دنیا کو سناتے نظر آتے ہیں۔یہی وہ خوف ناک صورت حال ہے جس نے افغانستان کو امریکی فوج کے لیے ایک ڈراؤنا خواب بنا دیا ہے۔فوج کی اکثریت بھاری بھرکم تنخواہوں، بونس، الاؤنسز اور بے شمار مراعات کے باوجود افغانستان جانے کے لیے تیار نہیں ہوتی۔جب کہ افغانستان میں موجود فوج کے شدید ڈپریشن کی وجہ سے اعلیٰ حکام کے احکامات نہ ماننے اور خودکشیوں کے واقعات تو آئے روز پیش آتے ہی رہتے ہیں۔

اسی طرح ایک امریکی رپورٹ میں یہ دلچسپ انکشاف بھی کیا گیا کہ افغانستان سے واپس جانے والے فوجیوں میں سے اکثریت کی حالت نارمل نہیں ہوتی۔انہیں عجیب وغریب دورے پڑتے ہیں،ڈراؤنے خواب آتے ہیں اور ہر وقت حواس باختہ نظر آتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں دماغی امراض کے ہسپتالوں میں داخل کروانا پڑتا ہے۔اس کے علاوہ افغانستان سے امریکی فوج کے انخلا کی دوسری بڑی وجہ امریکی تاریخ کا وہ بڑا مالیاتی بحران ہے جس نے امریکی معیشت کو حالتِ نزاع تک پہنچا دیا ہے اور ماہرین اس تمام صورت حال کو انہی جنگوں کی کارستانی قرار دیتے ہیں' جہاں خرچ ہونے والے بھاری سرمائے نے امریکہ میں بے شمار صنعتوں اور بنکوں کو دیوالیہ کردیا ہے اور امریکی تاریخ میں بے روزگاری کی شرح میں ریکارڈ اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔

اس کے علاوہ امریکی فوجی انخلا کی سب سے بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ آئے روز امریکی فوجیوں کے تابوت وہاں پہنچنے سے جہاں امریکی فوج کا مورال ڈاؤن ہورہا ہے وہاں امریکی معاشرے میں بھی حکومتی ناقص خارجہ پالیسیوں کے خلاف بغاوت کا لاوا پروان چڑھ رہا ہے جو کسی بھی وقت پھٹ کر تباہی مچا سکتا ہے اور امریکی انتظامیہ اس سے قبل اس لاحاصل جنگ سے جان چھڑانے کے لیے ہاتھ پاؤں ماررہی ہے۔

برطانیہ اور روس کے بعد امریکہ کی شکست اس حقیقت کو روزِ روشن کی طرح واضح کررہی ہے افغانستان جارح قوتوں کا قبرستان تو بن سکتا ہے اُن کا مفتوحہ علاقہ نہیں۔ایک روسی جرنیل نے افغانوں کے بارے میں کیا خوب تاریخ جملہ کیا تھا''جس قوم کو بندوق کی نالی میں جنت نظر آتی ہوا سے دنیا کی کوئی طاقت شکست سے دوچار نہیں کرسکتے''۔

☆☆☆☆☆

06فروری: صوبہ کاپیسا .... ضلع تگاب .... فرنچ آرمی کے بیس میزائیلوں کا نشانہ............ 5فرنچ فوجی ہلاک .... متعدد زخمی

اللہ کی خصوصی مدد و نصرت کی دو مثالیں

ایک مجاہد اپنے رشتہ دار کی زبانی بتاتا ہے کہ ''صوبہ ہلمند کے علاقے ہزارہ جفت میں امریکی فوجی تربیت یافتہ کتے کے ہمراہ ہمارے گھر میں تلاشی کے بہانے گھس آئے، وہ بندقوں، پستولوں، نیزوں، دستی بموں سے لیس تھے۔ ہمارے گھر کے حفاظتی کتے کی نگاہیں جب امریکی کتے پر لگی تو اُس نے پلک جھپکتے ہی مقابل کتے کو زمین پر پٹخ دیا۔ امریکیوں نے اُسے چھڑانے کی بہت کوشش کی لیکن اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے بالآخر افغانی کتے کو گولی مار کر ہی انہوں نے اپنے کتے کو بچایا۔ اس کے بعد امریکی انتہائی گھبراہٹ کی حالت میں گھر کے صحن میں لگے شہتوت کے درخت تلے کھڑے ہوگئے۔ عین اسی وقت درخت میں دو بلیاں جو عموماً ایک دوسرے سے لڑائی میں مشغول رہتی تھیں' ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتی ہیں اور آپس کی لڑائی کے بعد نیچے کھڑے قابض فوجیوں پر گر پڑیں۔ امریکی فوجی اس سے بہت زیادہ خوف زدہ ہوگئے۔ امریکی فوجی اس کے بعد تلاشی کے لیے بھوسے سے بنائے گئے کمرے میں داخل ہوئے، اس کمرے کے ایک طاقچے میں ایک مرغی تھی جسے انڈے سینچنے کے لیے انڈوں بٹھایا گیا تھا اُسے دیکھ کر امریکی فوجی حیران ہوئے کہ چوزہ اتنا بھاری بھرکم کیسا ہے اور وہ اپنی جگہ سے کیوں نہیں ہل رہا۔ ایک امریکی فوجی آہستہ آہستہ اس کے قریب ہوتا گیا تاکہ وہ یہ معلوم کر سکے کہ اس نے اپنے نیچے کیا چھپایا ہوا ہے جس کی بنا پر وہ اپنے پروں کو ہلا رہی ہے اور مسلسل اسے چھپانے کی کوشش کر رہی ہے۔ بلاآخر مرغی بپھری اور اس نے اپنی نوک دار چونچ کے ذریعے امریکی فوجی کے ماتھے پر حملہ کرکے اسے زخمی کر دیا۔ اس کے ماتھے سے خون رسنے لگا، دیگر امریکیوں نے جب اپنے ساتھی کے خون آلود ماتھے کو دیکھا تو گھر کی تلاشی روک دی، ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈالا اور اونچی صدائیں بلند کرتے ہوئے گھر سے نکل گئے''۔

چند ماہ قبل اسی صوبے کے مرکز لشکر گاہ سے متصل علاقے میں بھی ایک عجیب واقعہ رونما ہوا! واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک عمر رسیدہ افغان کسان دو نوجوانوں کے ساتھ گپ شپ میں مصروف تھا۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک انگریز فوجی گشت کے دوران تھکاوٹ یا پھرسستی کی وجہ سے اپنے دیگر ساتھوں سے پیچھے رہ گیا ہے، وہ بالکل اکیلا مگر عسکری ساز وسامان سے لیس ان کی طرف چلا آرہا تھا، چند لمحوں بعد جب فوجی بالکل ان کے قریب آیا تو افغان کسان نے یکا یک خوف ناک انداز میں چیخ ماری'' مائن ہے مائن ہے!'' حواس باختگی کی وجہ انگریز فوجی ہکا بکا رہ گیا اور ایک طرف گر پڑا، بوڑھا افغان فوراً اس کی طرف لپکا اور اس کے پیٹ میں لات دے ماری۔ دیگر دو جوان جو ابھی تک اس بزرگ اور جوان فوجی کا تماشا دیکھ رہے تھے' وہ بھی ان کی طرف دوڑ آئے۔ انہوں نے فوجی کو قابو کیا، اُس کی گن قبضے میں لی اور اس کی یونی فارم میں لگی پستول، میگزین اور دیگر اشیا بھی لے لیں۔ پھر اس فوجی کو ایک کمرے میں بند کر دیا گیا تھوڑی دیر بعد جب اسیر انگریز فوجی کے ساتھی اپنے بیس پہنچے تو دیکھا کہ ان کا ایک ساتھی غائب ہوگیا ہے۔ اسی دن اس اسیر فوجی کے ملک کا وزیراعظم ڈیوڈ کیمرون بھی اچانک ہلمند کے مرکز لشکر گاہ آیا ہوا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد علاقے میں انگریز فوجیوں کی زمینی اور فضائی کارروائی شروع ہوگئی۔ کسان مجاہد نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے مناسب سمجھا کہ فوجی کا کام تمام کر دیا جائے اور اس معاملے سے اپنے آپ کو بے غم کر دے کیونکہ اس کو زندہ رکھنا مشکل کام تھا، لہٰذا اُس نے انگریز فوجی کو اُس کی اپنی گن سے مار ڈالا اور قریب کے کھیت میں پھینک دیا۔

پہلے واقعے میں آپ نے دیکھا کہ کس طرح عالمی سطح پر جدید ٹیکنالوجی سے لیس فوجی' جن کے خلاف نہ تو مجاہدین کی جانب سے کوئی مورچہ بنایا گیا تھا اور نہ ہی وہ کسی زمینی مائن کا شکار ہوئے، صرف بلیوں کی آپس کی جھڑپ اور مرغی کے دفاعی حملے نے ان کو اس قدر حواس باختہ کر دیا کہ وہ اپنی تلاشی سے مایوس ہوکر بلند بالا آہ و بکا کے ساتھ واپس چلے گئے۔ دوسرے واقعے میں آپ نے دیکھا کہ مکمل طور پر نہتا افغان کسان انتہائی بہادری کے ساتھ اسلحے سے لیس فوجی پر حملہ آور ہوتا ہے اس کو قیدی بناتا ہے اور بالآخر اُسے جہنم کی وادی میں دھکیل دیتا ہے۔ ان دو سچے واقعات میں سے پہلے واقعے میں اسلحے سے لیس کرداروں اور دوسرے میں نہتے افغان مجاہد کے کردار کو اگر بغور دیکھا جائے تو ہمیں ایک ایسی روشن حقیقت نظر آتی ہے جسے بہت سارے نام نہاد دانش ور نہیں سمجھ سکے ہیں اور اگر سمجھے ہیں تو اپنے تکبر اور دشمنی کی بنا پر نہیں چاہتے کہ یہ حقیقت اجاگر ہو اور جنگ میں کامیابی کا راز کھلے! جیسے بعض لوگوں نے افغانستان پر امریکی حملوں کے شروع میں کہا تھا کہ'' امریکیوں کے ساتھ پنگا لینا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے'' ان حضرات کا استدلال تھا کہ امریکی اکیسویں صدی کی جدید ٹیکنالوجی اور اسلحے کے مالک ہیں، اور مجاہدین کے پاس پرانے اور استعمال شدہ ہتھیار ہیں تو کس طرح یہ صفر (مجاہدین)'' سپر طاقت'' (نیٹو۔امریکہ) کے ساتھ مقابلہ کر سکیں گے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ کامیابی کا راز جدید اسلحے اور وسائل میں نہیں بلکہ قوی ہمت اور پاک عقیدہ وہ مضبوط قوت ہے جس نے ہمیشہ اسلحے پر کامیابی حاصل کی ہے، بالفاظ دیگر مادی قوت نے کبھی بھی معنوی قوت پر غلبہ حاصل نہیں کیا ہے۔ افغانستان میں حق و باطل کی جاری اس کشمکش میں ان دو ذکر سچے شدہ واقعات کی طرح بے شمار واقعات، حقائق اور عبرت کے دروس ہیں۔

06فروری: صوبہ قندھار .... ضلع میوند .... بارودی سرنگوں کے دھماکے .... دو امریکی ٹینک تباہ .... 8امریکی فوجی ہلاک .... زخمی

فتوحات طالبان

سپین بولدک کی فتح:

سب سے پہلے طالبان قندھار (ڈنڈ ضلع) سے سپین بولدک کی طرف چلے، راستہ میں کہیں بھی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ طالبان سپین بولدک پہنچے جن کے ساتھ ملا نورالدین ترابی تھے اور امیر المومنین راستے میں طالبان کے ساتھ تھے۔ ایک قصبے کی ایک بڑی مسجد میں طالبان جمع ہوئے، چمن اور کوئٹہ کے طلبہ کو جب معلوم ہوا کہ طالبان سرحد تک پہنچ گئے ہیں تو وہ بھی جمع ہونے لگے۔ اسلحہ اور دوسرا ضروری سامان آہستہ آہستہ جمع ہو رہا تھا اور ساتھی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تعاون کر رہے تھے۔ سب سے زیادہ اسلحہ ملا دوست محمد اخند شہیدؒ اور ملا خالق داد اخند شہیدؒ نے دیا، ملا عباس اخند اور طلبہ بھی اپنا اسلحہ لائے۔ اب الحمدللہ تمام طالبان مسلح ہوگئے، ابھی تک سپین بولدک میں پھاٹک والوں کا کنٹرول تھا سب سے پہلے طالبان نے ان کے پاس علمائے کرام کا ایک بڑا وفد بھیجا اور انہیں آگاہ کیا کہ یہ پھاٹک ختم کر دیا جائے اور علاقہ چھوڑ دیا جائے۔ پھاٹک والوں کے ساتھ علمائے سوء بھی تھے جو انہیں پھاٹک کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے۔ ان بدبختوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ یہ ہمارا حق ہے۔ اس کے بعد طالبان نے قومی سربراہوں اور عمائدین کا وفد بھیجا تا کہ انہیں سمجھایا جائے انہوں نے اس وفد کو بھی صاف جواب دیا۔ تین دن تک ان کو سمجھانے کی کوشش کی جاتی رہی مگر وہ بالکل انکاری ہوتے رہے اور انہوں نے بھی طالبان کے خلاف اتحاد بنانا شروع کر دیا۔

تیسرے دن تک ان لوگوں نے جب طالبان کی بات نہ مانی تو طالبان ایک بڑی گاڑی میں سوار ہوئے جن کی تعداد تقریباً چالیس تھی اور وہ سب مسلح تھے۔ گاڑی پر ایک بڑی ترپال ڈال دی گئی تا کہ مسلح لوگ باہر سے نظر نہ آئیں۔ مغرب کی طرف سے گاڑی پھاٹک کی طرف بڑھی، دوسری طرف سے بھی طالبان اسی طرف بڑھنے لگے۔ جب گاڑی پھاٹک پر پہنچی تو پھاٹک پر تعینات لوگ سمجھے کہ یہ بھی کوئی عام گاڑی ہے، پھاٹک کا یہ قانون تھا کہ ڈرائیور خود نیچے اتر کر اس کو پیسے دیتا۔ اس دن بھی پھاٹک والے آرام سے بیٹھے رہے اور انتظار کرنے لگے کہ گاڑی والا نیچے اتر کر انہیں پیسے دے گا۔ اچانک گاڑی سے طالبان اترے اور انہوں نے پھاٹک والوں پر بندوقیں تان لیں۔ پھاٹک والوں میں سے بعض نے مزاحمت کی اور فائرنگ کا تبادلہ ہونے لگا۔ بیس پچیس منٹ بعد آوازیں بلند ہوئیں کہ فائر نہیں کرو، فائر نہیں کرو،، کام ختم ہوگیا۔ بیس پچیس منٹ میں مکمل ضلع فتح ہوگیا اور طالبان کے ہاتھ بہت سا اسلحہ اور غنیمت لگی۔ کچھ مزاحمت کار مارے گئے اور کچھ کو زندہ گرفتار کرلیا گیا۔ ایک کمانڈر اپنی گاڑی تک چھوڑ کر قندھار بھاگ گیا، طالبان نے اس کی گاڑی بھی قبضہ میں لی اور صبح قندھار کا رخ کیا۔ قندھار کی طرف سے منصور نامی کمانڈر اور کمانڈر امیر لالئی اور ایئرپورٹ کی طرف سے کمانڈر فضل ٹینک، بکتر بند اور بڑا اسلحہ لے کر سپین بولدک کی طرف بڑھے۔ سپین بولدک والوں نے بھی طالبان کے خلاف جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ جب تمام اطراف سے طالبان کو مٹانے کے لیے لشکر جمع ہونے لگے تو لوگ طالبان کو کہہ رہے تھے کہ آپ لوگوں کا دماغ خراب ہے، ان لوگوں کے پاس بھاری اسلحہ اور افرادی قوت کی کوئی کمی نہیں اور آپ لوگوں کے پاس کچھ بھی نہیں، طالبان ان لوگوں کو جواب دیتے تھے:

كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّهِ (البقرۃ: ۲۴۹)

''کتنے ہی تھوڑے گروہ ہیں جو زیادہ پر غالب آجتے ہیں اللہ کے حکم سے''۔

اس طرح طالبان اس آیت کا مصداق بن گئے۔ راستے میں تین بڑے کمانڈر جنگ کے لیے نکلے، ان کے ساتھ بڑی تعداد میں افرادی قوت ہونے کے ساتھ ساتھ ٹینک اور بھاری اسلحہ بھی تھا۔ ظہر کے بعد طالبان نے چڑھائی شروع کی، قندھار ایئرپورٹ تک طالبان کے سامنے دس منٹ سے زیادہ کوئی کمانڈر نہ ٹھہر سکا۔ بلکہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر ریگستان کی طرف راہ فرار اختیار کر گئے۔ طالبان نے ان کا پیچھا کیا اور ان کو گرفتار کرلیا۔ مغرب کے وقت طالبان ایئرپورٹ میں داخل ہوئے اور ایئرپورٹ پر قبضہ کرلیا۔ صبح کے وقت گرفتار ہونے والوں میں سے کمانڈر منصور اور کمانڈر بارو کو ٹینک کے بیرل کے ساتھ لٹکا کر پھانسی دے دی گئی، اسی دن طالبان قندھار شہر میں بھی داخل ہوگئے۔ سب سے پہلے قلعہ جدید، کمندوا اور قول اردو (چھاؤنی) پر قبضہ کیا گیا۔ شہر کے آخر میں باغ پل نامی علاقہ تھا جہاں پر حزب اسلامی کے کمانڈر سرکاتب نے تھوڑی سی مزاحمت کی۔ اسی دن یہ علاقہ بھی فتح ہوگیا۔ دو تین دن میں یہ سارا علاقہ قبضے میں آ گیا اور کئی بڑے بڑے کمانڈر طالبان سے مل گئے اور اسلحے کی گاڑیاں بھر بھر کر طالبان کے حوالے کر دیں گئیں۔ قندھار کی فتح کے بعد طالبان کی تعداد ہزاروں میں ہوگئی، قندھار کی فتح جب تکمیل کو پہنچی تو طالبان نے ایک طرف کابل کی سڑک پر اور دوسری طرف ہرات کی سڑک پر تشکیلات شروع کر دیں۔

ہلمند کی فتح:

ہلمند تک طالبان کو کسی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ طالبان ہلمند پہنچے اور

07فروری: صوبہ قندھار..................ضلع دامان ....افغان چیک پوسٹ پر حملہ ....9 فوجی ہلاک ....اسلحہ اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت

گریش میں ایک فوجی چھاؤنی میں قیام کیا۔ ہلمند صوبے کا مشہور کمانڈر غفار اخندزادہ تھا، اس کو طالبان نے اسلحہ جمع کروانے کا کہا تو اُس نے انکار کردیا بلکہ گچکی ضلع میں طالبان سے مقابلے کے لیے افرادی قوت جمع کرنا شروع کردی اور طالبان کے خلاف جنگ کا آغاز کردیا۔ تقریباً دو دن تک جنگ ہوتی رہی۔ اس جنگ میں مخالفین نے بھی طالبان کی طرح اپنے سروں پر کالی پگڑیاں باندھی ہوئی تھیں، جس سے طالبان کو اپنے ساتھیوں کو پہچاننے میں مشکل پیش آرہی تھی۔ طالبان نے اس کا یہ حل نکالا کہ تمام طالبان نے اپنے بازوؤں پر سفید پٹیاں باندھ لیں۔ دو دن بعد یہ علاقہ بھی فتح ہوگیا۔ یہاں پر کچھ ساتھی شہید اور زخمی بھی ہوئے۔ یہ طالبان کے پہلے شہدا اور زخمی تھے۔ اس جنگ کے سرپرست شہید حاجی ملا محمد اخندؒ اور شہید حاجی ملا بور جان اخندؒ تھے۔ دوسری جنگ بھی صوبہ ہلمند کے ضلع نداعلی میں ہوئی جو ایک دن میں ہی ختم ہوگئی۔ طالبان نے دلارام کا رخ کیا جو فراہ صوبے کا مربوط علاقہ ہے، دلارام پہنچ کر طالبان نے مورچے بنالیے۔

نمروز اور فراہ کی فتح:

اس وقت پانچ صوبوں یعنی نمروز، فراہ، شینڈنڈ ہرات اور بادغیس کو حوضہ جنوب مغرب کہتے تھے اور تورن اسماعیل کو ان علاقوں کا سربراہ مانا جاتا تھا۔ اُس نے روس کے خلاف جہاد میں حصہ لیا تھا اور ان تمام علاقوں کے لوگ اس کے ساتھ تھے۔ تورن اسماعیل خان کا فوجی نظام افغانستان میں سب سے زیادہ منظّم اور اچھا تھا۔ اس کے پاس طیارے، توپ خانے، ٹینک اور ہر قسم کے اسلحے کے علاوہ بہت کثیر تعداد میں افرادی قوت بھی موجود تھی گویا اس کے پاس ایک منظّم فوج تھی۔ جب تورن اسماعیل نے دیکھا کہ طالبان آگے ہی بڑھتے آرہے ہیں اور بڑے بڑے کمانڈران سے شکست کھا رہے ہیں تو وہ اپنی تمام قوت کے ساتھ میدان میں آگیا۔ دونوں فوجوں کا آمنا سامنا دلارام میں ہوا۔ تورن اسماعیل کے طیاروں نے طالبان پر بم باری شروع کردی، طالبان اس وقت طیاروں کی بم باری سے بچنے کے لیے مکمل طور پر تیار نہ تھے۔ اس وجہ سے طالبان کو کافی نقصان اٹھانا پڑا، طالبان نے جوابی کارروائی شروع کی تو اس کی فوج شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئی۔

بہت دنوں تک آمنے سامنے جنگ ہوتی رہی، مخالفین کے طیارے طالبان کے مورچوں پر ہر روز بم باری کرتے، فراہ رود میں ایک بہت بڑا سرکاری ہوٹل تھا کچھ طالبان نے اس کو قرارگاہ (چھاؤنی) بنالیا۔ دشمن کے جاسوسوں کی اطلاع پر دشمن نے اس ہوٹل پر بم باری کی جس سے ہوٹل کی عمارت گرگئی اور اس میں موجود بڑی تعداد میں طالبان شہید اور زخمی ہوگئے۔ اسی دن طالبان نے پیش قدمی کی اور صوبہ فراہ پر قبضہ کرلیا۔ اب طالبان کے قبضے میں صوبہ نمروز، صوبہ فراہ کے ساتھ ساتھ دلارام اور فراہ رود کے علاقے بھی تھے۔ طالبان نے یہاں پہنچ کر مورچے بنائے اور چھ ماہ تک جنگ ہوتی رہی۔ طالبان نے کچھ اور پیش قدمی کی اور خورما کے پہاڑوں میں مورچہ بندی کرلی۔ ان پہاڑوں میں بہت سخت جنگ ہوتی رہی، کبھی طالبان آگے بڑھتے اور کبھی دشمن آگے آجاتا۔ یہ جنگ پورے سال جاری رہی، اسی جنگ میں چھ سو طالبان شہید ہوئے۔ ایک دن دشمن نے بڑا حملہ کیا اور طالبان پسپا ہوکر دلارام میں آنا پڑا۔ اس کے چند دن بعد طالبان نے جوابی کارروائی کی اور دشمن کو فراہ رود تک دھکیل دیا۔ دو مہینوں بعد دشمن نے پھر بڑا حملہ کیا اور نمروز و فراہ پر قبضہ کرلیا۔ کچھ دن بعد دلارام بھی طالبان کے ہاتھ سے نکل گیا، تورن اسماعیل کی فوج غرور میں آگے بڑھنے لگی اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ اب قندھار پر بھی قبضہ کرلیں گے۔ طالبان پیچھے ہٹتے ہٹتے صوبہ ہلمند کے ضلع گریش تک پہنچ گئے، یہاں کے کمانڈر محلی نے جو پہلے طالبان سے مل گیا تھا، بغاوت کردی اور یہاں بھی جنگ شروع ہوگئی۔ اس جنگ میں بھی طالبان کے بہت سے ساتھی شہید ہوئے، جن میں کمانڈر ملا محمد اخندؒ بھی تھے۔ یہ جنگ طالبان کے لیے بہت بڑا امتحان تھی، ہر طرف سے حملے شروع تھے اور گلی گلی میں جنگ ہورہی تھی، یہ دن تحریک طالبان کے سب سے پریشان کن دنوں میں سے تھے۔

امیرالمومنین کی جنگ میں شرکت:

ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً(ال عمران: ۱۵۴)

''پھراس نے غم کے بعد تم پر امن نازل فرمایا''۔

یہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت تھی کہ اس نے امیرالمومنین اور ان کے ساتھیوں کو ثابت قدم رکھا۔ امیرالمومنین خود میدانِ جنگ میں آگئے اور خود طالبان کی قیادت سنبھال لی۔ اس سے طالبان کے حوصلے بلند ہوگئے، اب دشمن پر بڑے حملے کی تیاری شروع ہوئی اگلے ہی دن طالبان نے دشمن پر حملہ کرکے اسے پسپا ہونے پر مجبور کردیا۔ شہید ملا محمد اخندؒ کا خون رنگ لایا، دشمن نے تاریخ ساز شکست کھائی، طالبان آگے بڑھتے رہے اور دشمن پیچھے بھاگتا رہا۔ طالبان نے صرف چھ دنوں میں بہت سے اضلاع فتح کرلیے، دشمن کی جتنی بھی فوج لڑنے آئی تھی اس میں سے آدھی بھی زندہ نہ بچی۔ جب دشمن شکست کھا کر بھاگا تو طالبان نے اس کا پیچھا کیے رکھا۔ دشمن سڑک چھوڑ کر دشت کی طرف نکلا۔ ہلمند سے ہرات کا راستہ تقریباً ۵۰۰ کلومیٹر تھا اس لیے یہ سفر پیدل طے کرنا ممکن نہ تھا۔ دشمن کے سپاہی جان بچانے کے لیے راستوں میں بھاگتے رہے، طالبان نے گاڑیوں پر ان کا پیچھا کیا اور ان کو قتل کرتے رہے۔ ہرات کی سڑک پر اتنی لاشیں پڑی تھیں کہ بدبو کی وجہ سے گاڑی کے شیشے بھی نہیں کھولے جاسکتے تھے۔ قتل کے ساتھ ساتھ دشمن کی بہت بڑی تعداد گرفتار بھی ہوئی۔

(جاری ہے)

(ماخوذ از لشکر دجال کی راہ میں رکاوٹ)

☆☆☆☆☆

07 فروری: صوبہ ننگرہار ....اور صوبہ پکتیکا..........امریکی فوج کے دو ہیلی کاپٹر مجاہدین کا نشانہ بن کر تباہ..........دونوں واقعات میں مجموعی طور پر 23 فوجی ہلاک

میرا بھائی......حافظ سعید اللہ شہیدؒ

شہید کی ہمشیرہ' جو کہ جماعت ہشتم کی طالبہ ہیں' کے تاثرات

درمیانے قد، چھوٹی مگر خوب صورت گھنی داڑھی، سفید رنگت، سبز اور چمکتی خوبصورت آنکھیں، دھیمے اور نرم لہجے میں بات کرنے والے، اپنے اور غیروں سبھی کے کام آنے والے، حیا کے پیکر، خواتین کو عزت واحترام دینے، بڑوں کا ادب، چھوٹوں کے ساتھ شفقت ومحبت سے پیش آنے والے اور ہر کسی کے دل میں اپنی جگہ بنانے والے بہت خوب صورت اور عہد کے پکے...... یہ میرے بھائی حافظ سعید اللہ شہیدؒ ہیں، جن کا ہمارے گھر میں نام عبدالمتین ہے۔

سعید اللہ بھائی شروع ہی سے تمام بہن بھائیوں سے الگ تھے، ان کے بچپن کا ایک واقعہ جو مجھے بہت یاد آتا ہے، وہ واقعہ ہم سب کو سبق دینے کے لیے کافی ہے۔ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جب وہ کلاس پریپ میں پڑھتے تھے۔ ان کے سکول کی نہم کلاس کے طلبا بہت شرارتی تھے۔ آئے روز اساتذہ کو تنگ کرنا اُن کا معمول تھا۔ ان کے استاد نے ان کو سزا کے طور پر چھوٹی کلاس کے بچوں سے سزا دلوانے کی ٹھانی۔ سزا یہ تھی کہ کلاس نہم کے ہر ایک بچے کو کلاس پریپ کے بچوں سے تھپڑ کھانے تھے۔ باقی تمام لڑکوں نے تو اپنی اپنی باری پر کلاس نہم کے بچوں کو تھپڑ مارے لیکن جب سعید اللہ بھائی کی باری آئی تو وہ سر جھکا کر چپ کر کے کھڑے ہو گئے۔ جب اُن کے استاد نے وجہ پوچھی تو انہوں نے نہایت معصومیت سے جواب دیا ''امی جی کہتی ہوتی ہیں کہ اپنوں سے بڑوں کو نہیں مارتے ہوتے اس لیے میں نہیں ماروں گا''۔ استاد کے سامنے اتنی بہادری سے سے سعید اللہ بھائی نے غلط بات کو غلط کہا کہ انہوں نے تسلیم کیا اور بھائی کو انعام بھی دیا۔ انعام وصول کرنے کے بعد بھی انہوں نے گھر آ کر یہ نہیں بتایا کہ مجھے انعام ملا ہے بلکہ اگلے دن اُن کے استاد نے گھر آ کر یہ بات بتائی۔

جیسے وہ بڑوں کی عزت کیا کرتے تھے بالکل اسی طرح وہ وقت کے پابند بھی تھے، وہ وقت کی قدر کیا کرتے تھے۔ اگر وہ نیکی کرنے کا سوچتے تو رکتے نہیں تھے کیونکہ ان کے خیال میں آج کا دن ان کی زندگی کا آخری دن بھی تو ہوسکتا تھا۔ وہ بہت لائق اور ذہین تھے، ہر کام کو سنت کے مطابق کرنے کی کوشش کرتے اور ہمیں بھی اس کی تلقین کرتے۔ اپنے زیادہ تر کام خود ہی کیا کرتے تھے۔ ایک دن امی جی کھانا پکا رہی تھیں اور میں اور بھائی بھی امی کے پاس ہی بیٹھے تھے۔ بھائی نے امی سے کہا کہ امی جی آپ مجھے کپڑے دھونا اور کھانا بنانا بھی سکھا دیں تاکہ میں اپنے کام خود کر سکوں۔ جواب میں امی نے ان سے کہا کہ یہ عورتوں کے کام ہیں تو وہ کہنے لگے نہیں امی ہر انسان کو اپنا کام خود کرنا چاہیے۔ وہ حافظ قرآن بھی تھے اس لیے جب سونے کے لیے بستر پر جاتے تو سب سے پہلے اسے تین جھاڑتے پھر دائیں طرف منہ کر کے قرآن پاک کی آیتیں پڑھتے اور اسی طرح پڑھتے پڑھتے سو جاتے۔ صبح تہجد کے لیے اٹھنا تو ان کا معمول تھا، ہر نماز باجماعت ادا کرتے اور اس کے لیے اپنا ضروری کام تک چھوڑ دیتے۔ جمعہ کو غسل کا خاص اہتمام کرتے تھے اور جمعہ کی باقی سنتیں بھی پوری کرتے۔ زلفیں رکھنا تو ان کے لیے پسندیدہ مشغلوں میں سے ایک تھا۔ وہ زیادہ تر خاموش رہتے لیکن اگر کوئی حق کے خلاف بولتا تو اُسے قرآن مجید کی آیات جواباً سنا کر خاموش کروا دیتے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا لیکن اُن کی سب سے بڑی خوبی اُن کا حافظ قرآن ہونا تھا۔ حق کو سچ اور جھوٹ کو باطل ثابت کرنا اُن کا وطیرہ تھا۔

؎ موجوں سے لڑنے کبھی ساحل نہیں آتا\
جھوٹا ہو تو پھر مدمقابل نہیں آتا\
تاریخ زمانہ سے ثابت ہے یہ حقیقت\
حق سامنے ہو تو باطل نہیں آتا

وہ قرآن پاک کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں لانا چاہتے تھے اور اپنی اسی خواہش کی تکمیل کے لیے انہوں نے جہاد کا راستہ اختیار کیا۔ زندگی کے دن یوں ہی رواں دواں تھے۔ اس وقت میں کلاس ہفتم اور چھوٹی بہن کلاس پنجم میں پڑھتی تھی۔ ایک دن بھائی' ابو کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ مجھے جہاد میں شرکت کی اجازت دیجیے۔ ابو جب اُنہیں تعلیم مکمل کرنے کا کہتے یا مختلف دلائل سے پس وپیش کرتے تو وہ اُنہیں قرآن کی آیات پڑھ کر سناتے اور قرآنی دلائل کے سامنے تو ہر عذر بے کار ہی ثابت ہوتا۔ بالآخر ابو نے انہیں اجازت دے دی اور کہا کہ ابھی تم بہت کم عمر ہو، ذرا سا بڑے ہو جاؤ تو جہاد کے لیے چلے جانا لیکن وہ اپنی کم عمری کے باوجود اس بات پر بضد تھے کہ اُنہیں جہاد کے لیے جانا ہے۔ کیونکہ انہیں اپنی زندگی پر بھروسہ نہیں تھا۔ اُنہوں نے اس بات کا انتظار نہیں کیا کہ وہ بڑے ہو جائیں تو جہاد کے لیے جائیں گے۔ لہٰذا اُنہوں نے اس راستے میں نکلنے کا فیصلہ کر لیا لیکن یہ راز کسی کو نہیں بتایا۔ کیونکہ اس طرح ہم اُنہیں کچھ عرصہ مزید رک جانے کا کہتے اور ان کا سارا منصوبہ برباد ہو جاتا۔

ایک دن وہ امی اور ابو کے نام ایک رقعہ لکھ کر خود ہمارے سے بہت دور چلے گئے...... جہاد کی پرنور فضاؤں میں سانس لینے اور شہادت کا تمغہ اپنے سینے پر سجانے کے لیے گھر سے نکل گئے۔ اس رقعہ کے پڑھنے کے بعد کچھ دیر کے لیے تو سمجھ میں نہیں آیا کہ ہم کہاں سے اپنے بھائی کو واپس لائیں۔ وہ بھائی کہاں سے لائیں کہ جس نے کبھی مذاق

08 فروری: صوبہ پروان ....ضلع سیاہ گرد ....پولیس اہلکاروں پر حملہ ....6 پولیس اہلکار ہلاک ....زخمی

میں بھی ہم سے جھوٹ نہیں بولا تھا، ہمیشہ سچ ہی اُن کے دامن گیر رہا۔ ہمارے والدین نے اس موقع پر عجیب صبر کا مظاہرہ کیا اور ہمیں بھی آخرت میں ملاقات کی تسلیاں دیتے رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو دنیا میں بھی ہماری ملاقات منظور تھی۔

ایک دن ہمیں خبر ملی کہ سعید اللہ بھائی عید ہمارے ساتھ منائیں گے۔ ہم نے ان کے لیے کپڑے سلوا لیے، عید والے دن تک ہم نے اُن کا بہت انتظار کیا لیکن شاید قسمت میں ابھی اُن سے ملنا نہیں لکھا تھا۔ چاند رات تک بھی جب وہ نہیں آئے تو ہم تینوں بہن بھائیوں نے رونا شروع کر دیا کہ بھائی کیوں نہیں آ رہے۔ اس کا جواب ہمیں کون دیتا، کوئی بھی نہیں، کیونکہ یہ کسی کو معلوم نہ تھا۔ عید کے گزر جانے کے چند روز بعد دروازے پر بیل بجی، اس دن گھر میں ابو اور بھائی نہ تھے جس کی وجہ سے میری چھوٹی بہن نے دروازہ کھولا تو اسے اس بھائی کا چہرہ نظر آیا جو چھوٹوں کے ساتھ کھیلنا پسند کرتا تھا مگر بڑوں کی محفل میں بیٹھنے سے احتراز کرتا تھا۔ چھوٹی بہن نے مجھے اور امی جی کو آواز دے دی کہ باہر آ جاؤ مگر بھائی کو اندر آنے کے لیے نہیں کہا۔ شاید اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ وہی بھائی ہے جو سال پہلے ہمارے پاس سے چلا گیا تھا۔ جی ہاں یہی وجہ تھی مگر ہماری سوچ کو بھائی نے توڑا ......انہوں نے کہا کیا مجھے اپنے والدین اور بہن بھائی سے ملنے کی اجازت نہیں ہے؟ میں واپس چلا جاؤں؟ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہماری ملاقات دنیا میں بھی کرا دی۔ ہم نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی۔ پھر ہم سب سے جی بھر کر بھائی سے باتیں کیں کیونکہ رات کو سونے کے لیے کسی کا دل نہیں چاہ رہا تھا۔ اس لیے سب سے بھائی سے اپنے تمام تر گلے شکوے کر ڈالے۔ دوسری جانب توقع کے عین مطابق انہوں نے قرآن پاک کی مبارک آیات سے ہمارے تمام تر گلے شکوے دھو ڈالے۔ ہمارے ان شکووں پر وہ بہت ہنستے اور ہنستے وقت وہ بہت پیارے لگتے تھے۔

کچھ ہی عرصہ بعد بھائی کو ایک مرتبہ پھر جہاد کی فضائیں دعوت دینے لگیں۔ بھائی پھر اُن ہواؤں سے ملنے کے لے بے چین ہو گئے اور ابو سے اجازت طلب کرنے لگے۔ ابو نے کہا کہ دو تین سال بعد چلے جانا تا کہ کچھ پڑھ لو مگر بھائی نے اس وقت ابو سے یہ کہا ''ابو! آپ مجھے جو کچھ مرضی کہہ لیں، میں آپ سے کچھ نہیں بولوں گا، آپ مجھے مار لیں میں برا نہیں مانوں گا، مگر ابو مجھے جہاد کے لیے پرنور محاذوں پر جانے سے نہ روکیں، میں ان محاذوں کو نہیں چھوڑ سکتا''۔ یہ سن کر ابو نے انہیں اجازت دے دی۔ مگر اب میری باری آ گئی، میں انہیں کچھ دن جانے کے لیے روکنے لگی تو اس کے جواب میں انہوں نے مجھے جو کہا وہ آج بھی مجھے یاد آتا ہے تو میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتی ہوں، اُن کے الفاظ یہ تھے ''جہاد وہ شمع ہے جو پروانوں کو خود کھینچ لے جاتی ہے، جہاد میں صرف وہی شامل نہیں ہوتا جو باقاعدہ حصہ لیتے ہیں بلکہ اس میں تو وہ بھی شامل ہیں جو گھر سے کتنی بہادری سے اپنے بھائیوں کو اپنے آپ سے جدا کر دیتی ہیں......تم کتنی خوش نصیب ہو کہ نہ جا کر بھی تم جہاد میں شامل ہو''۔

یہ سن کر میں انہیں منع نہ کر سکی اور انہیں جانے کی اجازت دے دی۔ اجازت ملنے کے بعد دو دن تو ہمارے پاس رکے مگر تیسرے دن ظہر کے بعد وہ ہمارے پاس سے گئے، کہاں گئے؟ جی ہاں! محاذوں پر...... جہاد کی خوشبو دار فضاؤں میں...... جہاں سے اگر کوئی واپس آ جائے تو غازی کہلاتا ہے اور کوئی واپس نہ آئے تو شہادت کا تمغہ اپنے سینے پر سجا لیتا ہے۔ وہ جہاد کے لیے افغانستان چلے گئے اور ہم دوبارہ ان کی صورت دیکھنے کے لیے بے چین رہے۔ کیونکہ خواب کے علاوہ ہم کسی طرح بھی انہیں نہ دیکھ پاتے۔ ہم کیسے انہیں دیکھ پاتے جب کہ انہیں تصویر بنوانے کا کہتے یا بنانے کے لیے موبائل سامنے لاتے تو وہ فوراً اپنا چہرہ ڈھانپ لیتے۔ ہمارے دیکھنے کے لیے کوئی چیز ہی نہ تھی اور نہ ہو سکتی تھی کہ جسے دیکھ کر ہم اپنے بھائی کو یاد کرتے اور اُن کی صورت دیکھتے۔ مجھے بھائی کی جدائی کا بہت غم تھا مگر میں اس کا اظہار نہیں کرتی تھی کیونکہ اس طرح میرے والدین جو اپنے جگر کا حصہ دے کر بہت مطمئن تھے، میری وجہ سے پریشان ہو جاتے۔ میں اپنی امی جی اور ابو جی کو جتنی داد دوں وہ کم ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کی جدائی کو کتنے صبر سے برداشت کیا۔ بھائی کے بارے میں اپنوں اور غیروں نے جو باتیں کیں، اُنہوں نے بہت پیار اور صبر سے برداشت کیں۔ انہوں نے ہر معاملے میں صبر کا مظاہرہ کیا اور ان کی جدائی برداشت کرتے چلے گئے۔

سعید اللہ بھائی جب مسکراتے تو اپنی مسکراہٹ سے غم ناک دل والوں کو بھی مسکرانے پر مجبور کر دیتے کیونکہ ان کی آنکھیں ہی اتنی پیاری تھیں کہ انسان کو چہرے کا باقی حصہ دیکھنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ سب کا دھیان زیادہ تر چشمے کے پیچھے چھپی ہوئی آنکھوں پر ہوتا۔ ایسا بھائی کیوں نہ یاد آئے جو سچائی کا پیکر ہو، جو امانت میں خیانت کے تصور کو بھی گناہ سمجھتا ہو، اُن کے لیے لکھنا میرے بس میں نہیں...... مجھے کیوں نہ وہ یاد آئیں، میں اُنہیں کیسے بھلا دوں بھلا......

اُن کے جانے کے ۷ یا ۸ ماہ بعد ایک دن صبح سویرے ان کی خیریت کی خبر موصول ہوئی، جس کو سن کر پورا گھر مطمئن سا ہو گیا...... پھر اچانک ہی وہ بات ہو گئی جسے ہم نے کبھی سوچا بھی نہ تھا، ہم نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا کہ ہمارا خونی رشتہ، ہمارا لاکھوں میں ایک تصور ہونے والا بھائی اور ہمارا نورِ چشم زندہ ہو کر بھی ہم سے جدا ہو سکتا ہے، ہماری آنکھوں سے ہمیشہ کے لیے اوجھل ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سعید اللہ بھائی کے لیے یہ فیصلہ تھا کہ وہ غازی نہ بنیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کا نام شہیدوں کی فہرست میں لکھ دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اُن کی دیرینہ خواہش کی لاج رکھ لی، جس کے لیے وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعا مانگتے تھے، اُن کی وہ خواہش بھی پوری ہو گئی اور وہ ۲۸ دسمبر ۲۰۱۰ء کو شہید ہو گئے۔

اُن کی شہادت کا سن کر مجھے وقتی طور پر بہت دکھ ہوا مگر آخرت میں ملنے کی امید سے میں خوش ہو گئی مگر مجھے یقین نہیں آ رہا کہ یہ سب اتنی جلدی ہو گیا ہے۔ میں اُن کی شہادت سے بہت خوش ہوں (بقیہ صفحہ ۵۷ پر)

09 فروری: صوبہ ہلمند .... ضلع گریشک .... امریکی فوج کا ٹرانسپورٹ طیارہ مار گرایا گیا............ اس میں سوار تمام افراد ہلاک ہو گئے

عہدِ رفتہ کا مجاہد رہنما، ملّا پاوندہ

صلاح الدین

ایک انگریز مورخ مولف کیرو اپنی تصنیف ''دی پٹھانز'' میں لکھتا ہے:

''کرم (ٹوچی) اور گومل کے درمیان جو علاقہ ہے، وزیرستان کہلاتا ہے، یہاں ایک مختلف قسم کا قبائلی نظام ہے، سوات، باجوڑ، تیراہ وغیرہ علاقوں پر مختلف سلطنتیں وقتاً فوقتاً حملہ آور ہوئی ہیں، مغلوں اور درانیوں نے بھی ان علاقوں کو اپنا مطیع بنانے کے لیے کارروائیاں کی ہیں، وزیرستان پر کئی حکمرانوں کا گزر ہوا ہے، لیکن جہاں تک تاریخ ہمارا ساتھ دیتی ہے، وہ یہ ہے کہ کبھی کوئی سلطنت ان قبائل کو زیر کرنے میں کامیاب نہ ہوسکی، ان قبائل نے بھی اپنی گردن پر جوا نہیں رکھوایا، یہ قبائل بڑی ٹیڑھی کھیر ثابت ہوئے ہیں، محمود غزنوی نے ان علاقوں سے سپاہی ضرور بھرتی کیے ہوں گے، احمد شاہ ابدالی نے بھی یہ تخمینہ لگایا تھا، کہ صرف محسود قبیلے سے اٹھارہ ہزار سپاہی بھرتی کیے جاسکتے ہیں، انگریز بھی یہاں ہار گئے انہوں نے سڑکوں اور قلعوں کا جال بچھایا لیکن کوئی بھی قبائل سے ہتھیار چھیننے، ان کے علاقوں کو پولیٹیکل انتظامیہ کے تحت لانے یا ان پر ٹیکس لگانے میں کامیاب نہ ہوسکا''۔

۲۰۔۱۹۱۹ء کے فوجی آپریشنز میں انگریزوں نے قبائل کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا، لیکن اس کے باوجود ان کے حوصلے جوان اور خون گرم تھا، کسی سرحدی قوم کے لڑنے کی قوت کا اندازہ ان کے سروں سے نہیں ہوسکتا، بلکہ رائفلوں کی تعداد سے کیا جاسکتا ہے۔ سوات کے سنڈاکئی بابا، جنوبی وزیرستان کے ملا پاوندہ اور ایک اور مجاہد لیڈر فقیر ایپی جوان دونوں کے چالیس سال بعد ظاہر ہوئے۔ ان حضرات نے برٹش حکومت کو جتنا جانی و مالی نقصان پہنچایا اتنا کسی اور نے نہیں پہنچایا ہوگا حتی کہ ٹرائبل ایریا (قبائلی علاقے) برٹش ایمپائر کے لیے ان مجاہد رہنماؤں کی جارحانہ سرگرمیوں کی وجہ سے بدترین بوجھ اور دردسر ثابت ہوئے، لیفٹیننٹ کرنل ''وِلّی'' نے ''کوہ سیاہ سے وزیرستان تک'' (from black mountain to waziristan) میں ۱۸۴۷ء سے ۱۹۰۸ء تک قبائلیوں کے خلاف جنگی مہمات کی تفصیل لکھی ہے، جن میں انگریز فوج کے سیکڑوں سپاہی کام آگئے تھے، بعض مرتبہ ایک ہی جھڑپ میں مقتول فوجیوں کی تعداد سیکڑوں ہے۔

ان قبائلی ابطال اور سربکف مجاہدین کے سرخیل ملا پاوندہ تھے، جو بڑی عبقری شخصیت کے مالک تھے، ملا پاوندہ شابی خیل جنوبی وزیرستان کے محسودوں کی علیزئی شاخ سے تعلق رکھتے تھے، آپ لمبے سرو قد کے مالک اور زبردست عالی دماغ انسان تھے، بطور عالم دین آپ کی کافی شہرت تھی۔ خود آپ نے اپنے لیے ''بادشاہِ طالبان'' کا لقب اختیار کیا تھا، آپ محسودوں کے اس پارٹی کے لیڈر تھے، جو قومی ملکان کے جرگہ کے خلاف تھے، کیونکہ ملکان انگریز کے ساتھ غیرت قومی کا سودا کررہے تھے۔ آپ انگریزوں کے اتنے ہی خلاف تھے، جتنے ملکوں کے قوم پر تسلط کے خلاف تھے۔ انگریزوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ کسی طرح مقامی جرگے کے ذریعے ملا پاوندہ کو محسودوں کے علاقے سے جلاوطن کیا جائے لیکن ان کی یہ تمام کوشش بے سود ثابت ہوئیں، آخر مجبور ہوکر وزیرستان کے پولیٹیکل ایجنٹ پاؤل (poviol) کی کوششوں سے حکومت نے ان کے ساتھ صلح کرلی۔

انگریزوں نے ملا پاوندہ کے ساتھ جو سلوک کیا وہ بڑا متضاد، مذبذب اور توہین آمیز تھا، کیونکہ کبھی اُن کی خوش آمد کی جاتی تھی اور کبھی دھتکار دیا جاتا، ایسے حالات میں ملا پاوندہ جیسا خوددار اور خودمختار شخص شدید ردعمل پر مجبور ہوجاتا۔

۱۸۹۴ء کی رات کو وانا کیمپ پر حملہ کرنے سے کئی دن قبل ملا پاوندہ نے اپنے ایلچی مسٹ بروس کے پاس بھجوائے تھے، مگر اس نے ملا پاوندہ کی حیثیت کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا کہ صرف ملکان کے ذریعے قومی جرگے میں بات چیت ہوسکتی ہے، بعد میں جب وانا کیمپ پر حملہ ہوا تو انگریزوں کے ہوش ٹھکانے آگئے، اور وہ سوچنے لگے کہ آیا اب ملا پاوندہ کے ساتھ مذاکرات ہوسکتے ہیں اور کیا اس کو حکومت کے لیے خطرہ بننے سے روکا جاسکتا ہے؟ چنانچہ مسٹر پاؤل کے ذریعے ملا پاوندہ کے ساتھ صلح کی گئی۔ ملکی الاؤنس کی رقم جو اننالیس ہزار روپے تھی، قوم کے حوالے کی گئی، اور ملا پاوندہ کے لیے ۱۰۰ روپے ماہوار ملکی الاؤنس اور ۱۹۰۶ء میں ان کے لیے برٹش علاقے میں جائیداد خریدنے کی منظوری بھی دے دی گئی، مگر ملا پاوندہ کے متواتر انگریز دشمن کارناموں کے سبب ۱۹۰۷ء میں یہ دونوں حکم واپس لے لیے گئے۔

وانا کیمپ پر حملہ

جس طرح محسودوں نے ۱۸۶۰ء میں پلوسین کے مقام پر (جنڈولہ کے قریب) جنوبی وزیرستان میں فوج کے کیمپ پر شب خون مارا تھا، اسی طرح ۲ نومبر ۱۸۹۴ء کی رات کو محسودوں نے ملا پاوندہ کی رہ نمائی میں بونڈری اسکارٹ کے فوجی کیمپ وانا پر رات کے ساڑھے تین بجے زبردست حملہ کیا، فائر کی آواز پر کیمپ چونک پڑا، ساتھ ہی اللہ اکبر کے نعروں اور ڈھول بجنے کا شور سنائی دیا، پانچ سو مجاہدین بڑی تیزی کے ساتھ

09 فروری: قندھار شہر .... نارو دھری موٹر سائیکل کا دھماکہ .... افغان فوج کی گاڑی مکمل طور پر تباہ .... 6 اہل کار ہلاک

کیمپ کی دیوار پھاند کر پچھلی طرف گھس آئے، اور تلواریں لہراتے، خون خرابہ کرتے کیمپ کے وسط میں انگریز افسران کی لائن تک پہنچ گئے اور کئی افسران کو ختم کر دیا۔ مجاہدین کی دوسری جماعت عقبی جانب سے حملہ آور ہوئی اور کیمپ کے احاطہ میں کھڑی تمام گاڑیوں کو ناکارہ کر دیا، کئی نوجوان گھوڑوں کی طرف گئے، اور تیزی سے گھوڑوں کی رسیاں کاٹ ڈالیں، تاکہ بھگدڑ مچ جائے۔ گھوڑے جو دوڑے تو کیمپ میں موجود اپنے آدمیوں کو روندتے ہوئے نکل بھاگے، صبح ہونے سے پہلے گورکھا رجمنٹ سے دست بدست لڑائی کرتے مجاہدین کیمپ سے باہر نکل آئے اور تیزی کے ساتھ مالِ غنیمت لے کر واپس روانہ ہو گئے۔ صبح کے وقت انگریزوں نے محسودوں کے پیچھے فوج کے رسالے کو بھیجا، ساتھ توپ خانہ اور پیدل فوج بھی گئی۔ جنہوں نے تین میل بعد لشکر کو جالیا۔ مگر دشوار گزار راستے کے سبب جلدی آگے نہ بڑھ سکے محسود بہت ساری رائفلیں اور کارتوس اور ۲۶۰۰۰ ہزار روپے نقد مال غنیمت کے طور پر لے گئے، اس لڑائی میں فوج کے ۱۴۵ افسران اور سپاہی مارے گئے۔

۱۹۱۳ء میں ملا پاوندہ فرشتہ اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دار فانی سے رخصت ہو گئے تو سرحد میں موجود انگریزوں نے سکھ کا سانس لیا، ملا پاوندہ بڑی ہوشیاری سے سپاہیوں، بیروں اور اردلیوں کے ذریعے انگریز افسروں کو قتل کرواتے۔ ان کی یہ مہم بڑی حد تک کامیاب تھی اور اس وجہ سے کوئی انگریز صوبہ سرحد میں آرام کی نیند نہیں سو سکتا تھا۔ وفات سے پہلے ملا پاوندہ نے قوم کے نام ایک الوداعی خط لکھا۔ جو آپ کے جنازے پر لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا، اس میں آپ نے قوم کو جھنجوڑا کہ وہ حکومت کے خلاف اپنی مخالف کاروائیاں تیز کر دیں۔ ملا پاوندہ بیس سال تک محسودوں کے معاملات پر ہر طرح سے حاوی رہے، انہوں نے حکومت کی تمام کوششیں ناکام بنا دیں، اُن کے اپنے قبائلی معیار کے لحاظ سے وہ تعریف کے لائق ضرور تھے۔ وہ مستقل مزاج اور مضبوط انسان تھے۔ ایسا شخص جس کو ماں باپ سے ورثے میں کچھ نہ ملا ہو، اور وہ کسی خطے کی تاریخ میں ایک مستقل باب کی حیثیت اختیار کر گیا ہو تو ایسا آدمی کوئی معمولی انسان نہیں ہو سکتا۔

پرویز کے دور حکومت جب وانا میں فوجی آپریشن شروع کیا گیا تو اس وقت ملک کے مقتدر حلقوں نے حکومت کو خبردار کیا تھا، کہ وزیرستان پر فوج کشی کی صورت میں نقصان اپنا ہی ہوگا۔ یہ ایسی دلدل ہے جس میں قدم رکھنے والا جارح آخر کار پھنس ہی جاتا ہے، اور پھر ڈوبتا ہی چلا جاتا ہے۔ تاآنکہ قبائلی عوام خود اس کو ہاتھ دے کر اٹھا نہ لیں لیکن طاقت کے نشے میں غرق پرویز نے ہر مشورہ کو بالائے طاق رکھا اور آقا کے حکم پر سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے فوجی آپریشن لانچ کیا۔ آج صورت حال واضح ہے، وزیرستان کی سرزمین پر ملا پاوندہ، فقیر اپی اور خلیفہ مہر دل جیسے مجاہدین گزرے ہیں۔ انہوں نے کبھی کسی کے سامنے نہ تو سر جھکایا تھا اور نہ قوم کی گردن پر جوا کھیلا تھا۔ آج ان کی اولادیں کیوں کر اپنے پیش روؤں کی روایات سے روگردانی کر کے یہود و نصاریٰ کے غلام فوجیوں کے سامنے جھک جائیں۔ جن کی تاریخ ایسی شجاعتوں سے بھرپور ہو ان کو زیر کرنے کا سوچنا بھی احمقوں کا کام ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ

ننگ و غیرت ہمہ با مردم افغان دارند

☆☆☆☆☆

بقیہ: حافظ سعید اللہ شہیدؒ

میں اس بات پر فخر کرتی ہوں کہ پہلے تو میں صرف شہید کی بھتیجی تھی مگر اب بھائی کے شہید ہونے پر میں شہید کی بہن بھی بن گئی ہوں۔ مجھے اس اعزاز پر جتنا فخر ہے وہ میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ میں اتنی خوش ہوں کہ "شہید کی بہن" کے الفاظ کو میں اپنی پہچان بنانا چاہتی ہوں۔ اُن کی شہادت سے پہلے میں اُن کے لیے ثابت قدم رہنے کی دعا کرتی تھی مگر ان کی شہادت کے بعد سے آج تک میں اُن کی شہادت کی قبولیت کی دعا مانگتی ہوں۔ اپنی شہادت کے پانچ دن بعد وہ مجھے خواب میں ملے اور اُنہوں نے بذاتِ خود مجھے مبارک باد دی۔ انہوں نے مجھ سے کہا "مبارک ہو! تم ایک شہید کی بہن بن چکی ہو"۔ میرے خیر مبارک کہنے پر انہوں نے مجھے کہا کہ میں ابو جی کا بہت بہت خیال رکھوں، جس طرح وہ ہماری ہر طرح کی خوشیوں کا خیال رکھتے ہیں بالکل اسی طرح میں بھی اُن کی تمام باتیں مانوں اور اُنہیں تنگ کرنا چھوڑ دوں۔ پھر میں اُنہیں آوازیں دیتی رہی مگر مجھے نہ وہ ملے اور نہ مل سکتے تھے۔

اس عرصہ میں لوگوں نے ہمیں بہت تنگ کیا، ہمارے بھائی کے بارے میں بہت باتیں کیں۔ ہمارے والدین نے اس موقع پر بھی بے پناہ صبر کا مظاہرہ کیا، اُن کی جدائی کا سن کر وہ اداس تو ہو گئے مگر آنکھوں سے ایک آنسو بھی نہ گرنے دیا، ایسا صبر ہی تو حقیقی صبر کہلاتا ہے۔ اس کے بعد تو دو ماہ تک مجھے کوئی خواب نہیں آیا مگر ایک دن مجھے وہ بہت یاد آنے لگے اور میں اُنہیں یاد کر کے بہت روئی، اسی رات کو خواب میں مجھے بھائی ملے۔ میں نے اُن سے اُن کے بارے میں پوچھا تو وہ پہلے ہی بہت خوش تھے، ہنس کر کہنے لگے "اللہ تعالیٰ نے میری توقعات اور خواہشات سے بڑھ کر مجھ پر رحم کیا ہے"۔ اس کے بعد مجھے کہا کہ میں اُن کے دوستوں تک اُن کا سلام پہنچا دوں، اس کے بعد وہ دروازے تک گئے مگر وہاں جا کر غائب ہو گئے اور میں بھی اس سے آگے نہ دیکھ سکی اور میری آنکھ کھل گئی۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے ہر نوجوان، بچے اور بوڑھے کے دل میں جہاد کی شمع کو روشن کر دے اور مجاہدین کو ثابت قدم رکھے، انہیں فتح نصیب کرے، جو شہید ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو قبول فرمائیں، جو ابھی شہید نہیں ہوئے اور محاذوں پر ڈٹے ہوئے ہیں اُنہیں کفار کے ظلم و ستم سے بچائے۔ اے اللہ اُن کے لیے زندگی کے راستے آسان کر دے اور......اور......اے اللہ تو سعید اللہ بھائی کی شہادت کو قبول فرما، جو بغیر کسی خوف کے کم عمر ہونے کے باوجود محاذوں پر چلے گئے اور تو تمام شہید بھائیوں کی شہادت کو قبول فرما، آمین۔

10 فروری: صوبہ خوست ....ضلع مندوزئی ....نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ ....6 آئل ٹینکر تباہ ہو گئے ....متعدد ڈرائیور اور سیکورٹی اہلکار ہلاک

لوح وقلم تیرے ہیں

ابوعبدالرحمٰن

استنبول کے ہوائی اڈے سے اسے اپنے پرانے دوست کا خیال آیا۔ محمد کے موبائیل سے فون کرتے ہوئے اس کے چہرے پر ہفتوں کے بعد پہلی دفعہ مسکراہٹ تھی۔

'یار ماما منصور کیسے ہو؟' اس نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

'تازہ گل کے بچے تم ایک دفعہ میرے ہاتھ تو لگو۔ پھر دیکھو ماما تمہیں کیسے اُلّو بناتا ہے۔ میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا۔ ساری شرارت تمہاری ہے۔' تاج دین غصے میں لگ رہا تھا۔ سیف اُسے اکثر ماما منصور کہتا تھا۔'ابھی تم میرے مددگار رہو۔ اور میں تمہارا مددگار رہوں۔ تو منصور کا بھی یہی مطلب ہوتا ہے'، وہ اُسے سمجھاتا۔

'اچھا ماما کسی روز ملاقات ہوتی ہے۔' اُس نے موبائل بند کر دیا۔'یہ سم فوری طور پر ضائع کر دیں۔ اور نئی ڈالیں۔' سیف نے محمد سے کہا۔'میں جانتا ہوں' محمد مسکرا رہا تھا۔

....

اس مرتبہ کراچی میں اس کا قیام کافی لمبا رہا۔ رات کے اندھیرے میں اترنے والے ہوائی اور بحری جہازوں سے اترنے والا سامان بغیر کسی چیکنگ [جانچ پڑتال] ملک کی سڑکوں کو روندتا اور بڑے بڑے کنٹینروں میں افغانستان جانے کے علاوہ ملک کے اندر بھی نامعلوم مقاصد کے لیے گمنام ٹھکانوں میں ذخیرہ کیا جا رہا تھا۔ اسلام آباد، لاہور اور کراچی کے سب سے مہنگے علاقوں میں لیے گئے ہزاروں گھر اور ان کے اردگرد اُٹھائی گئی بڑی بڑی دیواریں۔ ان گھروں کے اندر آخر کیا ہو رہا ہے جو رازداری کے اتنے انتظامات کیے جا رہے ہیں؟

سیف کو کسی کو لینے کراچی ریلوے سٹیشن جانا پڑا۔ گاڑی کوئٹہ سے آ رہی تھی۔ وہ نسبتاً تاریک گوشے میں کھڑا تھا۔ جب دوسرے مسافروں کے اژدھام میں اس کی نظر اپنے مطلوبہ مہمان پر پڑی۔ اُڑی ہوئی رنگت، پریشان حال، وہ محتاط نظروں سے اردگرد دیکھ رہا تھا۔ تب ہی سیف نے اُسے اپنی طرف کھینچ لیا۔

'تازہ گل تجھے میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔' تاج دین اس پر جھپٹا۔

جب سیف نے منہ پر انگلی رکھی۔'ایک لفظ بھی نہیں۔' سمندر کے کنارے ریت پر بیٹھ کر جب تاج دین نے اپنی کہانی شروع کی تو سیف کے منہ سے ہنسی کے فوارے چھوٹ پڑے۔

'ماڑا! تم مجھے ماما منصور کہتے تھے۔ وہ مجھے ملا منصور سمجھ بیٹھے۔ ایک دفعہ ان کا کوئی آدمی میرے پاس آیا۔ اور مجھے اس سڑک کے کنارے والے کھوکھے سے اُٹھا کے ایک بڑے ہوٹل میں لے گیا۔ وہ مجھے ملا منصور کہنے لگا۔ میں نے سمجھا۔ تمہارا کوئی دوست ہے۔ وہ بولا۔ تم ملا منصور ہو۔ میں نے کہا ہاں میں ماما منصور ہوں

وہ بولا، تمہارا مال کابل پہنچ گیا ہے۔ اور تمہارے دوست نے کہا ہے کہ تم کابل آجاؤ۔ میں نے تمہارے جانے کا بندوبست کر دیا ہے۔ وہ مجھے ہیلی کاپٹر میں کابل لے گیا۔ میں حیران کہ تمہارے دوست کے پاس ہیلی کاپٹر کہاں سے آ گیا۔ پھر وہ مجھے ایک بڑی سی گاڑی میں بٹھا کر کسی دفتر لے گیا۔ جہاں گورے لوگ تھے اور انگریزی بول رہے تھے۔ وہ مجھے طالبان کا لیڈر سمجھے۔ اوہ میں نے کہا۔ اوئے خانہ خراب کی اولاد تم کس کو اُٹھا لائے۔ مجھے خوب چائے مائے پلائی۔ ایک صندوق بھر کے ڈالر دیے۔ اور بولے دوسرے طالبان کو بھی لاؤ۔ ان کو بھی پیسہ ملے گا۔ بندوق پھینک دو۔ جو ہم کہیں وہ کرو۔ اور امن سے رہو۔ بہت پیسہ دے گا۔'

'پھر ماما تم نے کیا کہا؟' اس نے ہنسی روکتے ہوئے پوچھا۔

'میں نے کہا، میں وہی کروں گا جو تم کہو گے۔ بس تم مجھے واپس چھوڑ دو۔ میرا مال آنے والا ہے۔' تاج دین نے بتایا۔

'انھوں نے پوچھا نہیں، کیسا مال؟' سیف نے پوچھا۔

'نہیں۔ ان کو شاید علم تھا۔ تاج دین نے بتایا۔ یا ان کا خیال تھا کہ میں اپنے علاقے میں تجارتی لڑکوں کا حساب رکھتا ہوں۔ وہ رات انھوں نے مجھے کابل کے سب سے بڑے ہوٹل میں ٹھہرایا۔ اور اگلے دن وہیں چھوڑ دیا، جہاں سے لے گئے تھے۔ مگر تازہ گل سب سے بڑی مشکل ان ڈالروں کی تھی، جو انہوں نے دیے تھے۔'

'وہ کہاں ہیں؟' سیف نے پوچھا۔

'وہ وہیں اسی ہوٹل والے کے پاس ہیں، میں اپنا سوٹ کیس چھوڑ آیا تھا۔ میں نے کہا۔ پتہ تو چلے۔ یہ ہیں کس کے پھر میں ان کو لے جاؤں گا۔' تاج دین بولا۔

'اچھا پھر دوبارہ ہیلی کاپٹر میں نہیں بیٹھے؟' سیف نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

'وہی تو بتانے لگا ہوں۔ چند دن پہلے پھر وہی آدمی مجھے قندھار میں ملا۔ اور بالکل اسی طرح پہلے مجھے ہوٹل لے گیا۔ پھر وہاں سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے کابل۔ اور پھر اُسی بڑی گاڑی میں کسی دفتر میں...... جہاں سفید فام عیسائی میز کے چاروں طرف بیٹھے تھے۔'

'اچھا پھر؟' سیف دلچسپی کی انتہا پر تھا۔

'پھر کیا۔ وہ سب کھڑے ہو گئے۔ اور ملا منصور، ملا منصور کہہ کر پکارنے لگے۔ تم نے ہمارا پیغام پہنچا دیا؟ انھوں نے پوچھا......

3 جنوری: صوبہ پکتیکا.................ضلع برمل...................مجاہدین کا امریکی فوج کی پیدل گشتی پارٹی پر حملہ...................15 امریکی فوجی ہلاک............متعدد زخمی

میرا سر خود بخود ہی ہاں میں ہل گیا۔

پھر وہ کیا بولا؟ انھوں نے پوچھا۔

انھیں منظور ہے۔ میں نے بغیر سوچے سمجھے جواب دیا۔

گڈ! اس دفعہ ہم تم کو زیادہ ڈالر دے گا۔ تم سب کو مالا مال کر دے گا۔'

'یار تازہ گل...... انھوں نے ڈالروں سے بھرا ہوا ایک اور صندوق میرے حوالے کر دیا۔ اور وہیں چھوڑ دیا۔ جہاں سے لے کر آیا ہوں۔ وہ صندوق بھی میں اسی ہوٹل والے کے پاس رکھوا آیا ہوں۔ وہ سارا مال کسی ملا منصور کا ہے۔ جو طالبان کو جانتا ہے۔ میں تو طالبان کو جانتا بھی نہیں۔ میں ان کو کہاں ڈھونڈوں اور کہوں پیسے لے کر تلوار پھینک دو۔'

تاج دین نے سادگی سے بتایا۔ 'میں اب کچھ دیر کے لیے دبئ جا رہا ہوں بھائی کے پاس۔ کچھ مہینے رہ کے آؤں گا۔' تاج دین نے مزید بتایا۔

'ٹھیک ہے۔ جب تک ہم نہ کہیں۔ تم اُدھر ہی ٹھہرو۔ میں ملا منصور کو ڈھونڈھ کے وہ پیسے اس کے حوالے کروں گا۔ تم بے فکر ہو جاؤ۔' سیف نے اسے تسلی دی۔

آہ اغیار کی چالیں...... اُسے ہنسی آ گئی۔ وہ جو روئے زمین کے وارث ہیں، انہیں چند ٹکوں کے عوض خریدنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور خریدار وہ، جن کے بادشاہ بھی ہمارے سپاہیوں کے کتوں کے عوض بکے ...... بکاؤ مال......

اس کی رگوں میں جوش ابلنے لگا۔ وہ ایک ایسی قوم کا فرد تھا، جس نے آج تک کوئی جنگ نہیں ہاری۔ وہ افغانی نہیں تھا...... افغانستان میں پیدا نہیں ہوا تھا...... مگر عقیدے کی مضبوط زنجیر سے وہ سب جکڑے ہوئے تھے۔ وہ پشتون نہیں تھا، مگر خطہ خراسان میں اس کے معرکوں کا شہرہ تھا۔ وہ اجنبی تھا، مگر ہندوکش کی چوٹیوں کے دونوں جانب کی ہر ماں کا وہ بیٹا تھا، ہر بہن کا بھائی تھا اور ہر گھر کے دروازے اس کے لیے کھلے تھے۔ وہ جب بھی کبھی کسی مہم سے لوٹتا، زخمی حالت میں ...... بھوکا پیاسا تو بغیر کسی جھجک کے کسی بھی گھر کا دروازہ کھٹکھٹانے پر اُسے ہر ممکن مدد مل جاتی۔ بوڑھی عورتیں دعاؤں کے خزانے لٹاتیں۔ گھر میں سب سے بہترین خوراک اُسے فراہم کی جاتی اور سب سے بڑھ کر اُسے اس طرح پناہ دی جاتی کہ وہ بستی خود تو لُٹ سکتی تھی مگر اسے کسی کے حوالے نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ہر چھوٹے بڑے کا سینہ اس راز کے لیے ایک سمندر تھا۔ بچے، بوڑھے، عورتیں، مرد اس جہاد میں اس طرح شریک تھے کہ ایک 'سپر پاور' کو شکست دے کر اب دوسری کے چھکے چھڑا دیے تھے۔

اب بوکھلائی ہوئی سپر پاور کوئٹہ کے ایک دکان دار کو "ماما منصور" کی بجائے "ملا منصور" سمجھ بیٹھی تھی۔ کیا تھا جو پاکستان بھی اس طرح برباد ہونے کے بجائے ہمارا ساتھ دیتا۔ اور مسلمانان پاکستان اللہ کے ہاں بھی سرخرو ٹھہرتے۔ دس سالوں میں وہ ایک ایسا کندن بن کر نکلتے، جو باقی قوموں سے بہتر اور پوری امت کے لیے قابلِ فخر ہوتا۔ اب کیا ہے، اس ملک کے عوام کے پاس؟ اس نے دکھ سے سوچا۔ قرضوں کے بار...... شکست خوردہ ذہن کے انتہائی بے ایمان اور لٹیرے حکمران...... اپنے ہی ہم وطنوں کا لہو اور آبرو بیچ کر ڈالر بٹورتے جرنیل۔ غیرت مند قوم بننے کے لیے اس قوم کو آگ اور خون سے تو گزرنا ہی پڑے گا۔ چاہے آج اور چاہے کل۔ اس کی سوچوں کے دھارے جانے کہاں کہاں بہہ رہے تھے۔ جب ایک ہلکی سی دستک نے اسے ہوشیار کر دیا۔ اندر آنے والا بے حد جلدی میں تھا۔

امیر کا حکم ہے کہ آپ فوراً یہ جگہ چھوڑ دیں اور واپس پہنچنے کی کوشش کریں۔ پبلک ٹرانسپورٹ سے پرہیز کریں۔ فی الحال میرے ساتھ آئیں، دوسرے ہی پل وہ اس کے ساتھ موٹر سائیکل پر سوار کسی انجان منزل کی طرف جا رہا تھا۔

....

سبزیوں کا ٹرک پشاور پہنچا کے وہ سیدھا اس جگہ پہنچا تھا، جہاں کا اُسے اشارہ ملا تھا۔ پشاور سے شام کی لاری لے کر وہ اپنی منزل کی طرف رواں تھا۔ اس روٹ پر پہلے بھی ویگن چلاتا رہا تھا۔ کھلے گھیرے کی شلوار اور قمیض، ہاتھوں میں نسوار کی ڈبیا، براؤن گرم چادر لپیٹے وہ اپنے کام کا ماہر تھا۔ اور اس دفعہ اس کے پاس امیر کو سنانے کے لیے بہت کچھ تھا۔ اس نے ترتیب وار رپورٹ دینی شروع کی۔

شیخ! دشمن اپنی شکست کو روز روشن کی طرح عیاں دیکھ کر اپنے ازلی کمینے پن کی انتہا پر اتر آیا ہے۔ صلیبی منصوبہ سازوں نے اب کی بار، مجاہدین کو امت اور اس کے اندر موجود انصار سے کاٹ کر اور چن چن کر ختم کر دینے کا انتہائی گھمبیر منصوبہ ترتیب دیا ہے۔ ایک طرف بازاروں، مساجد اور دیگر عوامی مقامات پر نصب شدہ بموں کے دھماکے کروا کر ان کا الزام مجاہدین پر تھوپا جائے گا اور دوسری طرف پورے ملک کے تمام طبقات بالخصوص ریٹائرڈ فوجیوں اور خفیہ ایجنسیوں کے اہلکاروں میں سے ایجنٹ خریدے جا رہے ہیں جو مجاہدین اور ان کے انصار کی تلاش اور جاسوسی کے لیے کام کریں گے۔ جو لوگ بکاؤ نہیں، ان کو دوسرے ذرائع سے رام کرنے یا راستے سے ہٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اسلام آباد اور پشاور کے تلخ تجربات کے بعد صلیبیوں نے جاسوسی کے اس شیطانی جال کو منظم کرنے کے لیے قائم مراکز کو بڑے شہروں کی پوش آبادیوں کے گھروں میں منتقل کر کے حساس نوعیت کے کیمروں، جاسوسی کے آلات اور دیگر ساز و سامان سے لیس کیا ہے۔ لیکن الحمدللہ مجاہدین بھی اللہ کی توفیق سے ان کا تعاقب جاری رکھے ہوئے ہیں اور عنقریب ان شاءاللہ آپ اس حوالے سے خوش خبریاں سنیں گے۔'

'سیف یہ ملا منصور کا کیا قصہ ہے؟' اچانک امیر کی آواز اُبھری۔ سیف نے مختصراً تاج دین سے اپنی ملاقات کا احوال بتایا۔

'شیخ! میں کبھی کبھی اسے ماما منصور کہتا تھا۔ کیونکہ میں اُس کی مدد بھی کرتا تھا۔ بس یہیں سے وہ 'نائب امیر' کے عہدے پر فائز ہو گیا۔' سیف نے سنجیدگی برقرار رکھنے کی کوشش کی۔ مگر امیر کے چہرے کو ایک بھرپور مسکراہٹ نے روشن کر دیا۔

3 جنوری: صوبہ ہلمند ...... ضلع نوزاد ...... امریکی فوج اور مجاہدین کے درمیان شدید جھڑپیں ...... 11 امریکی فوجی ہلاک ...... زخمی

'یااللہ تیرا شکر' سیف نے دونوں ہاتھ اوپر اُٹھا دیے۔

'کس بات کا بھئی؟' امیر بدستور مسکرا رہے تھے۔

'میں سوچتا تھا کہ آپ مسکراتے ہوئے کیسے لگیں گے'

'ارے بھئی اتنی سی بات؟ اب ان شاء اللہ ہمارے دشمن کے رونے کی باری ہے۔ ہم اپنی باری دے چکے۔ چیونٹی نے ہاتھی کا مقابلہ اللہ کی تائید و نصرت سے کیا ہے۔ یہ پہاڑ تو شاید دنیا میں گاڑے ہی اس لیے گئے ہیں کہ کافروں کے لیے پھندے ثابت ہوں اور غاریں اللہ کے دوستوں کی پناہ گاہیں ہیں۔ اور ترکی کی رپورٹ؟' امیر نے پھر گہری سنجیدگی کی چادر اُوڑھ لی کہ ابھی کرنے کو بہت کام تھے۔

'شیخ! ترکی نے ایک نئی کروٹ لی ہے۔ ترکی کی ماؤں کے لباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس دفعہ دین انہوں نے کسی کے کہنے سے نہیں، بلکہ خود سمجھ کر قبول کیا ہے۔ اب وہ اُن کے لیے چند مذہبی رسومات سے بڑھ کر ایک قیمتی متاع بن گیا ہے۔ تقریباً ایک صدی تک سیکولرازم کے جبر تلے جکڑے رہنے کے باوجود ان ماؤں کی گودیں سلطان فاتح اور بایزید یلدرم کے جانشینوں سے خالی نہیں ہوئیں۔ قسطنطنیہ کے جوانوں کو اب یہ تاریخ پھر سے یاد آرہی ہے کہ ان کے آباؤ اجداد نے آسٹریا کا محاصرہ کیا تھا' سیف خاصا جذباتی ہو رہا تھا۔

'میں جانتا ہوں۔ اگر امیر تیمور پیچھے سے قسطنطنیہ پر حملہ نہ کر دیتا تو مسلمان پورے یورپ کو فتح کر چکے ہوتے...... خیر باقی ماندہ کام اب تم لوگ کرو گے' امیر نے اس کا کندھا تھپکا۔ اور مرتضٰی جیسے ساتھیوں سے ہوشیار رہو، جن کی رگوں میں رشوت اور حرام کی کمائی ہو۔ وہ اس مشن میں پورے نہیں اتر سکتے۔ تمہارے جانے کے بعد وہ بھی پکڑا گیا تھا۔ اور چند دنوں میں اس کے با اثر باپ نے اُسے چھڑوا لیا۔ مگر اس نے ہمارے چند لوگوں کے بارے میں زبان کھول دی۔ سب سے زیادہ ساتھیوں کے بارے میں ہوشیار رہو' امیر نے اسے ہدایات دیں۔

اور ہاں! اس دفعہ ترکی نوجوانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے میں اللہ کی رحمت سے پُر امید ہوں کہ آنے والا وقت ہمارا ہے۔ آئندہ زمانے کی قسمت کی فیصلہ وائٹ ہاؤس میں بیٹھے سور اور بندروں کی اولاد نہیں کرے گی۔ بلکہ زمانے کی قسمت کا فیصلہ قرآن و سنت کی روشنی میں تم لوگوں جیسے اعلیٰ کردار کے مالک باعمل مسلمان کریں گے'

یہ کہہ کر امیر نے کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھا اور ساتھ پڑے ریڈیو کی ناب گھما دی۔ نیوز کاسٹر اہم خبریں بیان کر رہا تھا، جن میں سے ایک یہ تھی کہ اسلام آباد سے پشاور جاتے ہوئے چار امریکی باشندوں کو نامعلوم مسلح افراد نے اغوا کر لیا ہے۔ دس گھنٹے گزرنے کے باوجود ان کا کوئی سراغ نہیں مل سکا جب کہ ان کی گاڑی ایک مضافاتی سڑک پر جلی ہوئی حالت میں پائی گئی ہے۔

خبر سن کر سیف نے امیر کی جانب اور امیر صاحب نے سیف کو دیکھا اور دونوں بے اختیار مسکرا دیے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: مجاہدین کے تابڑ توڑ حملے اور باگرام ایئر بیس میں قرآن مجید کی بے حرمتی

امریکی اور برطانوی فوجیوں کے بعد مرنے والوں میں سب سے زیادہ تعداد ان نجی ملازمین ہی کی ہیں جنہیں سیکورٹی، آپریشنل، لاجسٹک، مینجمنٹ اور دیگر شعبوں میں اربوں ڈالر کے عوض تعینات کیا گیا ہے۔

شکست خوردہ صلیبی افواج اب اپنے آخری حربے آزما رہی ہیں اور ہر ممکن کوشش میں مصروف ہیں کہ کسی طرح شکست کو فتح میں تبدیل کیا جا سکے یا کم از کم نقصانات کو کم کیا جا سکے لیکن یہ تمام کوششیں ان کے لیے آخری ہچکی ہی ثابت ہوں گی، ان شاء اللہ۔

اب تو اس امر کی گواہیاں خود امریکی فوج کے اندر سے اٹھ رہی ہیں۔ امریکہ کی ایک خفیہ فوجی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ امریکی اور اتحادی افواج کے انخلا کے بعد طالبان افغانستان کے اقتدار پر دوبارہ قبضے کے لیے تیار ہیں۔ برطانوی اخبار 'ٹائمز' کے مطابق نیٹو کی زیر کمان ایساف فورس کے ترجمان لیفٹیننٹ کرنل جمی کمینگز نے خفیہ رپورٹ کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ کلاسیفائیڈ دستاویز افغانستان کے مستقبل کے حوالے سے طالبان قیدیوں کی آرا پر مشتمل ہے۔ برطانوی اخبار کا کہنا ہے کہ انتہائی حساس رپورٹ کو امریکی فوج نے نیٹو افسران بالا کے لیے بگرام ایئر بیس پر گزشتہ ماہ مرتب کیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق ''قید کیے گئے طالبان، القاعدہ اور عرب ممالک سے آئے مجاہدین کے انٹرویوز سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ انتہائی پر اعتماد ہیں، انہیں یقین ہے کہ امریکہ رخصت ہو رہا ہے اور آنے والا دور طالبان کا ہوگا''۔

☆☆☆☆☆

نوائے افغان جہاد کو انٹرنیٹ پر درج ذیل ویب سائٹس پر ملاحظہ کیجیے۔

www.nawaiafghan.blogspot.com

www.nawaiafghan.co.cc

muwahideen.co.nr

www.ribatmarkaz.co.cc

www.ansarullah.ws/ur

www.jhuf.net

www.ansar1.info

www.malhamah.co.nr

4 جنوری: صوبہ ہلمند............ضلع سنگین............امریکی فوج پر مجاہدین کے نصب کردہ بم کا دھماکہ............7 امریکی فوجی ہلاک اور زخمی

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔اس ماہ ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے اور رنگین صفحات میں صلیبیوں اور اُن کے حواریوں کے جانی و مالی نقصانات کے میزان کا خاکہ دیا گیا ہے، یہ تمام اعداد وشمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں جب کہ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ www.shahamat-urdu.com اور theunjustmedia.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

16 جنوری

☆صوبہ ہلمند ضلع نادعلی میں مجاہدین نے امریکی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔امریکی فوج کا ہیلی کاپٹر شاول کے علاقے میں فوجی مرکز سے اہل کاروں کو منتقل کر رہا تھا کہ مجاہدین نے اسے اینٹی ائیر کرافٹ گن کا نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہوگیا اور اس میں سوار تمام افراد ہلاک ہوگئے۔

17 جنوری

☆صوبہ ننگر ہار ضلع غنی خیل میں فدائی مجاہد نے فوجی مرکز پر استشہادی حملہ کیا۔فدائی مجاہد شہید قاری عمر نے بارود بھری کرولا گاڑی مرکز کے مین گیٹ سے ٹکرا دی۔یہ حملہ اس وقت کیا گیا جب مرکز میں سے ایک فوجی قافلہ باہر نکل رہا تھا حملے کے نتیجے میں 17 فوجی اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔جب کہ تین بکتر بند ٹینک اور متعدد گاڑیاں بھی مکمل طور پر تباہ ہوگئیں۔

☆صوبہ لغمان ضلع قرغئی میں افغان فوج کی گاڑی پر بارودی سرنگ کا دھماکہ ہوا۔کابل جلال آباد قومی شاہراہ پر سرخکان کے مقام پر ہونے والے دھماکے سے رینجر گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔تباہ ہونے والی گاڑی میں سوار 7 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

19 جنوری

☆قندھار ائیر پورٹ کے مین گیٹ کے سامنے فدائی مجاہد نے نیٹو کی سپیشل فورسز کے قافلے پر استشہادی حملہ کیا۔فدائی مجاہد شہید احمد نے قابض ممالک کے وفود اور ان کی سپیشل فورسز کے قافلے پر بارود بھری ٹاؤنس گاڑی سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں تین کروزین گاڑیاں مکمل طور پر تباہ ہوگئیں اور ان میں سوار افراد میں سے 12 موقع پر ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔دھماکہ اتنا زوردار تھا کہ گاڑیوں کے ٹکڑے پچاس میٹر تک بکھر گئے اور ائیر پورٹ کے مین گیٹ کو بھی شدید نقصان پہنچا۔

☆صوبہ ہلمند ضلع کجہ کی میں امریکی وافغان فوجی اہل کاروں پر فدائی حملہ ہوا۔امریکی اور افغان فوجی ازان کشتی کے علاقے میں نہر پر ایک پُل کی تعمیر کے سلسلے میں جمع تھے کہ فدائی مجاہد شہید حمید اللہ نے بارودی جیکٹ کے ذریعے استشہادی حملہ کیا جس کے نتیجے میں 12 امریکی اور 5 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوگئے۔

20 جنوری

☆صوبہ ہلمند ضلع موسیٰ قلعہ میں امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین نے ایک امریکی ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنا کر مار گرایا۔ہیلی کاپٹر زیبر کاریز کے علاقے میں نچلی پرواز کر رہا تھا کہ مجاہدین نے اسے اینٹی ائیر کرافٹ گن کا نشانہ بنا کر مار گرایا۔ہیلی کاپٹر میں سوار تمام فوجی اہل کار جہنم واصل ہوگئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع نوزاد میں مجاہدین نے پولیس چیک پوسٹ پر حملہ کیا۔مجاہدین نے جازی کاریز کے علاقے میں واقع پولیس چیک پوسٹ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں چیک پوسٹ کمانڈر سمیت 12 پولیس اہل کار ہلاک اور 4 زخمی ہوگئے جب کہ مجاہدین نے ہلاک شدگان کا اسلحہ اور دیگر ساز وسامان غنیمت کرلیا۔

21 جنوری

☆صوبہ پکتیکا ضلع برمل میں چار فدائین نے امریکی و افغان فوجی مرکز پر استشہادی آپریشن کیا جو کہ سات گھنٹے تک جاری رہا۔امارتِ اسلامیہ کے چار فدائین شہید حفیظ اللہ، شہید حبیب اللہ، شہید عادل الرحمٰن اور شہید منیر احمد نے نیا اڈہ کے علاقے میں واقع فوجی مرکز پر حملہ کیا، مجاہدین نے جو کہ ہلکے و بھاری ہتھیاروں اور دستی بموں سے لیس ہونے کے علاوہ بارودی جیکٹس بھی زیب تن کیے ہوئے تھے مرکز میں داخل ہونے سے قبل ڈیوٹی پر تعینات اہل کاروں کو نشانہ بنایا اور اس کے بعد مرکز میں داخل ہو کر دشمن پر حملہ کیا۔اس آپریشن کے نتیجے میں درجنوں امریکی وافغان اہل کار ہلاک ہوئے اور متعدد گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں، جب کہ چاروں فدائی مجاہدین شہید ہوگئے۔

22 جنوری

☆ مجاہدین نے صوبہ غزنی ضلع اندڑ میں نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ کیا۔برگنو کے علاقے میں گھات کی صورت میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے کیے گئے حملے کے نتیجے میں 3 گاڑیاں راکٹ لگنے سے تباہ ہوگئیں اور فورسز کے 7 اہل کار اور ڈرائیور ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع سنگین میں امریکی فوجی ٹینک مجاہدین کی طرف سے نصب کردہ بارودی

سرنگ کی زد میں آ کر تباہ ہوگیا اور اس میں سوار 4 امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔

23 جنوری

☆صوبہ بدخشان ضلع ارغنج میں مجاہدین نے امریکی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ مار گرائے جانے والے ہیلی کاپٹر میں میں سوار 3 فوجی موقع پر ہلاک جب کہ ضلعی پولیس چیف پیر بصیر سمیت 5 زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں مجاہدین نے پولیس کی پیدل پارٹی پر حملہ کیا، گھات لگا کر کیے گئے حملے کے نتیجے میں 9 پولیس اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ کاپیسا ضلع آلہ سائی میں مجاہدین نے فرنچ اور افغان فوج کا مشترکہ حملہ پسپا کر دیا، لکہ خیل کے علاقے میں فرنچ اور افغان فوجیوں نے مجاہدین پر حملہ کیا جنہیں مجاہدین کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا کرتے ہوئے پسپا ہونا پڑا، شدید جھڑپوں کے نتیجے میں 11 فرنچ و افغان اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

25 جنوری

☆صوبہ قندھار ضلع میوند میں مجاہدین نے افغان آرمی کے کاروان پر حملہ کیا۔ عزیز آباد کے علاقے میں افغان فوج کے قافلے پر گھات کی صورت میں حملہ کیا گیا جس کے نتیجے میں ایک رینجر گاڑی تباہ ہوگئی اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے 5 موقع پر ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوگئے جن میں ایک کمانڈر بھی شامل ہے۔

26 جنوری

☆صوبہ کنڑ ضلع وٹہ میں مجاہدین نے افغان فوج کی گشتی پارٹی پر حملہ کیا۔ افغان فوجی اہل کار خونان کے علاقے میں پیدل گشت کر رہے تھے کہ مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا جس کے نتیجے میں 7 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆مجاہدین نے صوبہ کنڑ ضلع غازی آباد میں افغان نیشنل آرمی کی بیس پر شدید حملہ کیا۔ سونوگ نامی بیس پر تین اطراف سے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا گیا جس کے نتیجے میں 12 فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے جب کہ بیس کو بھی شدید نقصان پہنچا۔

27 جنوری

☆صوبہ قندھار ضلع پنجوائی میں مجاہدین نے امریکی فوجی مرکز پر حملہ کیا۔ زنگ آباد کے علاقے میں واقع مرکز پر مجاہدین نے درجنوں میزائیل داغے جو کہ مرکز کے اندر گرے جس کے نتیجے میں متعدد فوجی گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 25 امریکی فوجی ہلاک و زخمی ہوئے، حملے کے نتیجے میں مرکز پر نصب جاسوسی بیلون بھی تباہ ہوگیا۔

☆صوبہ غزنی ضلع دہ یک میں مجاہدین نے امریکی ڈرون طیارہ مار گرایا۔ ڈرون طیارہ ضلع دہ یک کے بالائی گاؤں میں نچلی پرواز کر رہا تھا کہ مجاہدین نے اسے ہیوی مشین گن کا نشانہ بنا کر تباہ کر دیا۔

28 جنوری

☆صوبہ ہلمند ضلع موسیٰ قلعہ میں مجاہدین نے بیک وقت کئی فوجی چیک پوسٹوں پر حملے کیے مجاہدین نے شارگئی، مسلمانی، خواجہ داد، کاریز غلام اور یخ کاریز کے مقامات پر افغان فوج کی چیک پوسٹوں کو ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے نشانہ بنایا جس سے چوکیوں کی عمارتوں اور وہاں کھڑی گاڑیوں کو شدید نقصان پہنچا، دن بھر جاری رہنے والے ان حملوں میں 11 افغان فوجی اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

30 جنوری

☆صوبہ قندھار ضلع میوند میں مجاہدین اور امریکی فوج کے درمیان شدید لڑائی لڑی گئی۔ امریکی فوجی بند تیمور کے علاقے میں مجاہدین کے خلاف کارروائی کی غرض سے آئے، جن پر مجاہدین نے حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں شدید لڑائی چھڑ گئی جو کہ 10 گھنٹے تک جاری رہی۔ اس لڑائی میں 13 امریکی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

☆امریکی فوج کے قافلے پر مجاہدین نے صوبہ ننگرہار ضلع خوگیانی میں حملہ کیا۔ امریکی فوجی قافلہ ممل کے علاقے سے گزر رہا تھا کہ مجاہدین نے اس پر گھات لگا کر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں کم از کم 10 امریکی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے، جب کہ کئی گاڑیوں کو بھی نقصان پہنچا۔

یکم فروری

☆صوبہ ہرات ضلع شینڈنڈ میں افغان نیشنل آرمی کی رینجر گاڑی مجاہدین کی طرف سے نصب کردہ بم سے ٹکرا کر مکمل طور پر تباہ ہوگئی اور اس میں سوار 8 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار ضلع بٹی کوٹ میں مجاہدین نے امریکی فوجی قافلے پر حملہ کیا۔ امریکی فوج کا قافلہ جلال آباد، طورخم قومی شاہراہ پر سے گزر رہا تھا کہ فارم چار کے علاقے میں مجاہدین نے اس پر گھات کی صورت میں حملہ کیا۔ ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے کیے گئے حملے میں دو بکتر بند ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 8 امریکی فوجی ہلاک و زخمی ہوئے۔

02 فروری

☆صوبہ غزنی ضلع گیرو میں مجاہدین نے نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ کیا جس میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کا بھرپور استعمال کیا گیا، گھات لگا کر کیے گئے حملے کے نتیجے میں 3 سپلائی گاڑیاں مکمل طور پر تباہ ہوگئیں جب کہ متعدد کو جزوی نقصان پہنچا اس کے علاوہ 5 سیکورٹی اہل کار بھی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع مارجہ میں افغان فوجی نے 5 امریکی فوجی مار ڈالے۔ غیرت مند افغان اہل کار نے عباد اللہ قلف کے علاقے میں امریکی فوجیوں پر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں 5 امریکی فوجی ہلاک اور 4 زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ فراہ ضلع فراہ رود میں افغان نیشنل آرمی کے کاروان پر بم کا دھماکہ ہوا۔ کاروانگاہ

کے علاقے میں ہونے والے دھماکے سے ایک گاڑی تباہ ہوئی اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے 4 ہلاک اور 3 زخمی ہوگئے۔

03 فروری

☆صوبہ خوست ضلع علی شیر میں مجاہدین نے امریکی پیدل گشتی پارٹی پر حملہ کیا۔امریکی فوجی ببرک تھانہ کے علاقے میں گشت کررہے تھے کہ مجاہدین نے ان پر گھات لگا کر حملہ کیا جس کے نتیجے میں 8 امریکی ہلاک وزخمی ہوئے۔

04 فروری

☆صوبہ ہلمند ضلع گریشک میں مجاہدین نے امریکی وافغان فوج کی مشترکہ پارٹی پر حملہ کیا۔قندھار، ہرات قومی شاہراہ پر پنجپال کے علاقے میں کیے گئے حملے کے نتیجے میں 10 امریکی وافغان فوجی اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ ننگرہار ضلع خوگیانی میں مجاہدین نے امریکی ٹینک کو ریموٹ کنٹرول بم کا نشانہ بنا کر تباہ کردیا۔اس میں سوار 6 امریکی فوجی موقع پر جہنم واصل ہوگئے۔

06 فروری

☆صوبہ کاپیسا ضلع تگاب میں مجاہدین نے فرنچ آرمی کے بیس کو میزائیلوں سے نشانہ بنایا۔شاتور کے علاقے میں واقع بیس پر مجاہدین نے 82 ایم ایم توپ کے چار میزائیل داغے جو کہ تمام بیس کے اندر گرے،اس حملے کے نتیجے میں 5 فرنچ فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ قندھار ضلع میوند میں دو امریکی ٹینک بارودی سرنگوں کی زد میں آکر تباہ ہوگئے۔ اوران میں سوار 8 امریکی فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔

07 فروری

☆قندھار شہر کے قریب ضلع دامان میں مجاہدین نے افغان چیک پوسٹ پر حملہ کیا۔بوستان کاریز کے علاقے میں واقع چیک پوسٹ میں تعینات ایک فوجی مجاہدین سے رابطے میں تھا جس کی مدد سے مجاہدین نے چوکی پر حملہ کر کے 9 فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، مجاہدین نے کافی مقدار میں اسلحہ اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کرنے کے بعد چیک پوسٹ کو آگ لگادی۔

☆صوبہ ننگرہار اور صوبہ پکتیکا میں مجاہدین نے امریکی فوج کے دو ہیلی کاپٹرز مار گرائے، دونوں واقعات میں مجموعی طور پر 23 فوجی ہلاک ہوئے۔

09 فروری

☆صوبہ ہلمند ضلع گریشک میں مجاہدین نے امریکی فوج کا ٹرانسپورٹ طیارہ مار گرایا طیارے کو نہر سراج کے علاقے میں شینڈک ماندہ کے مقام پر اینٹی ایئر کرافٹ گن کا نشانہ بنایا گیا جس کے نتیجے میں ٹرانسپورٹ طیارہ تباہ ہوگیا اوراس میں سوار تمام افراد ہلاک ہوگئے۔

☆قندھار شہر میں فرنٹیئر کور کے اہل کاروں پر بارود بھرے موٹر سائیکل سے دھماکہ کیا گیا۔ فرنٹیئر کور کے اہل کار شہر کے دورابی نمبر 2 کے علاقے میں گشت کررہے تھے کہ کمانڈو فوجی مرکز کے قریب کھڑے بارود بھرے موٹر سائیکل کو مجاہدین نے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اڑادیا جس کے نتیجے میں گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوگئی اوراس میں سوار 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

10 فروری

☆صوبہ خوست ضلع مندوزئی میں مجاہدین نے نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ کیا۔گھات کی صورت میں کیے گئے حملے کے نتیجے میں 6 آئل ٹینکر راکٹوں کی زد میں آکر تباہ ہوگئے جب کہ متعدد ڈرائیور اور سیکورٹی اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع گریشک میں امریکی بکتر بند ٹینک مجاہدین کی طرف سے نصب کردہ بم سے ٹکرا کر تباہ ہوگیا۔اوراس میں سوار 6 فوجی اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع سنگین میں مجاہدین نے مقامی جنگجو لشکر کے ڈسٹرکٹ کونسل سربراہ کو فائرنگ کر کے ہلاک کردیا۔

12 فروری

☆صوبہ ہرات ضلع اوبے میں افغان فوج کی رینجر گاڑی پر بارودی سرنگ کا دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوگئی اوراس میں سوار 8 افغان فوجی ہلاک اور 3 زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع نوزاد میں مقامی جنگجوؤں کی دو گاڑیاں مجاہدین کی طرف سے نصب کردہ بموں سے ٹکرا کر تباہ ہوگئیں۔تباہ ہونے والی گاڑیوں میں سوار 8 جنگجو موقع پر ہلاک ہو گئے جن میں ایک کمانڈر بھی شامل ہے۔

13 فروری

☆صوبہ جوزجان ضلع منگ جیک میں مجاہدین اور افغان نیشنل آرمی کے اہل کاروں کے درمیان شدید لڑائی لڑی گئی۔قریہ کلاک عودہ کے علاقے میں لڑائی کا آغاز اس وقت ہوا جب مجاہدین نے افغان اہل کاروں کی پارٹی پر حملہ کیا جس میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کا بھرپور استعمال کیا گیا،اس لڑائی میں 17 افغان فوجی ہلاک اور 5 زخمی ہوئے، جب کہ دو رینجر گاڑیاں بھی بھاری ہتھیاروں کی زد میں آکر تباہ ہوگئیں۔

14 فروری

☆صوبہ غزنی ضلع آب بند میں مجاہدین نے افغان نیشنل آرمی کے قافلے پر حملہ کیا، بزی کے علاقے میں گھات لگا کر کیے گئے حملے میں ہلکے اور بھاری ہتھیار استعمال ہوئے۔جس کے نتیجے میں ایک ٹینک اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہوگئی جب کہ 11 فوجی اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔

☆☆☆☆☆

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتیں ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۱۹ جنوری: نوشہرہ کے قریب وتڑ کے مقام پر ایک فدائی حملے میں ایس ایچ او سمیت ۳ پولیس اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۰ جنوری: خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے نواحی علاقہ بازگڑھ میں سیکورٹی فورسز کے قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے میں ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک اور ۶ کے زخمی ہونے کی خبر سیکورٹی ذرائع نے جاری کی۔

۲۱ جنوری: وسطی کرم کے علاقہ تالائی میں بارودی سرنگ پھٹنے سے لیفٹیننٹ عطا ہلاک ہو گیا۔ جب کہ لوئر کرم میں بارودی سرنگ دھماکے کے نتیجے میں ایک سیکورٹی اہل کار کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۱ جنوری: جنوبی وزیرستان کے علاقے نواب کوٹ میں مجاہدین کی فائرنگ کے نتیجے میں ایک سیکورٹی اہل کار معین ہلاک ہو گیا۔

۲۱ جنوری: مہمند ایجنسی کی تحصیل حلیم زئی میں خاصہ دار پوسٹ میں بارودی سرنگ کے دھماکے سے ۴ لیوی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۲ جنوری: خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ میں مجاہدین نے ایف سی کے ۴ اہل کاروں کو گرفتار کرلیا۔

۲۳ جنوری: جی ٹی روڈ پر اضاخیل بالا کے قریب پل کے نیچے مجاہدین کی جانب سے نصب کردہ بم پھٹنے سے ڈی ایس پی چارسدہ ظفر حیات، اے ایس آئی رضوان اور کانسٹیبل ریاض اکبر کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۴ جنوری: خیبر ایجنسی میں دھماکے سے ایک اہل کار کے ہلاک جب کہ دو کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۵ جنوری: وسطی کرم کے علاقے جوگی میں مجاہدین اور سیکورٹی فورسز کے مابین جھڑپ کے نتیجے میں ۶ سیکورٹی اہل کاروں کی ہلاکت جب کہ ۴ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۶ جنوری: جوگی ہی میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپوں میں ۲۲ سیکورٹی اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۶ جنوری: بنوں کے علاقے باران ڈیم میں ایف سی کی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملہ میں ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۷ جنوری: ایبٹ آباد میں پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول پر راکٹوں سے حملہ کیا گیا، کاکول اکیڈمی پر ۹ راکٹ داغے گئے۔

۲۹ جنوری: ڈیرہ اسماعیل خان میں گرڈ اسٹیشن روڈ پر مجاہدین نے پولیس پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں ایک کانسٹیبل جہانگیر کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۹ جنوری: جنوبی وزیرستان کی تحصیل جنڈولہ کے علاقے میں سڑک کنارے نصب بم پھٹنے سے ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک ہونے کی تصدیق سرکاری ذرائع نے کی۔

۲۹ جنوری: ایف آر کوہاٹ میں بارودی سرنگ دھماکے میں ایک سیکورٹی اہل کار عرفان اللہ کے ہلاک ہونے کی خبر سیکورٹی ذرائع نے جاری کی۔

۳۱ جنوری: وسطی کرم ایجنسی کے علاقے جوگی اور مرغان کنڈا میں چیک پوسٹ پر حملے اور جھڑپوں میں ۱۱۸ اہل کاروں کے ہلاک اور ۳۲ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲ فروری: لکی مروت کے علاقے شہباز خیل میں پولیس موبائل پر مجاہدین کے حملے کے نتیجے میں ۳ پولیس اہل کاروں کے ہلاک اور ایک کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۳ فروری: لوئر کرم میں چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملہ میں ۸ اہل کاروں کی ہلاکت کی سیکورٹی ذرائع نے خبر جاری کی جب کہ ۵ سیکورٹی اہل کاروں کو مجاہدین نے گرفتار بھی کیا۔

۳ فروری: خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے دولت خیل میں سیکورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے کے نتیجے میں سرکاری ذرائع نے ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک جب کہ ۴ کے شدید زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۳ فروری: لوئر کرم ایجنسی کے علاقے شہیدانو ڈنڈ میں ایک چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے کے نتیجے میں ۱۲ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک اور ۶ کے شدید زخمی ہوئے جب کہ مجاہدین نے ۵ سیکورٹی اہل کاروں کو گرفتار بھی کرلیا۔

۵ فروری: کرم ایجنسی میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں ۱۰ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۶ فروری: کرم ایجنسی میں فورسز کی گاڑی پر بم حملے میں ایک سیکورٹی اہل کار کی ہلاکت اور ۱۲ کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۹ فروری: مہمند ایجنسی میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں دو خاصہ دار اہل کار یادگل اور جہانزیب کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۱۰ فروری: پشاور میں پولیس موبائل پر ہونے والے حملے میں ایس ایچ او ہلاک جب کہ دو پولیس اہل کار زخمی ہو گئے۔

۱۱ فروری: کوہاٹ کے نواحی علاقہ منداخیل میں مجاہدین کی فائرنگ کے نتیجے میں ایک پولیس اہل کار کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۴ فروری: پشاور میں امریکی قونصل خانے میں تعینات سیکورٹی اہل کار کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔

۱۶ فروری: اپر دیر میں قومی لشکر کا سربراہ ایک بم دھماکہ میں ہلاک جب کہ ۶ رضا کار زخمی ہو گئے۔

۱۶ فروری: پشاور میں پولیس کی بکتر بند گاڑی کے نزدیک رکھا بم پھٹنے سے ۵ پولیس اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۶ فروری: جنوبی وزیرستان کے صدر مقام وانا میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں ایک فوجی کے ہلاک ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے خبر جاری کی۔

پاکستانی فوج کی مدد سے صلیبی ڈرون حملے

۲۳ جنوری: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل کے علاقے دیگون میں امریکی جاسوس طیاروں نے ایک گھر اور گاڑی پر ۴ میزائل داغے جس کے نتیجے میں ۱۵ افراد شہید ہو گئے۔

یکم فروری: اورکزئی کے علاقے درندشیخاں میں امریکی جاسوس طیارے کے حملے میں ۱۳ افراد شہید ہو گئے۔

۸ فروری: شمالی وزیرستان میں میران شاہ رزمک روڈ پر سپلگہ کے علاقے میں امریکی جاسوس طیارے نے ایک گھر پر دو میزائل داغے جس کے نتیجے میں ۱۰/ افراد شہید اور متعدد زخمی ہو گئے۔

۹ فروری: شمالی وزیرستان میں میران شاہ بازار میں امریکی جاسوس طیارے نے ایک مکان پر ۲ میزائل داغے جس کے نتیجے میں ۴/ افراد شہید اور متعدد زخمی ہو گئے۔

۱۶ فروری: شمالی وزیرستان کے علاقے سپلگاہ میں امریکی جاسوس طیارے نے ایک مکان پر دو میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ۷ افراد شہید اور متعدد زخمی ہو گئے۔

۱۶ فروری: شمالی وزیرستان کے علاقے خیسور میں امریکی جاسوس طیاروں نے دو گاڑیوں کو میزائلوں سے نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں ۱۵ افراد شہید ہو گئے۔

بقیہ: آخری معرکہ

کیونکہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے سراسر ظلم، زیادتی اور جبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے طالبان کی پرامن حکومت کا خاتمہ کر کے خطے پر قبضہ کرنے کی کوششوں میں وہاں کشت وخون کا بازار گرم کیا ہے اور ایک پرامن خطے کو عدم استحکام کی راہ پر ڈال دیا ہے۔

افغانستان اور عراق کی جنگوں میں امریکی معیشت کو کھربوں ڈالرز کا دھچکا لگ چکا ہے، بے روزگاری اور غربت میں اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے اور خود امریکی عوام اب اپنے حکمرانوں کی ان پالیسیوں کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھنے لگے ہیں جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اقتصادی میدان میں بہت جلد امریکہ حالات کے گرداب میں پھنسنے والا ہے۔

افغانستان کی بھول بھلیوں میں دس سال تک خاک چھاننے اور پھانکنے کے ساتھ ساتھ اور اس کی وجہ سے اپنی معیشت کا پہیہ جام کرنے کے باوجود بھی وہ کامیابی کے ابتدائی سٹیج تک بھی نہیں پہنچ پایا ہے۔ امریکی حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے شہریوں پر رحم کھاتے ہوئے افغانستان سے جلد انخلا کے پروگرام کو عملی شکل دیں اور باقاعدہ طور پر وہاں کے اقتدار کی باگ ڈور طالبان کے حوالے کی جائے وگرنہ افغان مجاہدین کی تازہ ترین حربی کارروائیوں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اب کی بار جو فیصلہ کن ''آخری معرکہ'' لڑنے جا رہے ہیں اس سے امریکہ کو سویت یونین سے بھی بدتر حالات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے اور جلد اس کی ناکامی وتذلیل کا تماشہ دنیا دیکھنے والی ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: امریکی افواج کے انسانیت کش جرائم

اسی طرح پاکستان میں ہونے والے ڈرون حملوں میں بھی بے تحاشا افراد شہید ہوتے ہیں۔ گزشتہ دنوں منظر عام پر آنے والی ایک رپورٹ کے مطابق امریکی ڈرون حملوں میں دوسو کے لگ بھگ معصوم بچے شہید کیے جا چکے ہیں اور دوسری معصوم شہری آبادی کو بھی نقصان پہنچا، ان ظالمانہ حملوں کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

مختصراً یہ کہ امریکی افواج ظلم و بربریت، انسانیت کی بے حرمتی کرنے اور اخلاقیات کا جنازہ نکالنے سے قطعاً گریز نہیں کرتیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ کوئی بھی طاقت اپنی مستقل حیثیت برقرار نہیں رکھ سکتی۔ دور نہ جایئے روس اور برطانیہ امریکہ سے بھی بڑی ''سپر پاورز'' تھے مگر آج ان کا سورج غروب ہو چکا ہے۔ جس طرح امریکہ آج کل معاشی بحران کی زد میں ہے، بے روزگاری اور مہنگائی کی دلدل میں دھنسا ہوا ہے اب اس کا سورج بھی ڈھلنے کو ہے۔

☆☆☆☆☆

صلیبی جنگ اور ائمۃ الکفر

نوید صدیقی

یمن سے پاکستان تک شدت پسند امریکہ سے بچ نہیں سکتے: اوباما

امریکی صدر اوباما نے کہا ہے کہ" یمن سے پاکستان تک القاعدہ کے شدت پسند جانتے ہیں کہ وہ امریکہ سے نہیں بھاگ سکتے، طالبان کا زور ٹوٹ چکا ہے، اسامہ بن لادن ہلاک ہوگیا ہے، امریکہ کے لیے خطرہ نہیں رہا"۔

القاعدہ اب بھی امریک کے لیے خطرہ ہے: جے کارنے

وائٹ ہاؤس کے ترجمان جے کارنے نے کہا کہ" القاعدہ اب بھی امریکہ کے لیے ایک خطرہ ہے اور القاعدہ کے جہاں کہیں بھی ٹھکانے ہیں انہیں نشانہ بنانے میں تاخیر نہیں کریں گے"۔

القاعدہ امریکہ کے لیے حقیقی خطرہ ہے: پنیٹا

امریکی وزیر دفاع پنیٹا کا کہنا ہے کہ" اسامہ بن لادن اور انور العولقی کی ہلاکت کے باوجود القاعدہ امریکہ کے لیے بدستور خطرہ حقیقی خطرہ ہے، وہ جہاں بھی ہیں ہم انہیں ڈھونڈ نکالیں گے۔ ہمیں پاکستان، یمن، صومالیہ اور شمالی افریقہ میں القاعدہ کا سامنا ہے"۔ ایک سوال کے جواب میں کہ کیا امریکی فورسز نے القاعدہ کو شکست دے دی ہے تو اُس نے کہا" اب تک القاعدہ کو شکست نہیں دے سکے، وہ ابھی تک حقیقی خطرہ ہے، القاعدہ ابھی بھی موجود ہے"۔

گوانتانامو سے ایسے قیدی رہا نہیں کریں گے جو دوبارہ ہتھیار اٹھائیں: پنیٹا

امریکی وزیر دفاع پنیٹا نے کہا ہے کہ" جنگ میں حصہ نہ لینے کی ضمانت پر گوانتانامو جیل سے قیدیوں کی رہائی ممکن ہے تاہم کسی ایسے قیدی کو رہا نہیں کریں گے جو دشمن سے مل کر ہمارے خلاف دوبارہ ہتھیار اٹھالے"۔

پاکستان اور امریکہ نے اکٹھے کام جاری رکھا ہوا ہے: ہیلری

امریکی وزیر خارجہ ہیلری نے کہا ہے کہ" پاکستان اور امریکہ نے اکٹھے کام جاری رکھا ہوا ہے، یہ رکا نہیں، پاک امریکہ تعلقات میں اونچ نیچ آتی رہتی ہے مگر ہم ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے"۔

پاک امریکہ تعلقات میں طلاق کا آپشن نہیں۔امریکی محکمہ خارجہ

امریکی محکمہ خارجہ کا کہنا ہے کہ" پاکستان اور امریکہ کے تعلقات میں طلاق کا آپشن ہے ہی نہیں۔ پاکستان سے تعلقات بہتر بنانے کے لیے کوشش کر رہے ہیں، پاکستان کو مستحکم جمہوری ملک دیکھنا چاہتے ہیں۔ پاکستان میں مختلف پروگرامز میں سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔ امریکہ آنے والے آئی ایس آئی چیف کے ساتھ بھی اچھے تعلقات رکھنا چاہے گا"۔

بھارت کو خطے کے لیڈر کے طور پر دیکھتے ہیں: جان کیری

امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی کے چیئر مین سینیٹر جان کیری نے کہا ہے کہ" امریکہ بھارت کو خطے کے لیڈر کے طور پر دیکھتا ہے، عالمی سطح پر درپیش چیلنجز میں بھارت کا مرکزی کردار ہے"۔

طالبان سے مذاکرات میں امریکی کمزوری واضح ہوتی ہے: جان مکین

امریکی سنیٹر جان مکین نے متنبہ کیا ہے کہ" طالبان سے مذاکرات میں امریکی کمزوری واضح ہوتی ہے۔ یہاں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ ہم افغانستان سے جا رہے ہیں اور یہ تاثر طالبان کے ساتھ نتیجہ خیز مذاکرات میں نقصان دہ ہے"۔

فضائی حملے میں مرنے والے بچے فوجیوں کے لیے خطرہ تھے: نیٹو حکام

برطانوی فضائیہ کے ایئر کموڈور مائیک وگسٹن نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ" اس میں کوئی شک نہیں کہ نیٹو کی جانب سے کاپیسا میں حالیہ بم باری سے ۸ افغان بچے ہلاک ہو گئے تھے، ان بچوں کو طالبان یا مزاحمت کار سمجھ کر نشانہ نہیں بنایا گیا بلکہ ان کو اس لیے مارا گیا کہ یہ وہاں کارروائی میں مصروف افغان اور فرانسیسی فوجیوں کے لیے بظاہر خطرہ بنے ہوئے تھے"۔

☆☆☆☆☆

4 جنوری: صوبہ ہلمند..........ضلع گریشک..........بارودی سرنگ دھماکہ..........پولیس رینجر گاڑی تباہ..........6 پولیس اہل کار ہلاک

اک نظر ادھر بھی!!!

صبغۃ الحق

امریکہ کا فرنٹ مین بن کر پاکستان معاشی تباہی کے دھانے پر پہنچ گیا: جرمن اخبار

جرمنی کے کثیر الاشاعت اخبار Die Welt نے اپنی ایک تحقیقی رپورٹ میں لکھا ہے کہ'' پاکستان نائن الیون کے بعد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کا فرنٹ مین بن کر معاشی طور پر تباہی کے دہانے پر جا پہنچا ہے۔اس جنگ میں ہر طرح سے پاکستان نے بلاشبہ بہت بھاری قیمت ادا کی ہے''۔

لگتا ہے کہ پاکستان میں امریکہ کی شیڈو ریاست قائم ہے: امریکی جریدہ

امریکی جریدے نیوز ویک نے کہا ہے کہ'' ایبٹ آباد آپریشن کے بعد پاکستان کی فوجی اور سیاسی قیادت کے لیے ڈرون حملوں اور سی آئی اے کی بڑھتی ہوئی کارروائیوں کا دفاع کرنا مشکل ہوگیا، پاک امریکہ تعلقات پورا سال کشیدہ رہے لیکن اس کے باوجود پس پردہ تعاون کا سلسلہ خاموشی کے ساتھ جاری ہے، ایسا لگتا ہے کہ پاکستان میں امریکہ کی شیڈو ریاست قائم ہے''۔

صلیبی جنگ میں ڈالروں کی وجہ سے پاکستان پر قابض جرنیل اور حکمران طبقے نے شمولیت اختیار کی اور اب مسلسل اپنے آقائوں کی مانند معاشی تباہی اور ابتری کا سامنا کررہے ہیں لیکن ستم یہ ہے کہ یہ طبقۂ مترفین خود تو مزے میں ہے اور صلیبی غلامی کی بدولت حاصل کی گئی رقم سے استفادہ کررہا ہے مگر عامۃ المسلمین روزافزوں مہنگائی کے بڑھتے ہوئے عفریت کے سائے میں جاں بلب ہیں۔پاکستان کو ان ناجائز قابضین نے امریکہ کالونی بنا دیا ہے۔عامۃ المسلمین کے لیے واحد حل یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتے ہوئے مجاہدین فی سبیل اللہ کے ساتھ وابستہ ہوکر شریعت کے نفاذ کا علم بلند کریں۔شریعت ہی تمام دکھوں کا مداوا ہے!!!

شکیل آفریدی کو امریکہ کا اعلیٰ ترین سول ایوارڈ دینے کا فیصلہ

امریکی کانگریس نے شیخ اسامہ بن لادنؒ کی ایبٹ آباد میں جاسوسی کرنے پر پاکستانی ڈاکٹر شکیل آفریدی کو امریکہ کا اعلیٰ ترین سول ایوارڈ دینے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ امریکی اخبار کے مطابق رکن کانگریس کا کہنا ہے کہ'' شکیل آفریدی کو کانگریشنل گولڈ میڈل دینے کی سفارش کا بل جلد پیش کر دیا جائے گا''۔میڈیا کے مطابق کانگریشنل گولڈ میڈل امریکہ کا سب سے بڑا سول اعزاز ہے اور یہ اعزاز اسے سی آئی اے کی مدد کرنے پر دیا جائے گا۔اس کے علاوہ کانگریس میں شکیل آفریدی کو امریکی شہریت دینے کا بل بھی پیش کیا گیا ہے۔شکیل آفریدی خیبر ایجنسی سے تعلق رکھنے والا سرجن ہے جو پولیو قطروں کی مہم کی آڑ میں شیخؒ کے خاندان کی جاسوسی کا سبب بنا۔

دنیا بھر میں نائن الیون کے بعد ایک لاکھ ۲۰ ہزار افراد گرفتار کیے گئے۔

نائن الیون کے بعد دس سال سے عرصہ میں دنیا بھر میں کم سے کم ۳۵ ہزار افراد کو'' دہشت گرد'' قرار دے کر سزائیں سنائی گئیں۔اے پی نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ ایک لاکھ ۱۹ ہزار ۴۴ افراد کو انسداد دہشت گردی کے قانون کے تحت گرفتار کیا گیا جب کہ ۶۶ ممالک میں ۳۵۱۱۷ افراد کو سزائیں سنائی گئیں۔اے پی کے مطابق اصل تعداد بلاشبہ اس سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ بعض ممالک نے اطلاعات کی فراہمی سے انکار کردیا۔

افغان جنگ بڑی ناکامی ہے،فوج جلد واپس بلائی جائے: ۶۷ فی صد امریکیوں کی رائے

امریکہ میں نئی راسموسین عوامی سروے رپورٹ میں افغان جنگ کو ایک بڑی ناکامی قرار دے دیا گیا ہے۔ٹیلی فون سروے رپورٹس میں بتایا گیا ہے کہ امریکہ کے ۶۷ فی صد عوام افغانستان سے جلد فوجی انخلا کے حامی ہیں جب کہ بائیس فی صد اس کی مخالفت کررہے ہیں۔

امریکی فوج میں ناامیدی بڑھنے لگی، ۲۲۰۰ فوجی پھندے سے جھول گئے۔

ایک مشہور امریکی اخبار کی رپورٹ کے مطابق ۲ سالوں میں تقریباً ۲۲۰۰ امریکی فوجیوں نے خودکشیاں کی ہیں اور اسی طرح امریکی فوجیوں میں ذہنی امراض کا بھی خطرناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔رپورٹ کے مطابق عراق میں جنگ کے خاتمے اور افغانستان میں انخلا کے قریب پہنچے کے باوجود ڈیوٹی پر ماموراور چھٹیوں پر آنے والے فوجی اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی زندگیوں کے چراغ گل کردیتے ہیں،خودکشی کے اس بڑھتے رجحان اورفوجیوں کے ذہنی امراض میں اضافے کی وجہ سے امریکی کمانڈر انتہائی پریشان ہیں۔

6 جنوری: صوبہ خوست..................خوست شہر..................نیٹو سپلائی کانوائے کی پارکنگ میں ریموٹ کنٹرول بم کا دھماکہ..................5 سپلائی گاڑیاں تباہ

امریکہ میں مزید ۲ بنک دیوالیہ قرار

امریکہ میں بنکوں اور مالیاتی اداروں کے نگران ادارے نے فلوریڈا اور جارجیامیں مزید ۲ بنکوں کو دیوالیہ قرار دے کر بند کر دیا گیا۔

برطانیہ میں بے روزگاری بڑھ گئی،تعداد۲۷ لاکھ کے قریب

برطانیہ میں گزشتہ ۳ماہ کے دوران میں بے روزگاری کی شرح مزید بڑھ کر ۸.۴فی صد تک پہنچ گئی ہے جو ۱۹۹۵ء کے بعد سب سے زیادہ ہے۔نومبر میں ختم ہونے والی سہ ماہی میں ایک لاکھ ۱۸ ہزار افراد مزید بے روزگار ہوئے،جس کے بعد بے روزگاروں کی تعداد بڑھ کر ۲۶لاکھ ۸۰ہزار ہوگئی ہے۔

امریکہ کے دو صدیوں سے مسلمانوں پر مسلسل ظلم وستم کے بعد اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت سے نائن الیون کی مبارک کارروائیاں ہوئیں جن کے بعد امریکہ ہی نہیں بلکہ تمام صلیبی اتحاد مجاہدین کے مرضی کے میدانوں افغانستان اور عراق میں آگیا ، وہاں اُس کی معیشت کو بھی ناقابلِ برداشت چرکے لگے ۔امریکہ کے بعد اب برطانیہ بھی بے روزگاری کی دلدل میں دھنسا جارہا ہے اور امریکہ میں بھی مسلسل بنک دیوالیہ ہورہے ہیں جو کہ سرمایہ دارانہ نظام کی اساس ہیں۔اسی طرح اُس کی فوج بھی زخم خوردہ ہوئی ، نفسیاتی ہذیان میں مبتلا ہوکر کئی فوجی خود کشی بھی کرگئے اور متعدد نے نشہ آور ادویات میں پناہ ڈھونڈنے کی کوشش کی۔دنیا بھر میں قیدوبند کی صعوبتوں سے گزرنے والے مجاہدین کی وجہ سے ہی پوری دنیا کے سامنے صلیبیوں کا اصل چہرہ ظاہر ہوا کہ وہ کس قدر سفاک ہیں۔ اب یہ تعداد کہ ایک لاکھ بیس ہزار لوگ پوری دنیا سے گرفتار ہوئے 'خود صلیبی دنیا کے منہ پر طمانچہ ہے کہ وہ کن 'حقوق'کی بات کرتے ہیں۔ان صلیبی فوجیوں کی خودکشیاں اور ان کے معاشروں کی معاشی ومعاشرتی تباہی اب انہیں دنیا کے نقشے سے مٹا کرہی رہے گی، ان شاء اللہ۔

دس ہزار قادیانیوں نے اسرائیلی شہریت اختیار کرلی،چھ سو سے زائد اسرائیلی فوج میں ملازم ہیں

ڈاکٹر اسرائیل ٹی ناریمونی کینیڈا کی یونیورسٹی آف لوئیس ویلی کے شعبہ سوشل سائنس اور پولیٹکل سائنس کا سربراہ رہا ہے۔ڈاکٹر اسرائیل نے ایک کتاب'' اسرائیل اے پروفائیل''، لکھی، اس کتاب میں جہاں دیگر انکشافات کیے گئے ہیں وہیں ایک انکشاف یہ بھی کیا گیا ہے کہ'' پاکستان کے ہزاروں کی تعداد میں شہری اسرائیل میں رہائش پذیر ہیں،فوجی اور دیگر سرکاری محکموں میں خدمات انجام دے رہے ہیں''۔ڈاکٹر اسرائیل نے اپنی کتاب میں ایک باب'' مقدس سرزمین پر مذاہب'' کے نام سے لکھا ہے اسی باب میں پاکستانی نژاد قادیانیوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح وہ پہلی بار اسرائیل میں آئے اورانہیں کس بنیاد پر اسرائیل میں نا صرف رہنے کی اجازت بھی دی گئی بلکہ انہیں سرکاری ملازمتیں بھی دی گئی ہیں۔اس یہودی مصنف کے مطابق'' اسرائیل فوج میں کم از کم چھ سو کے لگ بھگ پاکستانی قادیانی اسرائیل فوج کے مختلف عہدوں اور یونٹوں میں خدمات انجام دے رہے ہیں، گوکہ اسرائیل کے تمام یہودی شہریوں کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ فوجی خدمات انجام دیں مگر قادیانیوں کے لیے یہ خدمات لازمی نہیں ہیں بلکہ اگر وہ چاہیں تو رضا کارانہ طور پر اپنے آپ کو خدمات کے لیے پیش کرسکتے ہیں''۔

پاکستان اسلام نہیں جمہوریت کے نام پر بنا:نسیم ولی

عوامی نیشنل پارٹی کی سابق صوبائی صدر نسیم ولی نے کہا ہے کہ'' پاکستان اسلام نہیں جمہوریت کے نام پر بنا، پاک فوج قوم کو بچانے کے لیے لڑ رہی ہے۔قائداعظم نے کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ میں اسلام کے نام پر الگ ریاست بنانا چاہتا ہوں۔ جہاں تک اسلام کی بات ہے تو انگریزوں کے زمانے میں بھی اسلام آزاد اور مساجد آباد تھیں''۔

لاہور میں منہاج القرآن نے مندر میں محفل میلاد کرادی، ہندوئوں کی بھی شرکت

طاہرالقادری کی تنظیم منہاج القرآن نے لاہور کے بارمیک مندر میں میلاد النبی کی تقریب کرادی۔جس میں مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں اور عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے والوں نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔مندر کے احاطے میں ہی نماز عصر بھی ادا کی گئی۔طاہرالقادری ایسی حرکتیں کینیڈا میں بھی کررہا ہے کہ مسلمانوں اور کافروں کے مشترکہ اجتماعات میں کبھی کرسمس مناتا ہے اور کبھی عیدِ میلاد۔

نعت خواں معاوضہ لینے میں گلوکاروں سے آگے نکل گئے۔

ایک محفل یا نعتیہ البم ریکارڈ کرانے کے لیے معاوضہ وصول کرنے میں بعض نعت خواں گلوکاروں سے بھی آگے نکل گئے۔ربیع الاول میں ایک دن میں کئی کئی مقامات نعت خواں پر محافل میلاد میں نعت خوانی کرکے لاکھوں روپے کما رہے ہیں۔اس سلسلے میں نعت خواں اویس رضا قادری ایک پروگرام میں نعت خوانی کرنے کا معاوضہ دس لاکھ روپے سے زائد وصول کرتا ہے جب کہ وہ یہ استفسار بھی کرتا ہے کہ اوپر سے'' ویلوں'' کی صورت میں کتنے پیسے ہوجائیں گے۔

☆☆☆☆☆

7جنوری:صوبہ کنڑ..........ضلع سرکانو..........مجاہدین اور امریکی فوج کے درمیان شدید جھڑپیں..........11امریکی فوجی ہلاک اور زخمی

عزیز ساتھی!

عزیز ساتھی!

کبھی جو تم یہ سوال کر دو

بتاؤں اپنی تمنا تم کو

میں تم سے اپنا وہ راز کہہ دوں

جو کب سے پنہاں ہے دل کے اندر

وہ بات کہہ دوں

عزیز ساتھی!

میری تمنا تو مختصر ہے

یہی میری خواہشوں کا گھر ہے

میری خوشی ہے اسی میں ساتھی

میں تیرے چہرے پہ رنگ دیکھوں

میں تجھ کو خوشیوں کے سنگ دیکھوں

تمہارے ہونٹوں پہ میرے ساتھی

تمہارے لفظوں میں پیارے ساتھی

سکون دیکھوں محبتوں کا

قرار دیکھوں عقیدتوں کا

تمہارے جذبے بلند دیکھوں

تمہیں میں رب کی پسند دیکھوں

میری تمنا کو یاد رکھ کے

وفا کے پر پیچ راستوں پر

جو ہو سکے میرے ساتھ چلنا

کبھی گروں تو تھام لینا

نہ ہار جانا نہ چھوڑ دینا

وفا کے ساتھی وفا نبھانا

عزیز ساتھی!

افق پہ دیکھو، نظر جماؤ

خدا کی رحمت، خدا کی جنت

وفا کے رستوں پہ چلنے والوں کی منتظر ہے

اب آؤ ساتھی!

گنواؤ مت زندگی کے لمحے

اب آؤ ہم اپنے رب کی خاطر

دینِ شاہِ عرب ﷺ کی خاطر

لہو بھی دے دیں، بدن بھی دے دیں

ہم اپنے دل کے چمن بھی دے دیں

عزیز ساتھی!

نہ دیر کرنا، نہ بیٹھ جانا

میری نگاہ تیری منتظر ہے!

میری دعا تیری منتظر ہے!

جہاد کے لیے مسلح رہنا فرض عین ہے!!!

''قرآن مجید میں جس طرح اَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ اور اٰتُوا الزَّکٰوۃَ دونوں امر کے صیغے ہیں، ان دونوں صیغوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر مسلمان کے ذمہ نماز پڑھنا اور زکوۃ ادا کرنا فرض عین ہے۔ بعینہٖ اس طرح وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ الخ کا حکم ہے۔ یعنی ہر مسلمان کو حکم دیا جاتا ہے کہ ہر شخص اپنی توفیق کے مطابق جنگی ہتھیاروں سے مسلح رہے اور کوئی مسلمان اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ اس لیے اسلامی حکومت کا یہ فرض ہے کہ ہر مسلمان کو مسلح ہونے کے لیے سہولتیں بہم پہنچائے نہ یہ کہ الٹا لائسنس کی پابندی عائد کرے اور ہتھیار بنانے یا بنے ہوئے خرید کرنے میں رکاوٹیں پیدا کرے۔

لہٰذا ہر مسلمان کو ہتھیار رکھنے، بنانے اور بنے ہوئے لانے کی آزادی ہونی چاہیے۔ کیونکہ قرآن مجید کا بھی حکم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے تابع دار ہوتے تو مشرقی پنجاب میں سے مسلمانوں کا ایک گاؤں بھی خالی نہ ہونے پاتا۔ اور ۸۰ لاکھ ہجرت کرنے پر کبھی بھی مجبور نہ ہوسکتے۔ اس کی تدبیر یہی تھی کہ اگر سب مسلمان رائفلوں اور سٹین گنوں سے اسلامی تعلیم کے مطابق مسلح ہوتے تو پھر کسی بے ایمان سکھ یا ڈوگرے کو مجال تھی کہ مسلمانوں پر فتح پاتا۔ اس مسلح مسلمان کے مقابلہ میں آتے تو وہی خبیث شکست کھا کر جاتے۔ افغانستان پر انگریز ۹۲ سال میں کیوں فتح نہیں پاسکا، اس لیے کہ پٹھان کے دل میں نورِ ایمان ہے، کمر پر کارتوسوں کا گٹھا اور کندھے پر رائفل ہے''۔

شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

(از امام لاہوریؒ کے رسائل)